

جلد

۷۸۶

شماره

۲۷۹۷۲
۱۳۱۴

انجمن کاهوری

کا

۱۲۰۰
سال اردو

ماهواری رساله

معه سالنامه

بیت

ماه شعبان. رمضان. شوال. ذی قعد ۱۳۲۵ هجری مطابق تمبر کتور نوامبر ۱۳۰۴ شمسی

حسب فرمایش

انجمن نعلبیکه لا هف

در حمیدیه سیم چیرک افوا طبع گردید

مقاصد النجاشی

(امر مسلمہ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا)

۱۔ شریعت غرائے مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع مرتجہ موقع پر لازمی ہوگا۔ اور کوئی امر اسکے مغائر نہ ہو سکیگا (ب) مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق عمل آئے ہوگا۔ (مقاصد) (۱) علوم اسلام کی تعلیم کے لئے ایک ایسے مدرسہ کا اجرا اور قیام جس میں اُن علوم کی تعلیم ہو جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث ہوں اور جن میں ایسے طریقے سے تعلیم دی جاوے کہ طلباء اپنے مذاق کے موافق کسب معاش کے لئے دنیوی علوم میں بھی جو خلاف شریعت نہ ہوں دستگاہ پیدا کر سکیں +

۲۔ بغرض افادہ عامہ مسلمین ایک ایسے اعلیٰ درجہ کے اسلامی کتب خانہ کا بہم پہنچانا جو شافعیین علوم اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث ہو۔

۳۔ مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت باتبع دفعہ ۱ جس سے اُن کے اخلاق معاشرت اور کسب معاش و معاملات دینی و دنیوی امور میں پابندی شریعت غرائے مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی لمبید کیجاتی ہے +

۴۔ ایسے زمانہ مدرسہ کا اجرا اور قیام جن میں علاوہ قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے دستگاہی مشلا سوزن کاری۔ وزنہ وزی۔ گوشت بافی وغیرہ سکھائی جاوے۔

۵۔ ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جنکے ورثا نہ ہوں۔ یا جنکے ورثا ایسے کریں کی استطاعت نہ رکھتے ہوں +

۶۔ بالعموم کافہ اہل اسلام و بالخصوص فرقہ حنفیہ سے متعلق ہر قسم کے فلاح اور بہبودی کی تجاویز کا سوچنا اور عمل میں لانا اور حسب اقتضائے وقت حکام کبخت میں ادب کے ساتھ ایسے معروضات کا گزارش کرنا جو عموماً مجاہد مسلمانوں اور خصوصاً فرقہ موصوف کے مفاد کے لحاظ سے پیش کرنی ضروری ہوں +

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سالنامہ انجمن حمایتِ بیہوش کھوار از مضافات کراچی

اظہارِ قدرت کیا فیض اس جو حقیقی کی شان ہے جسکی کنہ کما دراک میں تمام عقول و نفوس عاجز ہیں اور تمام مخلوقات و تسلیات و برکات منجانب خالق و مخلوق کی مستحق وہ ذات مقدس و تعین اقدم ہے۔ جو باعث تکوین و ظہور کل عالم تعینات و کمونات ہوئی۔ اور رضوان و غفران الہی ان تمام مقبوسین انوار نبوت پر ہو۔ جسکو بالمشافہ اسرار و کمونات قرآنی پر مطلع و تتبع ہو گیا موقع ملا۔ اور بے انتہا رحمت مائے الہی کا نزول علی الدوام اُن ارجح مقدسہ آئمہ مجتہدین اولیائے کرام۔ اصفیائے امت مرحومہ پر ہو جسکے ذریعہ عامہ مسلمین تک نور ہدایت دینِ قویم کو پہنچایا اور پھیلا یا گیا۔ اللہ صلی علی سیدنا و مولینا محمد تعینک الاقدام و مظهر الالہام لا اسمک العظم بعد تجلیا ذلک و تعینات صفاتک و علی اللہ واصحابہ و از واجلہ ذاہل بیتہ و عاتقہ اجمعین صلوٰۃ دائمۃ و ذریعۃ

لدوام ملک اللہ۔

مائے شکرانہ عطیات و مومہبت الہی جسنے اپنے فضل و کرم سے اس انجمن کے کاروبار میں ترقی روز افزون عطا فرما کر بیسواں سال اسکا ہر دراز کا بغیر و خوبی ختم کیا اور اکیسویں سالانہ بہ ترقی پر چڑھنے کا موقع دیا۔ احاطہ امکان پر بشر سے خارج ہے۔ صرف اقرار ہی اس عطیہ کا جاسکتا ہے کہ محض غیر مترقب امدادوں سے بعون و نصرت الہی یہ خالص دینی کام جو آجکل کے زمانہ میں محض بے نمک سمجھا جاتا ہے چلتا رہا۔ اگرچہ سال بھر کے واقعات سننے کے لیے ہی ایک دفتر درکار ہے۔ خلاصہ سا گذشتہ کے حالات جو سالانہ بیسویں جلسہ کے موقع پر حاضرین کو سنائے گئے مختصر اہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

۱۔ دبائے عام طاعون سے جو صدات عظیم عامہ خلاق کو اور بالخصوص انجمن اور دارالعلوم

پہونچے۔ انکا عادیہ نمک بر جراحت سمجھ کر ترک کیا جاتا ہے جسکی تفصیل وقتاً فوقتاً صبح رسالہ
 مانا ہوتی رہے۔ اللہ تعالیٰ اجل جلالہ گذشتگان کو مغفرت فرماویں۔ اور پس ماندگان کو
 برکت اور خلوص نیت عطا فرماویں۔

محکمہ محالانہ امتحان کے متحن مولانا مولوی مفتی محمد لطیف اللہ صاحب رامپور۔ مولانا مولوی
 مفتی حافظ احمد صاحب دیوبند۔ شمس العلماء مولوی عبد الحکیم صاحب پروفیسر اور پرنسپل کالج
 لاہور۔ مولانا مولوی حاجی احمد علی صاحب محدث میرٹھ مقرر ہوئے جسکے سوالات پر
 تحریری امتحان ہوا۔ نتیجہ امتحان کامیاب رہا۔ یعنی ۲۹ طلباء میں سے ۱۵ طلباء بجا
 پہلے تعداد مجوزہ کامیاب ہوئے۔ اور کتب ذیل میں امتحان لیا گیا۔

ہادیہ۔ توضیح و تلویح۔ شرح وقایہ۔ اصول تاشی۔ کنترا الذائق۔ قدوری۔ ترمذی شریف۔
 شمائل ترمذی۔ قاضی مبارک بطول۔ میرزا ہد رسالہ یحییٰ۔ میرزا ہد ملا جلال۔ حمد امجد۔
 مولوی حسن۔ رشیدیہ۔ میندی قطبی۔ میر قطبی۔ شرح تہذیب۔ کافہ۔ ایسا غوجی۔
 قال اقول۔ مزاج الارواح۔ ہادیہ النحو۔ نحویر۔ شرح ماتہ عامل۔ دیوان قنوی معہ ترجمہ تہذیب
 ہر جہات۔ تاریخ تیموری۔ تاریخ الخلفاء۔ نفحۃ الہیمن۔ جواب مضمون عربی وارو ترجمہ فقرات
 زبانی۔

مسد مکان انجن میں غسخانہ و نلکہ آب سانی کی تبدیلی پر جو بجائے مشرقی کے مغربی طرف
 کیا گیا۔ جسپر مبلغ ماحیر صرف ہوئے۔

علیہ بابو جلال الدین صاحب متمم حج تہا شکریہ کے مستحق ہیں۔ جو ماہیانہ حسابات آمد و خرچ
 انجن کو نہایت خور سے پڑتا مال و ملاحظہ فرما کر نقدیق فرماتے رہتے ہیں۔

۵۔ انیسویں سالانہ جلسہ کی بابت اکتوبر ۱۹۰۶ء کے جلسہ منتظمہ میں مفصل حالات و
 اخراجات و آمد و انشطامات کے پیش کئے گئے۔ اور ان حضرات کا شکریہ ادا کیا گیا۔ جنہوں نے
 تن دہی سے جلسے میں خالصاً نوجہ اللہ کام کیا۔ اور نایز قوم خرچ شدہ کی منظوری حاصل
 کر کے کتب حساب میں محسوب کیا گیا اور تجویز ہوا۔ کہ آئندہ خرچ خواہ ک ہمانان جلسہ
 اراکین مجلس منتظمہ بحساب اوسط ادا کیا کریں +

۱۔ اس سال میں انجمن نے بجائے چالیس فطائف کے اسی تک بڑھانے کی منظوری کی
۲۔ یہ امر بھی منظور کیا گیا کہ رویت ہلال کے موقع پر بذریعہ کارڈ ہمیشہ تمام ہندوستان
میں ان حضرات کو اطلاع دیجایا کرے جو اس قاعدے کی پابندی اپنی طرف سے بھی
قبول فرماویں اور خاص موقع رویت شہر رمضان المبارک و شوال المکرم و محرم الحرام
اگر انٹیس کا چاند ہو۔ تو بذریعہ تاریقی فوراً اطلاع دیجایا کرے۔

۳۔ آئندہ کے لئے طلبہ کے داخلہ کے وقت لئے ایک اقرار نامہ تحریری لئے جانیکامونہ
منظور کیا گیا جس میں ان کی طرف سے ایک اقرار ہوگا کہ وہ تکمیل تعلیم سلسلہ نہ چھوڑینگے
اور انجمن کے احکام کی پوری تعمیل کریں گے۔

۴۔ ان حجراتے مسجد شاہی کی بھی درستی کرائی گئی جو قبضہ انجمن ہذا میں غیر
جو کہٹ و دروازہ مدخل کی مرمت بھی کرائی گئی۔ اور سفیدی و درستی وغیرہ بھی ہو گئی۔
۵۔ جسٹ ڈگری کے اجراء پر حسب وعدہ عطا حافظ چراغ دین صاحب ایمن انجمن ہذا
نے اخیر لکھنؤ مال اولیہ خرچ کئے جسکی ادائیگی کا وعدہ حافظ صاحب نے اپنے ذمہ لیا
جس میں سے مال حافظ صاحب کے زانیہ عطیہ موقع جلسہ حال حساب مذکورہ میں
وصول ہو گئے ہیں۔ صرف ماعہ انکی طرف باقی رہے۔

۶۔ قواعدوں پر نظر ثانی ہو رہی ہے قریب شائع ہونوالے ہیں۔
۷۔ مولانا مولوی نور محمد صاحب حقانی لدھانوی نے قاعدہ عمری خورد و کلان کا حق تصنیف
انجمن کو عطا فرمادیا۔ اور انجمن کی طرف سے چھپ چکا ہے۔ جسکی رتبہ بھی کرایہ لگئی۔ یہ ایسا
مفید قاعدہ ہے کہ حسب شرائط مندرجہ اگر پڑھایا جاوے تو چھ ماہ میں کم سن بچہ قرآن شریف
پڑھ سکتا ہے۔

۸۔ مجالس مجرم الحرام حسب معمول راقم آتم کے مکان پر منعقد ہوتی رہیں جن میں کثیر سامعین
شریک ہوتے رہے۔

۹۔ عید الضحیٰ ۱۳۲۲ھ کی آمد رسالہ مانانہ میں شائع ہو چکی۔
۱۰۔ بعض مجالس کی طرف سے خطوط انکی سالانہ جلسوں میں شریک ہونے کے لئے یا تو ایسے وقت

۲
ہونے کے کہ انجمن ہذا کا خود جلسہ ہونیوالا تھا۔ یا انجمن منظمہ سے منظوری حاصل کر نیکی گنجائش باقی
نہ تھی۔ اور حکی اطلاع کافی وقت پیشتر موصول ہوئی ان کے جلسہ میں انجمن کی طرف سے لاکھین انجمن
شریک ہوئے۔

۱۷۷ مولوی غلام محی الدین نیردار چاک ۱۹۷۷ خاص شکر یہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مبلغ ۱۰۰
ایک سال کے لئے پیشگی ایسے ۱۰۰ روپے کو چھوڑ دینے کے لئے ارسال فرمایا ہے۔
جو قرآن شریف حفظ کرتا ہو۔ چنانچہ یہ وظیفہ بنام حافظ محمد اسماعیل تیمیم پانچ سو روپے سے محسوب
ہوتا ہے اور زائد خرچ اس کا انجمن خود برداشت کرتی ہے

۱۷۸ ابتدائے ۱۹۷۷ سے رسالہ انجمن دو بارہ ماہوار شائع کیا جاتا منظور ہوا۔ اور تاریخ
رواگی ۲۰ ہر ماہ مقرر ہوئی۔ جو بہ نمبر ۱۷۷ کی ایل بسرشتہ ڈاک میں حبسری ہو گیا۔ نیز
یہ بھی منظور ہوا۔ کہ رسالہ مذکور صرف ایسے علماء کی خدمت میں بلا قیمت بھیجا جاوے۔ جو اس
دارالعلوم کی معاونت کسی نہ کسی طریقہ سے پسند فرماتے ہوں۔ دیگر اشخاص سے کم سے کم
۴ ماہوار یا تھے روپہ سال وصول کر نیکی تحریک کی جاوے۔

۱۷۹ بوجہ بلائے طاعون دو مہینہ دارالعلوم بند کیا گیا بعد میں بوجہ اشتغال مولانا مرحوم ہی
تعلیم میں بہت بڑا ہرج ہوتا رہا۔ جسکی طمانی کی امید بارگاہ الہی سے ہے۔ یقیہ تخواہ مولانا
صاحب مرحوم کی بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب لکھے صاحبزادہ میاں عبد الرسول صاحب
عمرہ کو ادا کی گئی

۱۸۰ دہلی میں بہ نگرانی جناب سردار مرزا صاحب مع فیڈر ویش ایک شاخ زمانہ مدرسہ
کی علاقہ فراش خانہ محلہ موساں میں جاری ہے۔

۱۸۱ سال گذشتہ میں گیارہ اجلاس مجلس منظمہ کے ہوئے۔ جن میں ۱۲۷ امور طے کئے گئے
اور پانچ اجلاس مجلس عام کے جنہیں ۱۷۷۔ امور کلیات کا فیصلہ ہوا۔

۱۸۲ احکام سرکاری کی تعمیل مناسب طور پر ہوتی رہی۔

۱۸۳ اس سال بھی پانچ ہی مستفیضان دارالعلوم مندرجہ ذیل ہذا پنجاب یونیورسٹی کے
استعان مولوی فاضل میں شریک ہوئے۔ اور سب کامیاب ہو گئے۔ لیکن کوئی اول نمبر

پر نہیں رہا۔ اسکی وجہ ہی مولانا صاحب اعظم کا انتقال راکین انجمن سمجھتے ہیں۔ فیض الحسن
سلطان احمد۔ یوسف علی عابد الرحمن

۲۳ سات طلباء مدرسہ ہذا عالیجناب حکیم مفتی محمد سلیم اللہ خاں صاحب علم و عمل طلب حاصل
کرتے رہے۔

۲۴ سالانہ امتحان مدرسہ ابتدائے کاہلی بہت اچھا رہا۔ تمام یتیم کا میاں ہوئے۔

۲۵ شہر رمضان المبارک میں حسب دستور دارالعلوم میں تعطیلات رہیں۔ بڑا دل یعنی لباس سڑائی
ہر سہ لقیب و چوکیدار کو دیا گیا۔

۲۶ مولوی نور احمد صاحب سیف انجمن کی کوشش سے ماہ اپریل سال مذکور میں
انجمن کو وصول ہوئے۔ اور ماہ ۱۱ اور ۱۲ کے متعلق خرچ بابت سفر خرچ و تنخواہ ہوا۔ گویا
ماہ ۱۱ بحساب اوسط لچر مانا اور کچھ وجود سے انجمن کو نایہ پونچا۔ اس کمی کی وجہ غالباً
وہی بلائے طاعون ہے۔ انجمن نہا ہر وقت ایسے سیف تنخواہ دار رکھنے کے لئے تیار ہے۔ جو
دیانتداری اور خشیت الہی کے ساتھ انجمن نہا کی امداد کرنا چاہیں وہ بے تامل خط و کتابت فرما سکتے
ہیں۔

۲۷ پچاس دریاں خود طلباء کے بستر کے لئے خرید گئیں۔ اور تین درمی کلان مکان
مدرسہ کے لئے اور دو چادر کلان چوبی تخت کے لئے اور پانچ گاؤں تکیہ بنوائے گئے۔ دولہا
کلان و پارچہ کار چوبی برائے منیر خرید گیا۔

۲۸ جو اشیاء انجمن کو سال گذشتہ میں وصول ہوئیں قابل استعمال تیمامی و طلبہ و نگران
امنین سے لٹا کر تکیہ فروخت کر کے قیث اخلاقیہ خیریت البصاعت کی گئی۔

۲۹ وظیفہ الغامیہ حافظ خدابخش یتیم کے نام محسوب ہوتا ہے۔

۳۰ سال مذکور ۶۱ نئے طلبہ داخل ہوئے اور بالادست ۳۵ کس روزانہ کھانے میں
شریک ہوتے رہے۔

۳۱ یتیم خانہ میں ۱۳ یتیم نئے داخل ہوئے۔ کل ۲۰ تیمامی کی تعداد رہی۔

۳۲ تمام سال گذشتہ میں سعر آمد اور مکاسب خرچ۔ پورے سال

کی بقایا کا یہ ہے تہی۔ اور یکم ستمبر ۱۹۱۹ء کی بقایا کا یہ ہے۔
 ۲۳ ذیل میں آمد و خرچ کی تفصیل مدوار اور اسپر ریما رگس وچ کئے جاتے ہیں جو قابل
 ملاحظہ ہیں۔ غور سے توجہ فرمائی جاوے۔

تفصیل آمد	تفصیل خرچ حصہ اعلیٰ
<p>زکوٰۃ ۱۰۰ روپے</p> <p>یتامی ۱۰۰ روپے</p> <p>نفع ۱۰۰ روپے</p> <p>وفات ۱۰۰ روپے</p> <p>عقیقہ ۱۰۰ روپے</p> <p>خیرات ۱۰۰ روپے</p> <p>ختہ ۱۰۰ روپے</p> <p>نذور ۱۰۰ روپے</p> <p>امداد ۱۰۰ روپے</p> <p>عیدین ۱۰۰ روپے</p> <p>قدوسی ۱۰۰ روپے</p> <p>انعامیہ فنڈ ۱۰۰ روپے</p> <p>غلام محی الدین فنڈ ۱۰۰ روپے</p> <p>مفاد جائداد غیر منقولہ ۱۰۰ روپے</p> <p>مفاد جائداد زبانی ۱۰۰ روپے</p> <p>تجارت کتب ۱۰۰ روپے</p> <p>میزان آمد ۱۰۰ روپے</p>	<p>خوراک طلبہ ۱۰۰ روپے</p> <p>پوشاک ۱۰۰ روپے</p> <p>کتب و پیشگیری ۱۰۰ روپے</p> <p>تنخواہ مدرسین حصہ اعلیٰ ۱۰۰ روپے</p> <p>سامان نمائش ۱۰۰ روپے</p> <p>سائر خرچ ۱۰۰ روپے</p> <p>میزان خرچ حصہ اعلیٰ ۱۰۰ روپے</p>
تفصیل خرچ یتیم خانہ	تفصیل خرچ یتیم خانہ
<p>خوراک یتامی ۱۰۰ روپے</p> <p>پوشاک ۱۰۰ روپے</p> <p>کتب و پیشگیری ۱۰۰ روپے</p> <p>تنخواہ ملازمین یتیم خانہ ۱۰۰ روپے</p> <p>سامان نمائش ۱۰۰ روپے</p> <p>سائر خرچ ۱۰۰ روپے</p> <p>میزان خرچ یتیم خانہ ۱۰۰ روپے</p>	<p>خوراک یتامی ۱۰۰ روپے</p> <p>پوشاک ۱۰۰ روپے</p> <p>کتب و پیشگیری ۱۰۰ روپے</p> <p>تنخواہ ملازمین یتیم خانہ ۱۰۰ روپے</p> <p>سامان نمائش ۱۰۰ روپے</p> <p>سائر خرچ ۱۰۰ روپے</p> <p>میزان خرچ یتیم خانہ ۱۰۰ روپے</p>

آمد

خرج

بقایا سال گذشته

معمایه

۱۵

میزان کل آمد مع بقایا

مع محالیه

۱۳

خرج سال

للمصاصه

۱

بقایا یکم ستمه

مالاوعه

۲

تفصیل اخراجات مدات مختلفه

اشاعت

رساله محصول

تنخواه ملازمین دفتر

سفران اجمن مع کرایه

خرج جابدا و غیر منقول

خرج جابدا و زرعی

خرج قدری

وظیفه انعامیه

وظیفه غلام محی الدین

سامان داشتنی

کتب داشتنی

خرج کتب تجارت

میزان خرج مدات مختلفه

مع محالیه

۱۵

میزان اعظم خرج للمصاصه

بقایا یکم ستمه

مع مالاوعه

۱۲

۱۔ تفصیل خرچ کی ہر ایک مد پر مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار ضروری ہے۔
 ۲۔ خوراک طلبہ و تیمارداری پر باوجود کفایت شعاری اور ضیافتوں اور کثرت طاعون کے
 باعث معاویہ روپیہ خرچ ہوئے۔

۳۔ پوشاک طلبہ پر علاوہ دیگر عطیات کے معاویہ روپیہ صرف ہوئے۔
 ۴۔ کتب و سامان تعلیم و امتحان و ہجاری و سالانہ پراور جو دسی کتب طلبہ کے لئے خرید ہوئے
 مبلغ معاویہ معہ جلد بندی خرچ آئے۔

۵۔ تنخواہ مدرسین حصہ اعلیٰ کی مد میں جس میں چار مدرس و ادوئے ملازمین بھی شامل ہیں
معاویہ خرچ ہوئے۔

۶۔ سامان رہائش جس میں چار پائی۔ لحاف۔ چٹائی۔ ودسی ہا۔ و کٹورہ چینی شامل ہیں۔
 مبلغ معاویہ محسوب ہوئے۔

۷۔ سائر خرچ شکستگی و درستگی اشیا شامل ہے مبلغ معاویہ خرچ ہوئے۔ اس طرح مدد
 حصہ اعلیٰ پر معاویہ صرف آئے

تفصیل خرچ یتیم خانہ

(۱) خوراک تیار و تیمارداری تیارے پر علاوہ ضیافتوں کے مبلغ معاویہ خرچ ہوئے۔
 (۲) پوشاک تیارے پر علاوہ عطیات اکھن کے نقد سے مبلغ معاویہ صرف ہوئے۔
 (۳) کتب معہ جلد بندی و سامان تعلیم و امتحان ماہانہ پر مبلغ معاویہ خرچ ہوئے
 (۴) تنخواہ ملازمین یتیم خانہ میں جس میں دو مدرس اور ایک چوکیدار و ادوئے ملازمین
 شامل ہیں معاویہ دیا گیا۔

(۵) سامان رہائش جس میں چار پائی۔ لحاف چٹائی و کراچی یتیم خانہ۔ کٹو چینی محسوب ہے۔
 مبلغ معاویہ خرچ ہوئے۔

(۶) متفرقہ جس میں شکستگی و درستگی و مرمت شامل ہے عمارت دے گئے۔
 اس طرح یتیم خانہ کا کل خرچ علاوہ دیگر عطیات کے نقد لا معاویہ جس میں ۳ یتیم پرورش پاتے رہے

جل جلالہ انکی امیدیں بر لادیں۔

حالیہ سال روان کے لئے انجمن نے مندرجہ ذیل بجٹ منظور کیا۔ جبکہ میسنرن
 صاحبزادے روپے ہے۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہ برادران اسلام سے اس رقم مجوزہ کو پورا
 کر دیئے۔

انجمن کی موجودہ جائداد اخیر گشت شدہ تک حسب ذیل ہے۔

بائے ۱۰ غیر منقول مکان انجمن	عمارت کتب خانہ انجمن	جائداد زرعی انجمن
سعر	مع	مع
قیمت کتب موجودہ	اسباب انجمن	نقد بقایا یکم تشریف
مع	لا	مع

بجٹ منظور کردہ سال آئندہ

خوراک طلبہ و تیمارداری

ال

ما

پوشاک

ر

ما

کتب درسی وداشتنی معہ جلد بندی

ملازمین حصہ اعلیٰ

اول مدرس - دوم مدرس - مدرس ثالث

لا لوف - اسالہ - ما

ال

سپرٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس - ادنی ملازمین

ما

ما

سامان رہائش طلبہ معہ چارپائی لحاف و مہمت

متفرقہ جسمین تیل دیا سلوٹی لاولٹین

میزان کتب حصہ اعلیٰ

و اگہدان شامل ہیں لیسے خرچ ہوئے۔

(د) زنانہ شاخ مدرسہ جو دہلی میں ۲۰ جون سے قائم ہوئی ہے۔ اسپر مردست سے خرچ ہو چکے۔

(ک) کتب داشتنی اس سال میں عیسے کی خرید ہوئیں۔

(ل) خرچ کتب تجارت میں جسکا مفاد ماہیہ دکھایا گیا ہے۔ اسکے محصول ویسے مختلف علیحدہ علیحدہ طور پر اور جو کتب بازار سے خرید کر شامل کی گئیں۔ کل مبلغ عیسے خرچ ہوئے۔

اس طرح ذات مختلف میں اعلیٰ مدرسے خرچ ہوئے۔ اور کل خرچ اس سال کا علاوہ دیگر عطیات خود دینی پوشیدنی وغیرہ کے لیسے خاصے نقد انجمن سے خرچ ہوا۔

۳۵ سال زیر رپورٹ میں یعنی یکم ستمبر سے آخر اگست ۱۹۰۶ء تک انجمن کی طرف سے ۵۹۲۵ خطوط درجسٹری غیر روانہ ہوئے۔ پولند ماہے علیحدہ ہیں۔ اور علی ہذا ۱۳۱۳ خطوط آمدہ درج رجسٹر خط و کتابت ہوئے۔ یہ قلمی کارروائی ہے۔

۳۶ جن صاحبان نے مدعو کیا اونکی فہرستیں رسالجات میں اسموار شائع ہوتی رہیں۔

۳۷ جو جو اشیاء انجمن کو موصول ہوئیں ان کی تفصیل بھی رسالجات ماہواری میں شائع کی گئی۔

۳۸ انجمن ہذا ان اخبارات و رسالجات کی شکر گزار ہے۔ جو عموماً انجمن کے حالات وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہے ہیں۔ اس وقت انجمن میں ۲۱ اخبارات و رسالجات آتے ہیں۔

۳۹ بیرونجات میں جو رسالہ بھیجا جاتا ہے اسکی تعداد ۹۷۱ ہے۔

۴۰ جو صاحبان بوجہ خاص حاجات دنیوی شریک جلسہ نہیں ہوئے۔ اور خطوط معذرت ارسال نہ کرے ہیں۔ انجمن ان کے لئے دل سے دعا کرتی ہے۔ کہ اللہ

بحث تیم خانه

خوراک یتامی معه تیمار داری
پوشاک یتامی
کتاب معه جلد بندی و پیشگیری
مدرسین و ملازمین تیم خانه
مدرس اول - قاری قطب - مدرس دوم - چوگیرار - مدرسین اولی
مال لایع - مال - لایع - مال - لایع
سامان رها لاش معه کرایه
متفرقات خرج

میزان بحث تیم خانه
اسماء

بحث مدات مختلفه

اشاعت معه جلد
ساله ماهوار معه محصول
نام
باب س کس
ان انجمن
ادعای منقوله
زنانه فند
اسباب انجمن
میزان خرج مدات مختلفه اسماء

میزان بحث مدات مختلفه
اسماء

میزان اعظم بحث منظور گروه
اسماء

نوٹ

۱۹۰۷ء سے ۱۹۰۸ء تک لاہور میں
نقصانِ تعانہایتِ آفتاب و نق سے ہوتا رہا جس کی
مضامین قبل پیش ہوئے تفصیل و کیفیت بعد میں ہوگی

تقریر افتتاحی جناب مولانا مولانا عبدالرحیم صاحب العلماء
پروفیسر و ریسٹلر کلہ انجمن

یہ شہر لاہور جسکی آبادی سلطان محمود غزنوی کے غلام ایاز کے یادگار ہے۔ جسے سلطان نے
بروقت واپسے حاکم لاہور مقرر کر کے غزنی کو چلا گیا۔ مذکورہ
چلا آیا ہے۔ اور یہ ایک زمانہ میں اسکی درسگاہیں تھیں
و افغانستان و دیگر ممالک رہیں اور اس شہر فیض سے بہت سی ایسی چیزیں جاری ہوئیں۔
جن سے دور و دراز ملکوں نے بھی سیرابی حاصل کی۔ علامہ ہر وی میرزا ہجوہرات
میں ایک مشہور فاضل انی فاضل گندما ہے۔ اسکا دادا لاہور میں آیا۔ اور ملا صدرا الدین لاہور
سے استفادہ علوم کیا۔ مولانا مولوی نور محمد مدتی حسینی مطول پر حاشیہ لکھ کر
مشکلات فصاحت و بلاغت کو حل کیا۔ اسکا مولہ بھی لاہور ہی تھا۔ مولوی امام الدین
ریاضی مصنف تفسیر شرح تشریح الافلاک جو ایک مشہور ریاضی دان ہے باغستان
لاہور ہی کا ایک پودا تھا۔ عصمت اللہ بھی لاہور ہی الاصل تھا۔ مولوی شبہ الحی لکھنوی
کے بزرگ بھی لاہور ہی مولد تھے یہ چند عربی زبان کے علماء و فضلا ہیں جو اس مقام پر
بطور نمونہ از خردوارے ذکر کئے گئے۔ اسی طرح لاہور کے علماء فارسی دان بھی اپنے

اپنے زمانہ میں بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اور وہ قومی سوسائٹیوں
اور شاہی درباروں میں خاص وجاہت رکھتے تھے۔ مولوی شیخ عنایت اللہ شاہجہانی
لاہوری نے اپنی کتاب بھاکاوش میں جو بحسب ظاہر عشقیہ مضامین کا ایک
ذخیرہ ہے۔ مگر حقیقت میں وہ قرآن کی ایک آیت کریمہ یعنی اِنَّ کَیْدَکُمْ عَظِیْمٌ
کی تفسیر ہے۔ فصاحت و بلاغت زبان فارسی کے وہ داد دی ہے۔ کہ کوئی ایرانی
ادیب، و سکی ہم پنگی کا دم نہیں مار سکتا۔ نظم

در زبان دیگران نظم سخن خوشتر بود
ورنہ ہر جاندار سے فہم زبان مادری
دعویٰ صاحب زبانی نیست بر جان ل
میکشد نفاس ہر بندہ ی چراغ الوری
طوطی ہندوستان را از شکر بزمی او
خواند شیریں کام عرفی نیست قول ہری
فیضی ہندی کہ دستاویز دارد لدن
آسمان نظم را باشد کمالش مشتری
دوستہ کس را نام بردم تا گوئی بعد ازین
منہد با ایران ندارد ساز و برگ ہری
شیخ ابو الفضل اکبر آبادی معاملہ ہندی میں استاد ہے۔ اور فارسی ناب لکھنے میں
کمال ہے۔ الفاظ و دلچسپی عبارات و رنگینی انشاء میں

موجی دروازہ ایک بڑا دشوار پسند فارسی زبان کا ادیب ہے۔ جسکی کمالات کا
کا نامہ کارستانی منیر ہے۔ اور انشاء منیر بھی اوسکی سلیس فارسی کا ایک نمونہ
ہے۔ ملا تیسری خلف ملا بھٹی موچید دروازہ کارہنے والا سلک شعرائے دربار اکبری
میں منسلک تھا۔ بکتاے لاہوری بھی ایک نازک خیال شاعر گذرا ہے۔ وارستہ
لاہوری ایک مشہور مصنف ہے۔ جسکی فارسی زبان دانی کا دستاویز مصطلحات
وارستہ لاہوری ہے۔ میرا یہ خیال نہیں کہ میں گزشتہ اہل کمال لاہور کے مفصل
تاریخ اپنی سامنے پیش کروں کیونکہ اس مختصر تقریر میں استفادہ گنجائش نظر نہیں آتی۔ بلکہ
میرا مطلب یہ ہے کہ زمانہ ماضی کے چند ارباب فضل و کمال کا ذکر کر کے یہ ظاہر کروں
کہ شہر لاہور کی درسگاہیں ہمیشہ منبع علوم و فنون رہی ہیں۔ نظم

لاهور صینٹ عن معانہ کلہا
من کل خیر سئلہ و اساسہ
فیہ الکثیر من فیوض و دیعہ
خذ املہ فاقث مخادیم الوری

و مشائین و منا حسن و ونبہم
ارکانہ قد شیتہ عکاس م
خیر البلاء و فید خیر ان سہ
مالی اہی محمد و مد کاخ دم

ظاہر ہے کہ مردم خیزی لاہور کے وسائل وہی درگاہیں تھیں جنکی برکات ستارہ
مضافات لاہور ہی مالا مال ہو گئے۔ بذریعہ المیزان منطق کا مصنف تذاب کا باشندہ
ہے جو مضافات ملتان سے ہے۔ علاوہ جلالین و کمالین درسی تفسیر بخئی و دو
جلالین و کمالین تفسیرین ہیں جنکی مصنف علاقہ بار مضافات گوجرانوالہ پنجاب کے
رہنے والے تھے۔ مولوی عبدالعزیز مصنف زمرہ و خضر و بیرہ علاقہ ملتان کا
باشندہ تھا غنیمت کنجاہی نے بھی درگاہ لاہور سے اکتساب علوم کیا۔ غنی
کشمیر و واقف بٹالوی ہی اسی خوان یغا کے ذلہ بڑا رہے۔ لیکن انقلاب زمانہ
اسوقت لاہور کی وہ حالت نہیں رہی جو گذشتہ زمانہ میں تھی۔ اب وہ دستگیری
برادران اسلام کا سخت محتاج ہے۔ اور کیونکر ہو بہترین ذریعہ ترقی اسلام کا یہی دینی
مدارس ہیں جو مصداق عفت الدیار محلہا مقامہا کا پوری ہیں۔ اسلام پتلا دین
اور اسی دین پر نجات اخروی کا مدار ہے پر کیا وجہ ہے کہ اس سچے دین کے ترقی
کے وسائل ہم نہ پہنچائی جائیں۔ اور ہر دینی دین کو ایک سرسری کام سمجھا جائے۔ آپ
دیکھتے ہیں کہ مدارس دینی کے ناپید ہو جانے سے کیسی شہاڑھیں اسلام کو پیش
آ رہی ہیں جنکی وجہ سے اسلام سبوعہ غریبا کا نقشہ دکھائی دے رہا ہے۔ صوم، صلوٰۃ
کے پابندی اٹھ گئے۔ صدر رحم کا نام و نشان نہیں۔ عفاف یعنی پاکدامنی ایک مہل
لفظ سمجھا گیا ہے۔ وراثت کا مسئلہ خواب و خیال ہو گیا۔ بیہوشی کا مال شیرہ در کے
طرح حلال ہے مین غنوس یعنی جو ہشی شہادت کو وجہ معاش قرار دیا گیا ہے۔
توحید کو شرک کا لباس پہنایا گیا جو وارث مودت کے وفات کی وقت مودت ہو گیا۔ اسی
نے میت کا ترکہ دیا۔ دوسرے وارث کا کیا مقدور ہے کہ اس سے اپنا حقہ شرعی

طلب کر سکے۔ لاکھوں روپے بینکوں میں جمع کئے جاتے ہیں اور ہزاروں کے حساب سے سود آتا ہے۔ مگر زکوٰۃ کا ادا کرنا موجب نقصان مال ہے۔ بر الوالدین کو حقوق الوالدین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مطلقہ یا بیوہ کی عدت پوری ہونے نہیں پاتے۔ کہ بوسکو منکوحہ بنایا جاتا ہے۔ رشوت ہدیہ کے نام سے موسوم ہے۔
 نعم الموت کو کوئی پورے سے ہی زبان پر نہیں لاتا۔ کسی اردو رسالہ میں دو چار حدیثیں دیکھ لیں اور حافظ الحدیث اپنا نام رکھا لیا۔ بچے حنفی ملا بنے بیٹھے۔ مگر فقہ و اصول حنفی کے کچھ خبر نہیں۔

نظم

تیر پہاںست اندر زیر و بم فاش گر گویم جہاں برہم زہم
 یالب دس از خود گر جفتے پیچو نے من گفتیا گفتے
 شرح این مجہران و این خون این زمان بگذارتا وقت دیگر
 ۱۔ بخیر۔ لعلمانیہ نے مسلمانوں کی حالت کو واجب الزم
 تصور کر کے اشاعت علوم دینی کا بیڑا اٹھایا۔ اور محض بزرگان
 و برادران اسلام کی امداد کے بہرہ پر متوسلہ علی اللہ لاہور
 میں ایک مدرسہ دینی کی بنیاد ڈالی۔ جو عرصہ بیس سال
 سے اپنی خدمات کو نہایت سرگرمی کے ساتھ انجام دے رہا ہے
 حضرات جلد۔ آپکو بخوبی معلوم ہے کہ یہ داسر العلوم جو متکفل
 اشاعت علوم دینی ہے کوئی تجارتی سلسلہ اسکے ہاتھ میں نہیں
 کسی خزانہ پر اسکا قبضہ نہیں۔ جاگیر نہیں۔ پشن نہیں۔ صرف
 حضرات اسلام کے ہمدردی کی امید پر یہ مدرسہ قائم کیا گیا ہے
 انجمن اپنا کام کر چکی۔ اب آپ ہیں اور آپکا یہ مدرسہ۔ اخیر
 میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپکی خاص غمخواری کی آبیاری سے اس باستان
 دینی کو ہمیشہ کے لئے سرسبز رکھے۔ آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین

تقریر مولوی محمد ابراہیم ضابخاری میرٹھی نقشہ نویس

دفتر انجمن ایرنچیف بیلوسے لاہور

“اعجاز القرآن”

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي نزل الفرقان على عبده هداية كافة الانام ونور قلوب
من آمن به من الاهل والحبان وجعل الفرقان بين حق والظن بان
والصلوة والسلام على حامله وحافظه وكاشفه سيدنا محمد بن
محي الكفر والطغيان وعلى آل واصحابه الذين فازوا الى سبيل الخبان
اما بعد ايها المسلمون فتح في خاتمة هذه الاشريك كقرآن مقدس
بنيطة فضائل وبركات كما يحسن ذكرها في كتابها من جودنا في كتابها
هے کہ بیہوش اولیٰ التوکل اور بعد ان اس سے نوسواں میل گئے ہیں۔ یہ زید و بکر کا زمانہ
ہے جو ہدف اغراض ہو سکے۔ یہ اور سب ایک انداز حکیم اور حبیب کا زمانہ عالیشان ہے
جس نے سید الکونین سلطان الدین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست
مقدس میں اسکو دیکر عالم کی ہدایت کر لیا ہے۔ واند الکناب عزیز مایاتہ
الباطل ومن بین ید یدہ ولامن خلفہ تنزیل من حکیمہ حمید (ترجمہ) تحقیق
ابن یہ وہ غالب اور عزت والی کتاب ہے کہ بیہوش کے سب سے بڑے شہادت
اسکا نزول حکمت والے اور تعریف کئے گئے یہ فہرست ہے۔ یوں تو دنیا کے تمام مذاہب ہی
اسی کتابوں کے الہامی اور آسمانی ہونے کا دعویٰ و فخر کرتے ہیں مگر حقیقت اسلام کے
مقابل کوئی ہی اپنے دعویٰ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا۔ کو ان مذاہب میں دو تین مذاہب
اپنے درمیان الہامی کتاب میں رکھنے کو رتہ اور کج وجود سمجھتے ہیں وہ یہ کہ ہے فخر رکھتے ہیں

اسلام کی بنا اس بے نظیر کلام الہی پر ہے جسکی جامعیت اور قابلیت کے مقابل کوئی کتاب نہیں ٹھہر سکتی۔ ہر ایک انسان عقل خدا داد سے یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ایک الہامی اور آسمانی کتاب کے فرائض یہ ہونی چاہئیں۔ کہ وہ کتاب توحید الہی۔ عرفان الہی۔ خدا ترسی۔ انصاف۔ حق پرستی۔ تعاون میں اعلیٰ و اسیود وغیرہ کی تہذیب و انسان پر تعلیم کا مخزن ہو اور کسی منطقی اور معنوی برکتیہ محیط عالم میں۔ جسکے خدایات و تعلیمات معقول۔ اسکی فصاحت و بلاغت اور آسان و سلی عبادت سلیس مختصر اور کثیر المعنی اور اسکے قصص عبرت انگیز۔ درجہ اسکی تفسیر گویاں سچی اور لازوال اور اسکی تعلیمات دلچسپ اور سہل حصول ہوں۔ ترجمہ۔ درجہ اسکی تفسیر ہر سوتناہ صفات مذکورہ بالا سوائے قرآن مجید اور فرقان مجید کے کسی اور کتاب میں کیثرت نہیں مل سکتیں۔ عرفان اور توحید کا قرآن کریم میں اس درجہ کا اہتمام ہے کہ اسکے جزو جزو بلکہ آیت آیت میں اسکا جودہ چمک رہا ہے۔ اسکا دریاچہ اس سے مزین اسکی تہیہ اس سے پراسکے فصاحت اس سے شرف اسکا تمدن اس سے معجزہ عرفان الہی کے ساتھ ہی اس میں جا بھی عرفان نفس کی یہی تعلیم بڑی خوبی سے دی گئی ہے۔ کیونکہ بغیر عرفان نفس عرفان بطریق محال ہے۔ من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ (ترجمہ) جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ پس تحقیق اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اسکا درجہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم (ترجمہ) سب تعریف اللہ کو ہے جو پالنے والا عالموں کا ہے۔ بہت مہربان اور منت رحم والا ہے۔ اس کی تہیہ الحمد ذات الکتب لاریب فیہ (ترجمہ) یہ کتاب نہیں شک اس میں۔ اسکا احسن القصص لقد کان فی یوسف و اخوته آیات للذین یتذکرون (ترجمہ) البتہ ہے یوسف اور اسکے بیانیوں کے قصے میں شانیاں سوال کر نیوالوں کے لئے ہیں۔ اسکا تمدن یا انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا (ترجمہ) اے لوگو! ہم نے بنایا تمکو نر اور مادہ سے اور بنایا ہم نے تمکو جناتیں اور قبیلے تاکہ آشنا ہو آئیں۔ ان اگر مکہ عند اللہ انتقال کر (ترجمہ) تحقیق تم میں زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو اللہ سے زیادہ بڑے والا ہے۔ وغیرہ ہے اس میں عرفان نفس کی

بی نظیر تفصیل ہے فلیضہ الانسان ۵ خلق خلق من صاع دافو فیخرج من
بین الصلب والواثب (ترجمہ) پس جانتے کہ انسان غور کرے کہ کس سے نہ پیدا
کیا گیا ہے وہ اچھلتے پانی سے جو ٹھنڈا ہے پیچھا دو چاتی ہے۔ قرآن مجید کی اس تکبر
اور آسان تفصیل کو دوسرے مذہب کی کتابوں کی تعلیم سے مقابلہ کرنے کے بعد ایک سالیق
کو قرآن مجید ہی کو الہامی اور وحی ملتا ہے۔ انسان پرست ہے۔ قرآن مقدس نے سب سے اول
خدا کے ذاتی نام اللہ کا ذکر کیا ہے۔ اور نہ ہی اس نے اس کے نام کے تمام
عالم ظہور پذیر ہوا ہے۔ یعنی رب العالمین۔ پس اس کا نام اور اس کے بعد اس کا وہ
صفت بیان کی جس سے کل جادو اس کا قیام نہیں یعنی الرحمن بہت مہربان۔ اس کے
اسکی وہ صفت ظاہر کی ہے جس پر شرک گدروں کی تدریج کی گئی ہے۔ الرحمن یعنی
نہایت رحم والا۔ اس کے مقابل کریم و مہربان کی تدریج کی گئی ہے۔ نو کسی
تفسیر کی ذیلی نام اور صفات کے ساتھ ساتھ اس کے نام کی تفسیر اور اس کے
بیٹے اور روح القدس کو پوجا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نام کی تفسیر اور اس کے
ترسی کی نسبت قرآن کریم توفیق دیتا ہے۔ بالاجیب الذین امنوا و اتقوا و حق تعالیٰ قد
ولا تموتن الا و انتم مسلمون (ترجمہ) اور جو ایمان لائے اور اللہ سے اسے تدریج کی
اور نہ مرنے لگے مگر مسلمان ہو کر۔ دوسرے مذہب ہیں جو کہ وجود ہی نہیں ہے
تو پھر خدا ترسی سے ان کو کیا تعلق ہے کہیں ان کو اور وہ نہ کہیں روح مقدس دنیا
وغیرہ ہے۔ غرض کہ قرآن مقدس کی جزئیات و کتب ساری مذہبی کتابوں کے مقابل
چہ نسبت خاک را با عالم پاک نامکونہ نہایت ہے۔ یہاں تا ہیہ خلاق اور تقدیر کو قرآن نے
نے ایسے خوش اسلوبی اور ذاتی استقامت کے ساتھ ساتھ یہ تمام مذہب ہر نہایت چاہے
میں اگر قرآن شریف کی تعلیمی اور معنوی برکات کو تفصیل کے ساتھ لکھا جاوے تو ایک ضخیم کتاب
ہی شکل میں کو محیط کر سیکے۔ اسکی لفظ اور معنوی اصاحت و بلاغت اس درجہ کی ہے۔
کہ کئی مذہب کی کتاب کے ساتھ اس کے مقابلہ میں اس کی تفسیر اور اس کے معنی
سے ڈنکے کی چوٹی ہے۔

کیا کسی اور مذہبی کتاب نے بھی ایسا کھدلیج دیکر فتح حاصل کی ہے۔ ہرگز نہیں۔
 باوجودیکہ بکت یہ مقدس قضاائل بے حد اہم برکات لائے گا محض ہے۔ مگر ہر کس قدر آسان ہے
 یعنی ہر فرد بشر جو اس سے لفع آٹھنا چاہے یا اسکو اپنے سینے میں محفوظ کرنا چاہے۔ اس سے
 فائدہ تام اٹھا سکتا ہے۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر (ترجمہ)
 البتہ تحقیق آسان کر دیا ہم نے قرآن سمجھنے کے لئے پس ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ قرآن مقدس کے
 اس دعویٰ کا ثبوت دین میں اظہر من الشمس ہے۔ کہ لاکھوں سال اسلام طفل و جوان و عطا وہ
 اسکی معنوی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کے س کے معظوں ہی سے اپنے سینوں کو پُر نور اور
 معور کئے ہوئے ہیں۔ یعنی حفاظ اس کے مقابل دیگر مذاہب کے لاکھوں کرڈوں علماء اور
 پیروں میں سے جو اپنے اپنے مذہب کی قدامت اور اپنی کثرت پر ناز ان میں ایک فی صدی
 بھی ایسا نہیں پایا جاتا جو اپنی مذہبی کتاب کا کم از کم ایک ادنیٰ جز ہی اپنے سینے میں محفوظ
 رکھتا ہو۔ قرآن مجید کی پیشگوئیوں میں سے جن کا وقوع وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے۔ اور ہونا
 رہے گا۔ ایک ہی مشین گوئی کا ذکر کافی ہوگا۔ جو تمام مذاہب کو اپنے چمکیلی کرنوں سے چوندھا ہے
 وہ یہ ہے کہ تقریباً چودہ سو برس سے جب سے قرآن مجید ہدایت عالم کے دنیا میں آیا ہے۔
 آج تک لفظی اور معنوی تحریفات سے بالکل مبتلا ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز رہے گا۔
 کیونکہ اس قدر مطلق نے اسکی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا
 للآحافظون (ترجمہ) ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اسکی محافظ ہیں اور اس حکیم
 نے اس قرآن کریم کی لفظی اور معنوی حفاظت دنیا میں ایک ایسی سلسل اور متفقہ طاق
 سے کرا رکھی ہے۔ جو کبھی ٹوٹ ہی نہیں سکتی۔ یعنی اسکی لفظی حفاظت حفاظ کے اور معنوی
 حفاظت علماء کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ جو کرڈوں کی تعداد میں اس کے الفاظ اور معانی کو
 اپنے سینوں میں جمائے ہوئے ہیں اگر اچھا نا کوئی ایسی دست اندازی کرنے کی جرأت بھی
 کرتا ہے تو اسکا سر فوراً کچلا جاتا ہے دنیا میں تو اسکی ہر طرح سے حفاظت ہے اور عالم بالا
 میں روز ازل سے یہ مقدس کتاب لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ بل ہو قرآن مجید فی
 لوح محفوظ۔ ترجمہ بے شک یہ قرآن مجید لوح محفوظ میں ہے۔ قرآن مجید کے محفوظ

اور غیر محرف ہوئے کا ایک اور مثبت ثبوت یہ ہے کہ اسلام کے مختلف فرقوں میں اس کتاب مقدس نے باوجود ان کے باہمی تنازعات کے اپنی اعلیٰ اور معنوی حفاظت کو سوجھ کھٹ کر برقرار رکھا ہے۔ کہ سب کے پاس تیس سی پائے اور ایک تعلیم کے قرآن شریف موجود ہیں اور ان کی اختلاف رائے بھی قرآن کریم کے الفاظ اور حقائق میں تغیر نہ پیدا کر سکیں جس فرقے کو دیکھو اس میں یہ قرآن عجیب بے نظیر انداز سے توحید و عرفان اور اپنی صفات محمودہ کا جلوہ دکھا رہا ہے۔ دوسرے مذہبی کتابوں کو دیکھئے کہ ان کا باوجود ایک کھلائے جانے کے فردیتا تو دیگر اصول میں بھی الحاق نہیں ہے چنانچہ موجودہ اناجیل و غیرہ اور ویدوں وغیرہ کے اختلافات کسی اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہیں اور وہ اختلافات صرف معنوی ہی نہیں ہیں بلکہ لفظی اور سب سے بھی زیادہ ہیں۔ یہ قرآن مقدس ہی ہے کہ ہندی۔ رومی۔ زکلی اور عیسائی وغیرہ کے مانتھوں میں اپنی پوری تکمیل اور اپنے منظرِ اعجاز کے ساتھ موجود ہے اور جن جن کے مانتھوں میں یہ پہنچی ہے اور ان میں سے تقریباً ۹۰ فیصد ہی کو اس نے اپنے لفظی اور معنوی برکات سے مستفیض کر دیا ہے دوسرے مذہبوں میں اس امر کا بھی تقدیر ان کے کہ انہیں ہی جی اور ان میں ایسے مشعل سے لینے جو اپنی مذہبی کتاب سے پوری تو کج غلطی اور غلطی ہی کہتے ہوں یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ تمام مذاہب کو قرآن کریم کے اس عجاز کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ الغرض قرآن مقدس اسلام کا ایک زبردست زندہ معجزہ ہے۔ جو اپنے الوہی فیض آنا سے کل عالم کو منور کر رہا ہے۔ مسلمانو! میرا دل تو قرآن مجید کی خدمت کے سلسلہ کو بند کرنا نہیں چاہتا مگر بخوف ملاطفتِ حاضرینِ جلسہ بیان مذکورہ بالا پر اتفاق کرتا ہوں اور بدگاہِ عجیب الدعوات التجا کرتا ہوں کہ توفیقِ عینی ہمیں قرآن مقدس کی پیروی میں سرگرم رکھے اور اسکے افادہ غیبیہ اور فیضانِ قدسیہ ہمارے ظاہر اور باطن کو منور فرما کر ہمارے قدموں کو توحید اور عرفان کے وسیع میدان میں مستحکم کرے کہ ساتھ ساتھ ہمیں اس عظیمیٰ ایجنسی کی خدمت کی سعادت بھی نصیب کرے جو قرآن مقدس کی تعلیم کے اشاعت تقریباً عرصہ بیتِ سال سے بڑی جانفشانی سے کر رہی ہے اور مسلمانوں کو مصدق فرمانِ منبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم۔ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ ترجمہ تم میں

وہ اچھا ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھا کرے۔ خیر الناس بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہر کو اس کی خدمات کی دل سے قدر دانی کرنی چاہی۔ کہ اس نے عرصہ میں سال میں باوجود ہمارے کم توجہی اور عدم خدمتی کے وقتاً فوقتاً اپنی عملی کارروائی کا اچھا ثبوت دیا ہے۔ چونکہ یہ مسلمانوں کو خیر الناس بنانی ہے اس وجہ سے یہ بہترین محنت ہے۔ اسکے مددگار۔ اسکے خیر خواہ۔ اسکے ترقی اور اوج کے طالب انشاء اللہ العزیز ہمارے آقائے زماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا پیش گوئی کے پورے مستحق ہیں۔ مسلمانو! اس انجمن کو اپنا رہنما بناؤ تاکہ تم دارالسلام کے مستحق ہو جاؤ۔ اسکے سرمایہ اور حیثیت کو بڑھاؤ تاکہ خدا عاقبت میں تمہارا سرمایہ اور تمہاری حیثیت بڑھا دے۔ تم اسکے وسیلہ سے خدا کے سچے ذاکر بنو۔ تاکہ خدا تم کو یاد کرے تم اس انجمن کے ذریعے خدا کو قرض دو تاکہ تم کو خدا دو گن اور چو گن اپنے فضل سے دے۔ دنیاوی کاموں میں تم فیاضی کا ثبوت دیتے ہو۔ جو فانی میں اس دینی کام میں اپنی فیاضی کیوں نہیں دکھاتے جو باقی ہے۔ فقط والسلام علی من اتبع الهدی۔

ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤوف الرحيم۔ + + +

رپورٹ سالانہ شاخ انجمن نعیانہ لاہور مرتبہ شیخ شجاع الدین صاحب
ذیلدار و سکریٹری انجمن معین الاسلام چٹھی شیخان ضلع سیالکوٹ

الحمد لله رب العالمین۔ والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام
على رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ کہ بعد ہزار ہزار شکر ہے۔
اور اس انجمن کے سالانہ کا جسے اپنے فضل و کرم سے انجمن معین الاسلام چٹھی شیخان ضلع سیالکوٹ
نعیانہ کے سالانہ رپورٹ کے اخراجات کو آج کی تاریخ تک غیر غوبی چلایا۔ اگرچہ اس کے ہر

اسباب تسلی بخش نہ تھے۔ مگر اللہ جل شانہ کی عنایات سے جزبہ اکابر سال بہ نسبت
سبب گذشتہ ہر طرح سے بہتر رہا۔

دسہ میں پچھلے سال صرف سترہ طالعہ لکھے۔ جن میں سات تیرم تھے۔ اس سال میں
طالعہ لکھے۔ ان میں سے خاص چھٹی جنہاں کے وجود و بقا ثابت ہیں۔ اس مدرسہ
میں تعلیم پاتے ہیں۔ دو صاحب نام حصہ علی بن ابی طالب جو کہ ہادیہ و شرح کافیہ و غیرہ پڑھتے ہیں
طلیبا و وسطیوں میں بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ جبکہ یہاں ایک ہاؤس تو طالعہ لکھے
نکلنے شروع ہوئے۔ پچھلے تو اس خوف سے نکل گئے۔ ورنہ اس سال چھ گئے کہ ان کے
گھر میں یہاں ہی طالعہ شروع ہو گئی۔

جناب خانو عب المجید صاحب مدرس دوم مدرسہ ہدایت متعلق ہو گئے تھے۔
جو کہ انجمن کو ایسا محنتی مانتا ہے۔ جو دن رات بھی نہ ملا۔ ان کو بہت ہی تھکاؤ تھا۔
یہاں گیا۔ جو اپنے کام میں بہستور سرگرم ہیں۔

انجمن لغت سماویہ لاہور کے انیسویں سالانہ جلسہ میں پیشہ بینی سالانہ رپورٹ میں سنایا تھا
کہ اس انجمن کو ایک کتب خانہ کی ضرورت ہے۔ طلباء کو بہت وقت ہوتا ہے۔ یوں میرے
جناب حاجی نقادین صاحب یہ انجمن چاہتے ہیں۔ جو وہاں اس دن لاہور سے آیا تھا۔
مثنیٰ مولوی غیب اللہ صاحب مولوی شرح الیاس صاحب مولوی کے انجمن میں وقف
ہیں۔ انہی کی تقلید کر کے مولوی فتوح الدین مولوی صاحب نے اپنے کتابیں و کتب
انجمن میں وقف کیں۔ پھر پرنسپل صاحب نے تفسیر جہان و مشکوٰۃ شریف و جامع الاحادیث
وقف کی۔ دو کتابیں میں نے بھی وقف کیں۔ اسی طرح ایک تفسیر یا نو حیدر و مولوی محمد رفیع صاحب
مدرسہ اول نے وقف فرمائی پر فضل النبی و ابو حنیفہ و عفت شاہ مولوی صاحب نے دینا کرکے تیس
کتابیں توضیح مختصر معانی۔ صراح۔ مشکوٰۃ شریف۔ شرح جامی۔ تاریخ الخلفاء۔ ہدایہ النور۔
کافیہ۔ وغیرہ وقف کیں۔ اب بفضلہ تعالیٰ کتب خانہ میں بھی دن بدن ترقی ہے۔

ماہ جنوری ۱۳۸۷ء حضرت عالیجناب حضرت اقدس مولوی صاحب عفت شاہ علی پوری
یامت برکاتہم انجمن کے مدرسہ میں تشریف لائے۔ ان کے ساتھ پانچ روپے جو جناب

مرحمت فرمائے

عبد الضعی کے موقع پر چند کہالیں انجمن کو موصول ہوئیں۔ جو بقہ ت لہر فروخت کر کے آمدن میں جمع کیلئے۔ پارچ میں مکان انجمن کا ایک دستہ تعمیر کیا گیا ہے۔ کا خرچ تیس روپے ہوئے۔

ماہ اپریل میں انجمن کا چوتھا سالانہ جلسہ ہوا جسکی پوری روداد انجمن انعامیہ ہواری رسالہ میں درج ہو چکی ہے اسی جلسہ میں انجمن کو بہت ہی کامیابی ہوئی۔ جناب مولانا مولوی تاج الدین صاحب پٹیہ چیف کورٹ دسکریٹری انجمن انعامیہ۔ جناب منشی محمد علی صاحب صدر انجمن کی تشریف آوری کے سبب جلسہ کی رونق دو بالا ہو گئی۔ اس انجمن کا تیسرا سالانہ جلسہ ماہ جون ۱۹۷۷ء میں ہوا تھا۔ چونکہ اس موقع پر گرمی کی شدت ہوتی ہے اسلئے وہ موقع بدل کر ماہ اپریل میں مقرر کیا۔ کہ موسم معتدل ہے

جلسہ کے موقع پر جناب منشی صاحب موصوف کی تحریک و ترغیب سے مکان چٹنی شیخان کی ایک قدیمی عداوت دور ہوئی۔ اور سب کے بالاتفاق انجمن کی امداد کا وعدہ فرمایا۔ نیز تجویز ہوئی۔ کہ انجمن کے واسطے نئے عہدہ دار اور ممبر مقرر کئے جا دیں۔ اور باضابطہ کارروائی شروع ہو۔ مگر انسوس کہ اراکین انجمن نے جس قدر کہ کوشش کرنی مناسب تھی نہ کی۔

انجمن نہ جناب چوہدری خواجہ برساگن مرادپور کی نہایت مشکور ہے کہ انہوں نے تیار کئے واسطے ایک مستقل آمدن کی صورت قائم کی۔ یعنی نقد ایک سو روپے خراس کے لئے عطا فرمایا۔ تاکہ اسکی آمدن تیار ہے پر صرف کہ جاوے۔ انجمن نے مبلغ مع ۵ روپے سے ایک خراس مع کل اسباب تیار خرید کر چوہدری فتح الدین نیر دارمتم انجمن کے مکان پر غیب کیا خراس و مکان خراس پر انجمن کے روپے سے دو سو نو روپے خرچ ہوا خراس کے لئے ایک جوگ ساٹھ روپے سے خرید کی گئی بقیہ ۱۷ روپے خراس پر تنویر چل رہا ہے۔ اور اسکی آمدنی میں سے اگر کچھ غایہ تیار کے خرچ سے بڑھ جاوے۔ تو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ انجمن نے سبب خراس کے چلنے کے ہر وجہ جو گاؤں سے آٹا فراہم کیا جاتا تھا۔ اب لینا بند کر دیا ہے۔ گویا انجمن نے اب ضروری نہیں سمجھا کہ عوام کو آٹا کی تکلیف دی جاوے۔

کیونکہ خراس کی آمدن سے گزارہ بخوبی چلتا ہے۔

خراس کے واسطے جو مویشی خرید کئے گئے ہیں۔ اوان کی خدمت اور چارہ و جیزہ کی خبر گیری کے واسطے ایک اور شخص مبشائرو چارو پیہ ملازم رکھا گیا ہے۔ وہی خراس جوتا ہے۔ موقعہ فصل وغیرہ پر جبکہ مولوی محمد شریف صاحب بجن کے لئے دورہ فرماتے تھے۔ تو آپ کے بعد بجن کے تیارے طلباء کو کوئی تعلیم دینے والا نہ تھا۔ اس ضرورت کے لئے جناب مولانا مولوی محمد غوث صاحب مراد پوری مبشائرو مبلغ غلہ روپیہ ملازم رکھے گئے۔ جو اپنے کام کو بخوبی چلا رہے ہیں۔

جناب مولوی محمد شریف صاحب موقعہ فصل پر دیہا نیس تشریف لے گئے۔ اور ایک معقول رقم نقد اور غلہ گندم جمع کیا۔ نیز مولوی صاحب موصوف نے کوٹلی اور ان مشرقی سے مبلغ اسی روپیہ اور کوٹلی مغربی سے قریب ستر روپیہ کے فراہم کئے۔ ماہ جب میں فشی دستخ علی صاحب و مہر جاہر نے کل تیارے کوئی پوشاک تیار کر کے اپنائی۔ سب کے کوڑتے فلائین کے اور لدھیانہ کپڑا کی تنیاں اور ترکی ٹوپیاں تیار کیں۔ پروردگار او کو خیرائے خیر دے۔

ماہ ستمبر سے اگست ۱۹۱۸ء آمد و خرچ کی تفصیل سب ذیل ہے۔

نام ماہ	آمدن	خرچ	کیفیت
ستمبر ۱۹۱۸ء	۱۱۲	۱۰	خرید کتب وغیرہ ہلی خرچ میں شامل ہے
اکتوبر ۱۹۱۸ء	۱۰	۱۰	
نومبر ۱۹۱۸ء	۱۰	۱۰	
دسمبر ۱۹۱۸ء	۱۲	۱۵	
جنوری ۱۹۱۹ء	۱۲	۱۰	
فروری ۱۹۱۹ء	۱۲	۱۰	ان ماہوں کے عید الضحیٰ کی کمی سبب شامل ہے۔

نام ماہ	آمدن	خرچ	کیفیت
مارچ ۱۹۸۷ء	۵۷۹	۱۰۷۹	انجمن کا دروازہ تعمیر کیا گیا اسپر ہوٹل سے خرچ ہوئے۔ وہ بھی اس میں شامل ہیں۔
اپریل ۱۹۸۷ء	۱۰۷۹	۱۰۷۹	اس آمدن میں جلسہ کی آمد بھی شامل ہے۔
مئی ۱۹۸۷ء	۱۰۷۹	۱۰۷۹	
جون ۱۹۸۷ء	۱۰۷۹	۱۰۷۹	
جولائی ۱۹۸۷ء	۵۷۹	۱۰۷۹	
اگست ۱۹۸۷ء	۱۰۷۹	۱۰۷۹	

شرح جلسہ میں انجمن نے یہ مشورہ کیا تھا کہ جلسہ کا سب خرچ ممبران انجمن پر تقسیم کیا جائیگا۔ مگر نہایت افسوس سے اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کہ اراکین انجمن نے اس طرف ہی توجہ نہ کی۔ آخر مجبوراً جلسہ کی آمدن سے جلسہ کا خرچ ادا کیا گیا۔

آج کی تاریخ تک مبلغ نئے روپے سات آنہ انجمن کے نزد فتح الدین منبردار منتظم انجمن جمع موجود ہیں۔

منبردار قوم جناب چوہدری فتح الدین صاحب منبردار و شیخ محمد حسین صاحب سفید پوش و اعلیٰ منبردار ساکن چٹائی شیخان خاص سکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے اپنا وجود یتیموں کی خدمت میں وقف کر دیا ہوا ہے۔ آپ ہر وقت یتیموں کے خیر گیر اور حال پر رہتے ہیں۔ اس انجمن کے قائم ہونیکے اصلی محرک یہی ہیں۔ آپ ہیں کہ اپنی روٹی کھانے سے پہلے یتیموں کی روٹی کے متعلق پوچھ لیا کرتے ہیں۔ اللہ جل شانہ اذن کے ہر ایک کام میں برکت کرے اور اذن کو اپنی مرادوں میں کامیاب کرے۔

انجمن تہ دل سے مسی محمد بخش باندہ کی نہایت مشکور ہے۔ کہ اس نے یتیموں کا تمام بوجھ اپنے سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ طلباء تیار اپنے گھر کی طرح جس چیز کی ضرورت

ہوتی ہے۔ لئے آتے میں اونہوں نے کہی انکار نہیں کیا۔ آپنے ایک بیس بکھی ہوئی ہے۔
 جس طرح کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ واقعی وہ قیاموں کے واسطے ہی ہے۔ تیارے کو سیر کا
 نہایت آرام ہے لسی وغیرہ ضرورتیں آسانی سے پوری ہو جاتی ہیں۔ چونکہ مکان مدرسہ
 سے اون کا گھر بہت نزدیک ہے اس لئے طلباء کو بڑا ہی آرام ہے۔ جناب امام اللہ عن خیر الخیر
 سال روان میں بہت سے اصحاب نے انجمن کے طلباء قیام کو مدعو کیا۔ اللہ تعالیٰ اون کو
 جزائے خیر دے۔ اور بہت سے صاحبوں نے قرآن شریف وقف کئے۔ اور پارچات خرید
 کر دئے۔ قرآن شریف جو کہ جلی قلم اور طلباء کے پڑھنے کے لائق تھے رکھ لئے گئے۔ اور
 باقی فروخت کئے گئے۔ اسی طرح پارچات زائد از حاجت فروخت کر کے مد آمد میں جمع
 کئے گئے۔ والسلام فقط

تقریر مرسلہ مولوی صوفی مولا بخش صاحب دس فارسی خندرسکو

ترتیب خلافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد و نعلی علی نبیہ الکریم

حقاً بظیل ہے اہل مذاہب وز برکت علم امام اعظم کو فی
 یارب تو بفعل بدیا کار کن باماتو ہماں کن کہ بدائ معنی

جناب صدر جلسہ

فقیر کو اس انجمن سے زیادہ ترانس و محبت اس وجہ سے ہے۔ کہ فقیر حنفی المذہب اور
 چشتی المشرع ہے۔ اور یہ انجمن ترویج عالم فقہ حنفی میں زیر اہتمام حنفی المذہب اور چشتی
 المشرع ہتھان اعلیٰ جناب خلیفہ صاحب و جناب چشتی صاحب و جناب مفتی صاحب
 سعی کر رہی ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے اس مجید ان کو ہی ہر سال چوٹا موہنہ بڑی بات
 کی ضرب المثل کا مصداق بننا پڑتا ہے۔ و نیز اس خیال سے کہ حکم محکم التقوا الناس
 ولو بشق تمرة۔ تھوڑی سی امداد دمی قومی قلمی بھی دفن سے بچاتی ہے۔ اس اپنے

چند کلمات حقوقیہ کو ہی اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

اصل سب چیزوں کی توحید ہے۔ اور سردار سب موحّدوں کے مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ اور خداوند جل و علا کو آپ کے ساتھ وہ رمز و اشارات تھے کہ تمام خلقت اوسکے ادراک سے عاجز آتی۔ وہ سب حروف مقطعات قرآن ہیں۔ بیشک بہترین سب پیغمبروں کے حضور ہیں۔ دلیل اس پر حدیث ہے۔ کہ فرمائی انا سید ولد آدم و لا خفا فیہ میں تمام فرزند ان آدم سے بہترینوں۔ اور میری مراد اس سے فخر نہیں۔ اور فرمایا۔ آدم و من دونہ تحت لوائی و لا خفا فیہ آدم اور کچھ اوسکے سوا میرے نشان کے نیچے ہیں اور مراد میری اس سے فخر نہیں۔ یعنی یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا ہوں بلکہ محض حکم ہے۔ کہ میں ایسا کہوں۔

اور بعد پیغمبر صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ابوبکر صدیق بہترین آدمیان ہیں۔ کیونکہ حضور نے فرمایا ہے۔ کہ ما طلعت الشمس و لا غابت الا عنہ بعد النبیین و المرسلین علی ذی لہجۃ بخیر من ابی بکر یعنی نہیں بڑیگا۔ اور نہیں جیگا سوچ بعد پیغمبروں کے کسی ذات پر بہتر ابی بکر سے۔ پہلے جس نے حضور کی تصدیق کی اور ایمان لایا۔ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پس بیشک یہاں سے بعد انبیاء اور رسل کے فضیلت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام امت پر ثابت ہے۔ بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بہترین آدمیان عمر رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ حدیث شریفہ ہے کہ ایک روز حضور کے پاس جبریل علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ پس جبریل نے کہا۔ کہ یا محمد یہ عمر ہیں کہ آپ کی خدمت میں آئے ہیں۔ پس حضور نے فرمایا کہ اے جبریل عمر کو آسمان میں پھپھاتے ہیں۔ جبریل نے عرض کی کہ قسم ہے حق کی جس نے آپ کو نبی برحق کر کے خلق کی طرف بھیجا ہے۔ عمر آسمان میں اس سے زیادہ مشہور ہے کہ جنتہ زمین میں۔ پھر حضور نے فرمایا کہ عمر کی فضیلت بیان کر۔ کہا یا محمد اگر میں حضور کے پاس اشارہوں کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں پچاس برس کم ایک ہزار سال ہرگز عمر کے فضائل تمام نہوں۔ یہ کتنی بڑی فضیلت ہے۔ کہ کتنی آیتیں خدا کے تعالیٰ نے حضرت عمر کی مرضی کے موافق نازل فرمائیں۔

بعد ابو بکر و عمر خطاب رضی اللہ عنہم کے پتہ میں آدمیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔
 کیونکہ حضور کی دو صاحبزادیاں اُن کے نکاح میں تھیں اسلئے اُنکو ذوالنورین کہتے ہیں
 اور بعض کا قول ہے کہ ذوالنورین اس لئے کہتے تھے کہ قرآن جمع کیا۔ اور ہر رات جب تک
 ایک ختم قرآن نہ کر لیتے نہ سوتے کیونکہ قرآن کا جمع کرنا ٹوڑا ہے۔ اور ختم کرنا قرآن کا
 ٹوڑا ہے۔ بعد ابو بکر و عمر عثمان رضی اللہ عنہم کے پتہ میں آدمیان علی رضی اللہ عنہ ہیں۔
 کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ
 الا انک لابن ابجدی تو میری نزدیک منزلہ ہارون کے ہے۔ موسیٰ سے گمراہ کہ میرے
 بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ آیات قرآن و احادیث ہر اہل چاروں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے
 شان میں بہت ہیں۔

خلافت ان کے درمیان اسی ترتیب سے ہے جسکا ذکر ہوا۔ یہ چاروں خلیفے برحق ہوئے
 ہیں۔ اور خلفائے راشدین ہوئے ہیں۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس
 جہان سے رحلت فرمائی۔ خلافت کسی کو نہیں سونپی۔ اس میں یہ حکمت تھی۔ کہ اگر اہل بیت کو
 سونپتے دشمنوں کو تہمت کا موقع ملتا۔ اور اگر بیگانہ کو سپرد فرماتے اہل بیت کو غم ہوتا۔
 صحابہ نے خود اجماع کر کے فیصلہ کر لیا۔ نہ اہل قرابت کو رنج پہونچا۔ نہ دشمن کو طعنہ کا
 موقع ملا۔ اہل بیت اور اہل قرابت میں بہت آہی ہیں۔ ایک انیس سے یہ ہے۔
 کہ ایک روز امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 خدمت میں بھیجا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ
 اگر ایک وقت تیرے پاس آؤں اور تم کو نہ پاؤں کسکے پاس جاؤں حضور نے جواب دیا
 کہ ابو بکر کے پاس۔ اس شخص نے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر کی۔ پہاڑ سکو پیچھا کہ جا کر پوچھ
 کہ اگر ابو بکر نہ کو نہ پاؤں۔ کسکی طرف جاؤں۔ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا۔ وہ شخص پہنچا۔
 اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر دی۔ کہا پہر جا اور پوچھ اگر عمر نہ پاؤں کہاں جاؤں۔ فرمایا عثمان
 کے پاس جا۔ پہر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر کی کہا کہ پہر جا کر پوچھ اگر عثمان نہ کو نہ پاؤں
 کسکے پاس جاؤں فرمایا اسکی طرف جو تجھ کو پہنچے۔ یہ ترتیب خلافت اسبطح ظہور میں آئی۔

اور صحابہ میں سے دس تن کی جنگ و عشرہ مبشرہ کہتے ہیں حضور نے بہشتی ہونے کی گواہی دی۔ اس گواہی پر ایمان لانا چاہئے۔ چاروں صحابہ خلفائے راشدین بھی ان عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ اور باقی چہرہ یہ ہیں۔ طلحہؓ زبیرؓ سعد بن وقاصؓ بنعیہؓ عزیذ بن عبد الرحمنؓ بن عوفؓ۔ ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ حضور کی گواہی میں ان دسوں کے بہشتی ہونے میں شک لانا کفر ہے۔ بعد عشرہ مبشرہ و دیگر کل صحابہ کے بہترین مردمان وہ لوگ ہیں جنکی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہشت میں جانیکی گواہی دی جیسا کہ فرمایا۔ سید خاوند امتی سبعون الفا بغیر حساب۔ داخل ہوں گے۔ بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب۔ بعد زمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور میں آئینگے۔ بغیر حساب کے بہشت میں جائیں گے۔ لیکن وہ صحابہ سے افضل ہوں گے۔ ان کے بعد بہترین مردمان علماء باعمل ہیں۔ کہ دنیا سے موناہ موڑ کر علم پر عمل کرتے ہیں۔ اور انکو علمائے آخرت کہتے ہیں۔ کہ علم پڑھنے سے اون کی نیت رضا مندی خدائے تعالیٰ کا حاصل کرنا ہے۔ نہ کہ دنیا اور جاہ و منزلت کا حاصل کرنا۔ اور اہل دنیا سے فائدہ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے شرکاً سوال کیا حضور نے فرمایا۔ کہ مجھے خبر کا سوال کر۔ اسی طرح تین مرتبہ فرمایا۔ اور وہ سائل بار بار یہی کہے جاتا تھا۔ پس حضور نے فرمایا۔ ان شرکاء شرکاء العلماء وان خیر الخیار خیار العلماء۔ نقل ہے کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا۔ کہ جن علماء کا اختلاف رحمت ہے وہ کونسے علماء ہیں جواب دیا کہ وہ ہیں جو تمسک میں کتاب اللہ پر اور مجاہدہ کرتے ہیں اور متابعت کرتے ہیں۔ سنت پیغمبر علیہ السلام کی اداقتہ کرتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایسے علماء کے تین گروہ ہیں۔ اول اصحاب حدیث۔ دوسرے فقیہ۔ تیسرے صوفی۔ ان کے بعد بہترین مردمان وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو نفع پہنچاتے ہیں۔ دینی انجمنوں میں مدد دیتے ہیں۔ علوم دین کی ترویج میں اپنا مال حلال حرام کرتے ہیں شیعوں کی خدمت میں خصوصاً انجمن غسانہ کے لئے جسکے میسواں سالانہ جلسہ آج ہے۔ اور ہمیں سے آج تک کثرت سے طلباء مکمل ہو کر اپنے اپنے وطن

اور دیگر مقامات میں مسلم دین کی تعلیم دیکر عامہ مسلمین کو مستفیض کر رہے ہیں فراہم
چندہ میں دل جان سے سعی ہیں۔ ایسے لوگ بھی غیر الناس من نفع الناس کے
مصدق ہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ فقط +

تقریر پر خوردارمیاں محمد اطال اللہ عمرہ خلف صوفی بخش صاحب

مدرس فارسی شہنشاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”فضیلت شکر“

من شکر چوں کنم کہ بر غایت توام نعمت چگونه شکر کند بزبان خویش

جناب صدر جلسہ و حضرات حاضرین با تمکین

یہ عاجز اس انجمن کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر ہمراہ والد بزرگوار خود حاضر ہوا تھا۔ اور تقریر
اور واعظوں کی فصیح تقریروں اور پراثر وعظوں سے کمال مخطوط ہوا تھا۔ اس کے دفعہ
بندہ کو بھی شوق از حد دامگیر ہوا۔ اور شکر کی فضیلت پر کسب قدر جیسا کہ فہم ناقص میں
آیا۔ خامہ فرسائی کر کے شرف قدمبوسی حاصل کی۔ و ہو ہذا :-

محققین کے نزدیک منعم کی نعمتوں کا اعتراف کرنا شکر کہلاتا ہے۔ جو آدمی اس صفت سے
موصوف ہوتا ہے اُسے شاکر کہتے ہیں۔ اس کے برخلاف کفران ہے۔ اور جو شخص
اس وصف سے متصف ہوتا ہے وہ کافر کہلاتا ہے۔ جس طرح شکر اور شکر بعینہ ایک
شکل ہے اسی طرح لذت اور پہل بھی بے کم و کاست ایک ہی جیسا ہے۔ شکر گذاری دنیا
کی نعمتوں کی زیادتی کا باعث اور سعادتِ آخرت کا وسیلہ ہے۔ خود خداوند کریم کریم
بڑا منعم حقیقی ہے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لئن شکرتکم لازیدنکم ہم دنیا میں
دیکھتے ہیں کہ جس صاحب کا ایک دفعہ شکر تیرا دیا جائے وہ پہلے کی نسبت دوچند نیکی کرتا
اور شکر کنندہ پر از حد خوش ہوتا ہے۔ یہ بلا ممکن ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور وہ

خوش ہو۔ ایسے شک نہیں کہ اوسکا شکر ہم سے بڑا پورا ادھنیس ہو سکتا۔ مگر جہاں تک
ہو سکے اس سے تو پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ
فرماتے ہیں۔

اگر شکر حق تباروز شمار
دے لے گفتن شکر اوسے لائق
گزار میں بنا شدیکے از ہزار
کہ اسلام را شکر اوز یوست

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ باری تعالیٰ سے مناجات میں عرض کیا کہ اے
خداوند کریم تو نے حضرت آدم صلی اللہ کو اپنے بزرگوار سے بنایا۔ اور کیسی کئی نعمتیں
عطا فرمائیں۔ انہوں نے تیرا شکر کس طرح ادا کیا۔ خداوند تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی۔
کہ چونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ پیدا کئے ہوئے میرے ہی ہیں۔ اور کل نعمتیں میری ہی طرف سے
ہیں انکا یہ جانتا ہی شکر ہے۔ اور اسی طرح سے کہا داؤد علیہ السلام نے خداوند اکیونکر
تیرا شکر کروں۔ اور میرا شکر کرنا تیرا ہی نعمت ہے تیرے پاس سے۔ پس وحی بھیجی۔
حق تعالیٰ نے اذن کی طرف کہ اے میرا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شاکروں کو
قرآن مجید میں بہت جگہ یاد فرمایا ہے۔ اور بڑے بڑے وعدے کئے ہیں جیسا کہ آیت
مذکورہ سے ظاہر ہے۔ شکر کی عظمت اور اس کے عالی درجہ و بلند مرتبہ ہونے کی یہ کیا
کچھ کم علامت ہے کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے ذکر کے ساتھ ذکر فرمایا
ہے دیکھئے۔ فاذا کمرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون اور شکر کی ہی
بزرگی و عظمت کو دیکھ کر شیطان لعین نے بطور طعن کہا تھا لا تجحد اکثرھم الشاکرین۔
ایک دفعہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ پر میری جان نثار۔ میرا مال و دولت
روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اور میں اس سے بہت تنگ آگیا ہوں آپ دعا فرماؤ میں کہ
آئندہ نہ بڑھے۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کیا کر مال خود بخود
کم ہو جائیگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ کہ یہ بات تو نبی سے ہرگز نہیں
ہو سکیگی۔ کیونکہ شکر کا تو میں عادی ہو گیا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ تو یہ شکوہ و شکایت

کیا مطلب۔ غرض حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا مندی شکر گزار ہی پر ہی موقوف ہے جو
 ناشکری کر چکا وہ عذاب الہی میں سخت مبتلا ہو گا کیونکہ خداوند تعالیٰ اپنی کلام میں
 اِشَاد فرماتا ہے وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنْ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہنا کہہ کر خداوند رزق کا شکر یہ ادا کرے اس کا درجہ مرد
 صائم و صابر کے درجہ کے برابر ہے پناہ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے حفظ
 ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور صحیح بخاری میں موجود ہے۔ الطاعہ
 لشاکر بمنزلة الصائم الصابر۔ اور یہ حدیث شریف میں آیات۔ الحمد
 رداء الرحمن۔ پس ان آیات و احادیث مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت ہے کہ
 انسان پر ان تمام نعمتوں کا جو خدا تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائی ہیں۔ حق الامکان
 شکر کرنا فرض العین ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کیطیف اپنے توجس خیال
 کو ذرا جنبش دیجئے کہ آپ پر کس قدر تکالیف اور مصائب نازل ہوئیں مگر بجز غمہ و شکار
 کے زبان تک نہ ہلائی۔ سب سے بڑی نعمت کہ خداوند تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمائی۔
 وہ نعمت ہے سوال اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باوجود ہے کہ کوئی نعمت دنیا
 اور آخرت کی سب نعمت کی برتری نہیں کر سکتی۔ پس شکر یہ جو ان سب نعمت میں سے ہے
 کا ہم پر لایہ و ضروری ٹھہرا۔

چہ نعمت است بزرگ از خدا کہ شکر ہے سپہ سالاری بن نعمت ست از من عین
 اور شرع شریف میں بھی چند نعمتوں کی ادائیگی شکر کے لئے چند چیزیں مقرر ہیں۔ شکر
 تولد فرزند عقیقہ ہے۔ شکر نکاح و لیمہ۔ اور نئے کپڑے پہنے کا یہ ہے کہ پڑا لے کر
 کسی محتاج کو دیدیوے۔ اداے روزہ کا شکر صدقۃ الفطرا دے جسے حج کا شکر یہ تو مانی
 عید الفصحی۔ اعضا کا شکر یہ نماز اور مال کا شکر یہ ہے کہ اس میں سے کسب قدر فی سبیل اللہ
 کسی سنگڑے۔ لو لے محتاج بیکس درویش کی خدمت کرے یا یتیم خانوں و مدارس
 اسلامیہ میں دیوے۔ چنانچہ اسی شہ لایہ میں رئیس مجتہد غسان نے جس کا آج میرا
 سالانہ جلسہ ہے طبقہ علماء کے پیر کرنے کے لئے ایک دارالعلوم قائم کیا ہے۔

جسکی امداد ہم سب مسلمان بہائیوں پر واجب ہے۔ اسکی امداد خدائے تعالیٰ کے راضی کرنیکا ایک نہایت عمدہ آلہ ہے۔ اب یہ خاکسار اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ اپنے محبوب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اور اپنے ولیوں۔ چائنا روں اور علمائے صالحین و اتقیا کے طفیل۔ اس عاجز کو اور سب مسلمان بہائیوں کو اس نعمت بے بہا یعنی عادتِ شکر سے سرفراز فرما دے۔ اور آیات و احادیث مذکورہ بالا پر عمل کرنے کی توفیق اتیق عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔ رہبنا القبل منا انک انت السميع العليم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نظم از تنلیج طبع جناب منشی میر بخش صاحب جلوہ قانع لکھنؤ

(سیالکوٹ)

”بے ثباتی دینا“

جو کوئی پیدا ہوا دنیا میں وہ ہوگا فنا
پہر یہ فرمایا خدا نے ہے بہت تاکید سے
موت سے لاچد ہیں دنیا میں سیاہ و گرا
میں کہاں آباؤ اجداد آپ کے اے صاحبو
دنیاے دون سے سراسر دل لگانا ہے فقول
دنیاے جائے چند روزہ ہے نہیں اسکو ثبات
رہ کے دنیا میں خدا سے دل لگاؤ صاحبو
بے ثباتی کے سوا آتا نہیں ہے کچھ نظر
چاہتے ہو دن قیامت کے اگر اپنی نجات
سب دھن سے سخت تر ہوگی قیامت کی ضرورت
اوان کے گالوں کے مانند جائینگے اُڑ سب ہمارے
چاند سورج اور ستارے سب کے سب جائینگے

کل نفس ذائقۃ الموت ہے حق نے کہا
خواہ ہو کوئی لیکن ہوگا نشاۃ موت کا
پیش کچھ جانی نہیں ہے جبکہ آتی ہے قضا
کون ہے اگر جو دنیا سے نہیں ہے مرثا
چھوڑ دو اسے صاحبو دنیا کی یہ حرص دھوا
دل لگانا دار دنیا پر نہیں ہرگز روا
گر تمہیں مطلوب ہے آسائش ہر دوسرا
دیکھ لو تم کر کے بے شک دیدہ عبرت کو
رات دن پڑھتے محمد پر رہو مسل علی
دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جائینگے ارض و سما
زلزلہ صیوقت محشر کا جہاں میں آینگا۔
اور فنا ہو جائینگے یہ خاک نار آب دھوا۔

مومن و صلحاں کی طرف آخر جائیں گے
 باپ بیٹے کو نہ پوچھیے گا نہ بیٹا باپ کو
 نفسی نفسی دن قیامت کے کہے گا ہر شہر
 مال و زر کا صاحبو تم مت کرو دل میں غرور
 ہے کہاں قاروں جو کہتا تھا نہایت مال و زر
 مال و زر گزرنے جائیگا کسی کے ساتھ وہاں
 جمع کرے گے گئے ہرگز نہیں ہے مال و زر
 آج ہے موقعہ کہ دے لو کچھ خدا کی راہ میں
 ساتھ جاؤ گیگا وہی جو ہاتھ سے دے جاؤ
 اسکے بدلے جنت الفردوس کو پاؤ گے آپ
 جنت قدر ہو سکتا ہے دنیا میں کر لونی کام
 خوش و یگانے سے رکھ صلح و صفائی ہو کر
 نام جلوہ ہے میرا اور جائے مسکن سیالکوٹ
 مانگتا ہوں قوم کی خاطر میں تم سے جنت
 آج اس جلسہ میں جو دو گے خدا کے نام تم
 مال اور زر سے تیا مے کی کرو امداد تم
 طالب علموں کے لئے بھی کچھ دلاؤ ہاتھ سے

چلے ہیں جہنم پہ پہنچیں اور یا
 کام کوئی بھی نہیں ایک دوسرے کی سیر
 خوفِ حق سے کوئی ایک ڈرتا کا نیت
 اعتبار اسکا نہیں کہ وقت میں لٹ جائیگا
 جاننے کی بات نہیں جو حال ہے اسکا ہوا
 اپنے ہاتھوں حبِ ملک پہلے نہ بیجا جائیگا
 آپ کہاؤ اور غیروں کو بھی دوسرا خدا
 کل نہیں ہے زندگی اور موت کا کچھ بھی پتا
 موت جسم آئیگی سب کچھ یہاں رہ جائیگا
 رائیگاں ہرگز نہیں جائیگا دنیا آپ کا
 عاقبت میں کام آئیگا نہ کچھ اس کے سوا
 ہو کے زور آور نہ نوکمر کو ہرگز ستا
 پوچھتے ہو کیا مجھے یا رو میں ہوں قوم کی گدا
 مان لو کہنا میرا یہ خداؤ مصطفیٰ
 وہ بہ دنیا اور ستر پاؤ گے روزِ حسرت
 اسمیں راضی ہیں میرا خوش ہو گا خدا
 تاکہ دنیا اور آخر میں تمہارا ہو بہلا

دامنِ امید جلوہ تر سے بہر دو آج تم

دست بستہ عازانہ ہے یہ تم سے التجا

مدرسہ جسے ہے کہو دین کی تدبیریں کا
 ہر گھڑی رہتا ہے اسکو فکر انکے حال کا
 ہو سیکم اللہ دارتِ جنت الفردوس کا
 کام ہے کوشش سے جسکی انجمن کا جیل رٹا

انجمنِ بخانیہ کا یا الہی ہو بہلا
 پرورش بڑھ کر تیا مے کی کرے ٹاں باپ
 تاجِ دین کے سر پہ ہو تاجِ فضیلت حشر میں
 دین اور دنیا میں کر پستی کو یارب سرخرو

یا الہی ہو ترقی انجمن کی رات دن
حاضرین کی تو کر پوری الہی آرزو

آرزو جلوہ کی ہے ہر دم تیری دگاہ میں
رکھ عنایت کی نظر اس پر تو یارب دایما

تقریر مرسلہ مولوی نیاز احمد صفا قصبوی بعنوان "تحریر علمین"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی نبیہ و آلہ

یا امر مسلم الثبوت اور سب پر روشن ہے کہ قومی ملکی ترقیات کا مدار اور جسمانی روحانی کمالات کا عروج حسن اخلاق حسن عادات تہذیب تمدن حسن معاشرت امن و آسائش سب موانست طبعی اور زانیف قلوب پر موقوف ہے اور محبت اتفاق اتحاد سے وابستہ ہے جب تک کسی ملک قوم میں عیسویہ صفات ہوں تب تک وہ کبھی کسی قوم یا ترقی نہیں کر سکتے۔ اور نہ وہ ملک قوم ہی سرسبز ہو سکتا ہے۔ بلکہ دن بدن زوال و پست ذلیل ہوتے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جسمانی بادشاہوں اور دنیاوی کاروبار اور ملکی قومی سلطنتوں کی بنیاد تو اس محبت اتفاق اتحاد پر مبنی ہے۔ اور انہیں پر منحصر ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ روحانی ربانی سلسلہ خلافت جو رسوا ان خدا کی طرف منسوب ہے۔ اور انسان کے معاشی محاد و دونوں کا متکفل اور عبادات معاملات دونوں کے متعلق ہے۔ اسکی ہر ایک حکم میں اور ہر ایک عمل میں اسی اتحاد اتفاق کی سخت تاکید ہے۔ نماز جمعہ جماعت صلوٰۃ عیدین حج کے اہتمام میں یہی اجتماع اور اتحاد مقصود ہے۔ تاکہ روزمرہ کی پراس اور مشق سے سب کے دلوں میں محبت پیدا ہو۔ اور ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی سے ملکر اتفاق اتحاد کرنیکا عادی ہو۔ اور اس نیک عادت اور قوت ایمان کی طاقت اور نور اخوت اسلام کی روشنی سے تمام مومنین کے دل روشن اور منور ہوں۔

میں عبادت زکوٰۃ صدقات قربانی فطریات مساکین فقرا کی ہر ایک منشاء میں تہذیبوں
کی آمد پرورش ہوئی۔ یوں کی عبادت اور تہذیبوں کی بڑوں کی فطری معجزوں پر
اپنا بچوں کی نمکساری و غلط تہذیبیہ تعلیم و علم و تدبیریں ارشاد تلقین سب کا اصل
امور یہ ہے۔ اتحاد و روپیہ اتفاق ہے ہمارے مذہب مقدس اور زمین پاک
کی ترقی و ارشادیت کا اصل باعث اگرچہ بجز تہذیب و تمدن ہی کے سوائے کوئی
چیز نہ تھی۔ مگر حقیقت خیال کیا جاوے تو یہ بھی سب اسی تہذیب و تمدن کا
اور موانست قلبی و تالیف قلوب کی طاقت و اخوت اسلامی و ہمدردی پرورانہ کا
دش تھا جو صحابہ کرام و سلف صالحین کے طبائع میں فیضان محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے خداوند کریم نے داخل کر دیا تھا۔ اور قرآن کریم کی آیات و ارشادات اور
تبلیغ احکامات الہیہ کی پرزور علمی طاقت اور وعظ تہذیب کی سریرع الاثر قوت اور آیات قرآنی
اور کلام ربانی کی اعلیٰ درجہ فصاحت و بلاغت کا اعجاز تھا جس سے ان کے دلوں میں
حسن عقیدت کی قوت اور نور ایمان کی طاقت سب سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور سب کے دلوں میں
کمال وجہ کی عزت اور محبت توکل استفادہ انتقامت آگئی۔ کہ ہمارے عرصہ میں تمام
عرب گزر کر اور مخالفان حق پرستی کا نام دشمنان مٹا دیا۔ اور جو اندھی اعدائے اسلام
پر چھایا ہوا تھا جو حق پرستی صلاحیت و حدائیت کے نور سے بالکل نور کر دیا۔ دونوں
کی مخالفت عداوت موانست قلبی زمانوں کی خاصیت منافقت محبت خلوص یکائنت
خویشی سے بدلامنی۔ اور سب کے سینے دولت اخوت سے معمور اور اخوت اور نور محبت
سے منور اور پیر پور۔ خداوند کریم کی کلام سیرے اس معنوں کی صداقت اور شہادت پر بڑی
وضاحت صراحت سے موجود ہے۔

صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے بعد جب بنی اسلام کی نہایت ترقی ہوئی۔ اور اسلام
عرب بڑھ کر اور ممالک بلکہ تمام ممالک و بلاد عجم میں پھیل گیا۔ تب اُمت اسلام کو اس
کی سخت ضرورت پیش آئی۔ اور اس امر کی بڑی احتیاج پیدا ہوئی۔ کہ وہ قرآن کریم کی
تعلیم کے مطابق دین اسلام کی اشاعت کریں اور مسلمانوں کے لئے عبادات معاملات

قرآن کے مجمل مفصل صریح احکام کے برابر عمل کرنے کے لئے سہولت پیدا کریں۔ اگرچہ قرآن میں آیات مینات ایسی مخلوق اور پیغمبر نہ تھیں کہ بجز فلاسفوں اور عرب کے فصیح بلیغوں کے سوا کوئی دوسرا اور نہ سمجھ سکے۔ مگر تاہم عام اہل عرب کو مومن اور دوسرے ممالک و عجم کو خصوصاً بہت مشکل تھا۔ کہ حقائق قرآنی معارف کلام ربانی خود بخود سمجھ سکیں اور تمام احکام عبادات معاملات مذہب اسلام کے قرآن مجید سے اسکی ہدایات ارشادات کے مطابق آپ ہی استخراج کر کے تعمیل عمل میں لاسکیں۔ تب اسوقت کو رفع کرنے اور اس مشکل کے حل کر نیکے لئے آئمہ دین مجتہدین اور علمائے راسخین نے الدین والعلم الاصل امر اہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور کمر بٹ چست باندھ کر قرآن کریم میں تدبیر و تفکر شروع کیا۔ آخر کار اس مقدس جماعت علمائے دین نے ملکر آیات کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور مسموالات صحابہ اور اجماع اتفاق جمہور ملت اسلام سے استنباط احکام شرعیہ اور تخریج مسایل فرعیہ کے لئے اصول علم فقہ مرتب کئے۔ اور کتب فقہ تدوین اور تالیف میں مصروف ہوئے۔ اس مطلب اہم اور اس مقصد اعظم کی تکمیل ترمیم کے واسطے سب علمائے کرام اور فقہائے عظام نے اپنی قوت علم خداداد اور طاقت اتحاد سے کام کیا اور غایت درجہ کی کوشش کر کے اپنے اپنے فہم رائے اور ادراک سے ان اولیٰ اربعہ کے مطابق ہر ایک احکام کو اخذ کر لیا۔ اور امت اسلام کے لئے ایک سہل طریق عمدہ اور آسان مذہب بنا دیا۔ چنانچہ اکابر علمائے اسلام اور امت اسلام کے سنت جماعت فریق کا اتفاق اور اجماع ہو گیا۔ کہ سب عوام خواص کو ان آئمہ اربعہ کی تقلید اور اتباع واجب ہے اور ان مجتہدین و محققین کے خلاف عمل کرنا ناجائز ہے۔ ان امامان کہ کردار اجتہاد و رحمت حق بردارین جملہ باد۔

مگر ان سب بزرگان دین اور آئمہ مجتہدین سے اپنی فہم و ذکا اور علم اور باطن کی مصفا طاقت اور عقلی قوت اور اجتہاد خداداد کے زور سے حضرت خاتم المجتہدین میراج السلیب امام برحق حضرت امام نعمان ابن ثابت کو فی جلی کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔ سب مجتہدین پر سبقت لے گئے۔ جس دقیق نظر اور لطیف نکتہ رس علم و عقل سے پہنچے علم کو آیات حدیث سے اخذ کیا ہے۔ اسکی نظیر امت اسلام میں ہرگز کوئی نہیں۔ آپکے علم اور

مسائل مستخرجہ کیا ہوں تک فروغ ہوا۔ اور قبولیت عام خواص درجہ اس حد تک حاصل ہوا
کہ امت اسلام کے سب ملکوں میں مذہب ختمی مروج ہو گیا۔ بڑے بڑے علماء نامہ اجماع
باز قرار دیا اُسے کرام سلاطین اور اُسے عظام اُسکے مذہب کے مستند ہو گئے۔ آپ کا اتباع
اختیار کر لیا۔ اور امت کی طرف سے آپ کو سراج الامت کا خطاب عطا ہوا۔
یوحنیفہ بڑا امام باصفاء آن سراج امتان مصطفیٰؐ

پھر آپ اور آپ کے اصحاب پیغمبر کے زمانے ہی میں بڑے بڑے کتب مستند معتبر
تصنیف ہو کر اسلامی سکوں اور سلطنتوں میں مشہور اور شائع ہو گئیں۔ اور شان اسلام نے
انفصال مقدمات اور جزو کل معاملات دینی دنیوی انتظامات کے لئے ان کو دستور العمل
بنالیا۔ غرض ممالک اسلامیہ میں عموماً فقہ حنفی میں استقراء عام رواج ہو گیا۔ کہ تمام اہل
اسلام اور اسلامی مملکتیں عموماً حنفی مذہب ہو گئے۔ ہر طبقہ ہر زمانے کے تمام بلاد اسلامیہ
روم شام عراق ایران ترکستان بلخ بخارا ماوراءالنہر کابل قندھار ہندوستان اکثر کبار
علمائے معتبر فقہائے کبار پہلے طبقے کے حنفی فقہ کی کتابیں مبسوط زیادات مجبوط وغیرہ وغیرہ
امام محمد وقاضی ابو یوسف وغیرہ متقدمین احناف کی تصانیف کے بڑے بڑے بیسٹ مفتی
فتاویٰ موجود ہیں۔ متاخرین فقہائے احناف کی تصانیف سے ہدایہ شامی فتح القدیر
مختصر کنز الدقائق جینی وغیرہ وغیرہ ہیشمار کتب کی شہادت اور ثبوت کافی موجود ہیں۔
کہ پہلے زمانے کے شان اسلام کے پکٹ فقہ معمول بہ تھیں۔ اس ہندوستان کے
شان مغلیہ میں سے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں اسکے حکم سے ایک کتب خانہ
عالمگیریہ کے نام سے تیار ہوئی۔ جسکو اسنے تمام فکر و میں اپنے تمام محکمات اور عدالتوں
میں دستور العمل اور معمول بہ قرار حکم دیا۔ کہ اسکے مطابق انفصال مقدمات شرعیہ میں غرض
پہلے ہمارے تمام اس ملک ہندوستان کے اہل اسلام سنت جماعت و رعایا بادشاہ
وزیر فقیر عالم جاہل فقیہ صوفی ادنیٰ اعلیٰ سب حنفی المذہب تھے۔ اور انہی مذہب کے سبب
ہر ایک بات میں متحد متفق اور فقہ اور فقہائے حنفیہ کے پیر اور مقلد۔ مگر جب کہ سلطنت
اسلامیہ کو اس ملک کی امت اسلام کی شامت اعمال خود بخود زوال ہو گیا۔ اور گورنمنٹ

کی عملداری کا زمانہ آگیا۔ رعایا کو مذہب کی طرف بالکل آزادی مل گئی۔ تب سے اہل سنہ کے مسلمانوں کے مذہب اتفاق اتحاد میں انقلاب عظیم واقع ہو گیا۔

الغرض جب مسلمانوں میں دین اور مذہب اور اتفاق اتحاد میں اس طرح کی خرابیاں پیدا ہو گئیں اور روزمرہ کے نفرتی تفرقی اختلافات دین اور فسادات انہیں پیدا ہوتے گئے۔ اور دن بدن مسلم دین کے ہونے سے دہریت الحو بڑھتا گیا۔ اور عالمان دین کے ہونے کے باعث مسلمانوں میں بے دینی پھیلتی گئی۔ کسی کا کوئی مسلک خاص اور نہ کسی کا کوئی مذہب معین رہا۔ بلکہ الناس فیما یشتقون مذہب کا حال ہو گیا۔ اور مذہب قدیم حنفی جو اس عام ملک میں پہلے مروج تھا۔ اس کا نام و نشان مٹ سا گیا۔ اس محبت کے رفع کرنے اور اس مرض ہلک کے علاج کرنے کے لئے چند خیر خواہان اسلام حنفی مذہب نے جو اسلام اور مسلمانوں کے سچے ہمدرد تھے۔ یہ ایک انجمن نعمانیہ کے نام سے شہر لاہور میں قائم کی۔ اس کے تمام سرپرست میں ایک دارالعلوم بے غرض تعلیم علوم دین اسلام مطابق مذہب اہل سنت والجماعت نے اتباع طریق و ملت حنفی ملک میں جاری کیا۔ جس کے مقصد اور مفاد انجمن ہمیشہ سے اپنے ماہواری رسالوں اور اشتہاروں میں وقتاً فوقتاً شہر کرتی رہی۔ اس بابرکت اور فیاض انجمن نے عرصہ بعید یعنی بیس سال اس کا خیر اور سرچشمہ فیض کو جاری کیا۔ اور خدا کے فضل و عنایت سے اس عرصہ میں پہلے بہت عالمان دین اور سفیدین فضیلت حاصل کر کے ملک کو نور دین اسلام سے منور کر رہے ہیں۔ اور حنفیت کے اُجڑے ہوئے بانع کو نئے سرے سے سیراب کر رہے ہیں۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس مرتبہ سرپرستی غمخواری انجمن کی قدر کریں اور اسکی امداد سے درہم۔ قلم۔ قدم سے درخ ن کریں۔ اور آپ یقین کریں کہ ایسی خصوصیت دین سے کوئی انجمن جو مسلمانوں کی دین و مذہب کا شکر اور حامی ہو اور خاص دین کے ہتھری کے لئے قائم ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں رکھتی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ بانیان اس انجمن کو اسکے جزائے خیر عطا کرے اور بہت میں برکت کرے اور مسلمانوں کے دلوں میں اسکی محبت قد اور اور امداد کی توفیق بخشے۔ اللہم آمین ثم آمین یا رب العالمین فقط۔

قصيدة عربية رثاء مولانا غلام احمد المرحوم

من نتائج طبع محمد فيض الحسن صناما دريس دارالعلوم رزويه

الى كرام اليا دهر كرم على كرم
المزناك اهله ان يراعي حقوقنا
يحسب انا من غنائم خيبر
يرى انه فيما ادعى كان صادقا
يقولون ان الضب اخبت صا
وكنانوى منه الوفاء تكم
اذ الم يكن في الطبع رشد ومكر
ذلوبك لا تخصى فلو اشتى بها
سمعت بان الفاضل الكامل الذي
يشد رجال السفر من هذه الدف
عشدا اقربان غناه ملاحم
له قدم في العلم لا زال فاضا
مضى ورأينا كان رياضه
مضى ورأينا كان طلاء به
ولو غادر الميعول بجلده
واخلوقه لو كنت انى بغيره
ومثلك لا يعطى لآخر فضله
كذلك اذا مات الكبير فاعنا

وحتى من غير ان المصائب القلب
والا فليم نركب على المركب الصعب
فلا شغل الا في الاعادة والتهب
فيظهر بعد العهد في حلة الكذب
ولا يترك والى اخبت من ضب
ولا يرتجى امر الوفاء من الذب
فلن تياق الرشيد فيه من السب
الى احديادهم لا خ في
اصطفاه الله العرش بالنسب الحبيب
بترك خنا في قلوب من الخب
جنى ثمرات المجد من خصن طب
ولقبت منها له احسن الحلب
هوى بجناه الروح اذ شد في الهب
اصيبوا باسها من الحوادث في القتب
صبرت ولكن لو صاصر لى الذر
صبرت ولكن تا بقتله على العقب
ولو كنت في ذ نفس حقا على
عيون المعالي شبعته على السكب

وان نحن قد جئنا من العدم الذي
حببت باسباب المكارم كلها
اتى بك هذا الدهر من بعد ما
وما كنت ان ارثيه بعد مماته
اريد فينهل المدامع مثلها
وكيف وما دفتت وحدك انا
وكان لنا والله كالنار في الدجى
وبيت المزاي كان من قبل كالتربى
وذلك من دأب الزمان لانه
وكيف يحكي اليوم منا وانه
ويحمد دهر ان يترك رقاينا
خلقنا لان يصير لنا بهرامه
فتلك رنا ياه وسرى ركابنا
بان حاله للناس هم يبيد هم
وانهم لا قوام الدهر باسه
فلا له لحد قد ثوت فيه شمسنا
له الفخر كل الفخر اذ صار ربعه
فوا عجا من ضيقه كيف ضمه
حيث علوه اثم ادبت حقها
الفت بها وانها الفت بك
وكانت اذا ما كنت في سارها
ادى مجلس النعمان بعد اى انه
من كبريت

ولكن بعض الموت اذهب لللب
نريد فدا ونسطيع نكتب في الكتب
فيحجز لما مت بمثلك من طيب
وابلى اذا ما ردت مثلك في التعب
ثم ايبى سحر تستهل من السحب
محاسن طرادنت بك في التراب
فنسعى له او كان كالمزحل العذب
فعاد وربي من رحيمك كالحب
يرى ان يذنب الظلم عنا من الذنب
له في خانات اشد من الحب
وليسطو كل السطوب بالبار العضب
ويجعلنا يا ويلتا عرض الخطب
الى الورد منا دائما الى الشرب
وداهينه دهباء تنمو من النصب
وهم سلبوا في حريمهم وهو سلب
ورحبت له منه فرحت على الوجب
على كل لحد فهو من ذاك العجب
وكان يضيق الشرق منه الى الغرب
ولم تترك اصداء الى اللهو واللعب
كانما كالمؤمنين او التراب
لواقم في اليوم تحرى سر السكب
يسير ولا يلقى لظيلك في الادب
وليس يبادى النفل للفر والضب

وغيرك سيجو لا يعث مياثه
كما العلاج النقي من سواد باصله
واعجب ان العجب اذ حل نفسه
وخطب حمام لا يرد واشد
ولا بد للولسان من شرب كاسد
راحلت وسيف النابات يروعا

وانت على دعم العدل في العتب
كذالك وربنا انت انتي من التلب
فضا بهذا العجب يعجب من عجب
يكون اذا ما جلاء مع من وشب
ومن ورده فيه وان جد في الهرا
ولقطر فينا مذكر حلت من الغضب

تقریر خیاب لانا مولوی غلام معین الدین حسنا جمیری مدرس مدرسہ دارالعلوم نعامیہ لاہور

حضرات! اس وقت تک جن صاحبوں نے اپنی شیریں سیانی سے مفید مضامین بیان کئے
اس سے سامعین کو ضرور دلچسپی کے ساتھ کارآمد اور ضروری باتیں معلوم ہوئیں اور
بالآخر سب کا نتیجہ ہی نکلا کہ دینی امور کو اختیار کرنا اور دینی کام میں دل و جان سے
کوشش کرنا گویا دونوں جہان کی سعادت حاصل کرنا ہے۔ یہ تقریریں حقیقت بیان
کر رہی ہیں۔ اُس کا نتیجہ بھی یہی ہوگا۔ فرق اس قدر ہوگا کہ اور اصحاب نے اسی مضمون کو شیعہ
سیانی سے ادا کیا۔ جس سے مغرر ناظرین نے یہی دلچسپی حاصل کی۔ میری مختصر تقریریں
کو بے تمکینی کے ساتھ ادا کریں گے۔ مگر غالباً بجائے دلکشی اور دلچسپی کے متفر اور متکثر ہو جائیں گے۔
مگر اس کا خیال نہ کرنا چاہئے جو تحسین اور آفرین کی غرض سے مضمون سنائے اور
جب یہ بات نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مجھ کو انکی کدورت سے کدورت ہو۔
نہ ستالشی کی تمنا نہ صلے کی پیداوار نہ ہی گرمیرے اشعار میں معنی نہ ہی میرا بیان
کو کتنا ہی کم رتبہ اور کم پایہ ہو مگر جبکہ زبان سب سے مستدر بلند مرتبہ ہے کہ اس سے
بیان کی یہی کچھ عجب نہیں کہ وہ سب سے بلند مرتبہ ہے۔ یہ مضمون اس کے لئے

اقوال اور پسندیدہ افعال سے تعلق رکھتا ہے۔ جسکی محبت عین ایمان ہے اور اسکا ایمان
نجات کا ذریعہ اور سعادت کو نین حاصل کرنے کا اعلیٰ وسیلہ ہے۔ ایمان اور حضور کی
محبت دونوں ایک چیز ہیں۔ اور اس دعوے کا مدعی صرف میں ہی نہیں ہوں۔ بلکہ چنی
بصیرت رکھتا ہوگا۔ وہ ہی فیصلہ کریگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي تتخردون ادراك حلاله للقلوب والنواظر وتدشن
في مبادي اشراق افواه الاحلاق والنواظر۔ المطلع على خفيات السرائر
العالم بمكنونات الضمائر۔ والصلوة على سيد المرسلين وجامع شمل الدين
وقاطع دوائر الملحدین۔ وعلى آله الطيبين الطاهرين۔

بعد حمد خدا اور نعمت اس نبیوں کے سرور کے جسکے دین کی اعانت کے لئے یہ پاک مجلس قائم
ہوئی۔ کہ انسان مؤمن اور مسلم کے مبارک لقب سے اسی وقت ممتاز ہو سکتا ہے جب
اسکا دل ایمان کی روشنی سے روشن ہو گیا ہو۔ یہ ایک ایسی بدیہی اور گہلی ہوئی بات
ہے جس میں بحث کر نیسے سوائے اسکی کچھ نتیجہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ کہ کاغذ کو بلا وجہ سیاہ
کیا گیا۔ قابل بحث یہ امر ہے کہ ایمان کیسے اور اسکا صحیح مصداق کون ہے۔ ایمان
ایک ایسا وسیع لفظ ہے جسکی نسبت یہ کہنا بالکل صحیح اور درست ہے۔ کہ اسکی تفصیل
تو تفصیل اسکا جمالی بیان بھی ایسے تنگ وقت میں نہیں ہو سکتا۔ اور دراصل اسکی
ماتیت سے بحث کرنا ہمکو تہ لفظ ہی نہیں ہے۔ جسکی طرف ہمارا میلان ہے وہ اسقدر ہے۔ کہ
اسکے بعض علامات ایسے بیان کر دئے جاویں جس سے اسکے مفہوم کا صحیح اندازہ ہو سکے
ایمان کی تحریف تعریفوں سے اتنا ضرور پہچانتا ہے۔ کہ وہ شخص زبانی اقرار کا نام نہیں ہے
بلکہ دراصل تصدیق قلبی ایمان کی جان ہے۔ یا یوں کہئے کہ یہ دونوں ایک ہیں تصدیق قلبی
نہ کہے ایمان کہہ دیا۔ ایمان سے تعبیر نہ کیا تصدیق قلبی کہہ دی۔ مگر جنکو اللہ نے دینی بصیرت
عطا فرمائی ہے۔ اور علم دین سے کافی حصہ دیا ہے وہ ہرگز اس فیصلہ پر دل نہاد نہیں
ہو سکتے۔ اور واقعی بات یہی ہے۔ حضرات کیا آپکو معلوم نہیں کہ قرآن پاک میں

کافروں اور اُن میں سے یہودیوں کی نسبت کیا ارشاد ہے قرآن کی یہ آیت پاک کہ
یَعْرِفُونَ کَمَا یَعْرِفُونَ ابْنَاءَهُمْ صَاف اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ یہودی
حضور کو اور حضور کی نبی ہونے کو اس قدر جانتے تھے جس قدر باپ کے اپنے بیٹے کے حالات سے
آگاہی ہونا چاہئے کیا یہ آگاہی تصدیق قلبی نہیں ہے کیا یہ واقفیت اذعان دلی نہیں
ہر الصاف پس نہ طبیعت اس آیت پاک سے یہی نتیجہ نکالیں گی کہ غور انگو نبوت کی تصدیق
ہی۔ اور انکو رسالت کا یقین تھا۔ مگر یہی مؤمن کے پاک لقب سے وہ نہیں نکال سکتے
تھے۔ اور انکی دلی تصدیق کو ایمان نہ کہا گیا۔ اور اُن کا اذعان اور یقین کفر کے بدنام
دہ پہ کو نہ مٹا سکا۔ جسکی قوی وجہ یہ ہے کہ انہیں اطاعت کا مادہ نہ تھا۔ اور حضور کی
محبت نہ تھی۔ اور اُن کے نپاک دلوں میں بچائے محبت خدا نے جگہ کر لی تھی۔ اگر محض
تصدیق قلبی مؤمن بنا دیتے میں کافی ہوتی تو وہ اعلیٰ درجہ کے مؤمن تھے۔ مگر اطاعت
اور محبت نہ ہونے نے انکو کافر کا فری رکھا۔ اور تصدیق دلی کچھ کام نہ آئی۔ جس سے
صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اصل اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی محبت اور اُن کے ارشاد فرمائے ہوئے احکام کے بجا لانے کا نام ایمان ہے اور اگر محبت
نہیں تو ایمان نہیں۔ انکے ثبوت میں اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ حضور
ارشاد فرمائے ہیں۔ کَلَّا مِنْ الْعِبَادِ حَتَّىٰ الْوَنِ احِبَّ الْبَيْتَ مِنْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ۔ اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ انسان دولت اسلام سے
جب شرف ہو سکتا ہے کہ اس کے نزدیک مجھ سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہو۔ اور میری محبت
کے سامنے اُسکے اہل و مال اور جمع بنی آدم کی محبت کی وقعت نہ ہے۔ جب محبت میں مقدمہ
پورا اثر لگتا ہے اب مؤمن کے برگزیدہ لقب سے ممتاز ہو سکتا ہے۔ محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔
کہ اگر محبوب کے کُل فرمائے ہوئے احکام بجا لانے میں تامل ہو۔ تو اس کے بعض ارشادات
(جن پر دین کی زیادہ ہے) انکی تعمیل میں تامل نہیں ہونا چاہئے۔ اور ارشادات صغیرہ
ارشادات ہی نہیں ہیں بلکہ ہر ارشاد بجا لانے خود ایک دفتر ہے جس میں عید و خیریاں معجز
ہیں۔ اور ہر حکم ایک حُزُن ہے جس میں نول جو بہر و جہد ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایسے

احکام کو پس پشت ڈالا جاوے۔ میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ تمام مذہبی علوم
گو یا اسلام کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئے زمانہ مابعد میں گو وہ کسی حد تک پورے ہوئے ہوں۔ لیکن
کچھ شبہ نہیں کہ ان کے ابتدائی اصول تواتر قرآن پاک سے ماخوذ ہیں۔ اسکے اوامر و نواہی
فقہ کی طرف رہبری کی۔ آیت توریث نے فرائض کا ایک مستقل فن قائم کیا۔ انبیاء
سابقین کے حالات سے قصص کی ترتیب ہوئی۔ اعتقادات اور معاویہ کے متعلق آیات
حکم کلام استنباط ہو گیا۔ اور گویا مدت تک کسی قسم کی تدوین و ترتیب نہیں ہوئی لیکن
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہی ان علوم کی ابتدائی بنیاد قائم ہو گئی۔ اور
دوسری صدی کے اواخر تک ہزاروں مسائل کا رواج ہو چکا تھا۔ قرآن مجید میں فرائض
اور اعمال کا بیان اجمالی طریقے پر تھا۔ طریق عمل کی خصوصیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی طریق عمل پر منحصر تھیں۔ اس ضرورت سے آنحضرت کے اقوال و افعال کے متعلق
روایتوں کے جمع کرنے کی طرف خیال پلٹا ہوا۔ اور رفتہ رفتہ علم حدیث و اسرار الرجال و
علم الدرایۃ پیدا ہو گئے۔ ان تحقیقات میں گو کسی قدر تکتہ چینی کی جاوے۔ مگر عموماً ہر نصف
یہی فیصلہ کریگا۔ کہ جس بے انتہا کوشش اور تفتیش سے مسلمانوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اقوال و افعال محفوظ رکھے۔ دنیا کی کسی قوم میں اسکی نظیر نہیں مل سکتی۔ اور
یہ کہ انسانی سعی و جستجو کی یہ آخری سرحد ہے۔ جہاں تک مسلمان پورے ہوئے تھے۔ علم نحو
اگرچہ کوئی مذہبی فن نہ تھا۔ لیکن مذہبی ہی ضرورت سے اسکی تدوین کی طرف خیال
مائل ہوا۔ اسلام دور و دراز ملکوں میں پھیلتا جاتا تھا۔ اور شیکردوں نئی قومیں اُسہیں
شامل ہوتی جاتی تھیں۔ دوسری زبانوں کی الفاظ عربی زبان میں بہت جگہ ملتے تھے۔
جس سے احتمال تھا کہ اشتغالات اور اصول اعراب میں بھی فرق آجائے۔ اس قسم کے
تصرفات سے جو صمد مد زبان پر پڑتا اور بکا بہت بڑا اثر قرآن اور حدیث پر ہوتا چند
واقعات نے اس احتمال کو قومی کر دیا۔ اور بالآخر ابوالاسود دؤلی جیسے خود اس
قسم کے تجربے حاصل کئے تھے۔ مسائل نحو کی تدوین کی طرف مائل ہوا۔ لسنے چند قاعدے
منضبط کئے۔ جو رفتہ رفتہ وسعت حاصل کرتے گئے۔ اردن رشید کے زمانے میں

خیل ابن احمد بصری و تیموہ۔ و کسالی د عینہ کی توجہ سے وہ ایک مستقل فن بن گیا۔ جسکو متاخرین نے بھی بہت کچھ ترقی دی۔ غرض مذہب کے متعلق بہت ضروری اور اہم باتان علوم تھے گویا مذہب کے ساتھ پیدا ہوئے۔ اور مسجدوں کے صحن یا عام مجلسوں میں ان کے مسائل رون پانے لگے۔ خود صحابہ کعبہ میں ایسے متعدد دانشمندان موجود تھے۔ جو کثرت معلومات کے ساتھ طر استدلال طریق استنباط تخریج احکام میں اجتہاد کا حق رکھتے تھے۔ اور زمانہ مابعد میں جب صحابہ کے حالات زندگی قلمبند ہوئے تو وہ مجتہدین کے لقب سے پکارے گئے۔ کچھ لوگ ایسے تھے۔ جو حدیثوں کے یاد رکھنے میں مشہور تھے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی سے پانچ ہزار تین سو چونسٹھ۔ ابن عمر رضی سے دو ہزار چھ سو تیس۔ انس رضی سے دو ہزار دو سو چھیالیس۔ ابن عباس رضی سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ۔ حضرت جابر رضی سے ڈیڑھ ہزار ۴۰ حدیثیں مروی ہیں۔ چودہ صحابی مفسر تھے۔ جو قرآن پاک کی فقہی اور تاریخی آیتوں کے متعلق نہایت کافی معلومات رکھتے تھے۔ باوجودیکہ ایک مدت تک قدیم یونانیوں کی طرح تعلیم و تعلم کو کچھ تہا زبانی تھا۔ تاہم سیکڑوں ہزاروں اشخاص ان مسائل کے سیکھنے سکھانے میں مصروف تھے۔ اور تمام ممالک اسلامیہ میں حدیثیں اور فقہ کے مسائل اُسی تیزی سے رواج پا رہے تھے جس طرح خود اسلام عالمگیر ہو رہا تھا۔ عرب کی بلند عسکری و عظمت کے لئے حجاز دین کی وسعت کافی نہ تھی۔ سوائے ہزاروں صحابہ سرزمین عرب سے نکلا تمام نئے فتح کئے ہوئے ملکوں میں پھیل گئے۔ اور بعض نے وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اسی طرح شام میں دس ہزار کوفہ میں ایک ہزار۔ حمص میں پانسو۔ مصر میں کم و بیش تین سو صحابہ موجود تھے۔ یہ لوگ جہاں گئے حدیثوں و احکام اُسی مسائل کا ذخیرہ ہی اپنے ساتھ لیتے گئے۔ جو انکی عظمت و قبول کا بہت بڑا قوی سبب ہوتا تھا۔ چنانچہ صرف ان صحابہ کی تعداد جنہے لوگوں نے حدیثیں سیکھیں۔ یا روایت کی کم از کم ڈیڑھ ہزار بیان کی گئی ہے۔ ایک مدت تک کچھ اس تعلیمی خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں کی قلمبند کرنے کی طرف خود توجہ نہیں فرمائی۔ اور کچھ اسوجہ سے کہ اہل عرب کو اپنے حافظے کے بہرہ سے پرندہ دین اور تفضیف کی چنداں پروا ہی

نہ تھی۔ کاغذ اور قلم سے کام نہیں لیا گیا۔ مگر جتنے روزانہ کو استاد ہوتا جاتا تھا۔ ان روزوں
 کے دفتر طیار ہوتے جاتے تھے۔ جنگوں زبانی محفوظ رکھنا انسانی قوت کا کام نہ تھا۔
 غرض سلسلہ میں تالیف و تدوین شروع ہو گئی۔ ابن جریج نے مکہ میں۔ امام مالک نے
 مدینہ میں۔ ابو زنی نے شام میں۔ ابن ابی عروہ اور حماد نے بصرہ میں مقررے یمن میں
 سفیان ثوری نے کوفہ میں حدیث و تفسیر کی کتابیں لکھیں۔ امام ابو حنیفہ نے
 دلائل کے ساتھ فقہ کو ترتیب دیا۔ ابن اسحق نے مغازی و سیر کی تدوین کی یہ سب انک
 کہ جب فضل ابن یحییٰ برمکی کے انتہام اور توجہ سے کاغذ بنانے کا کارخانہ جاری ہو گیا۔
 تو یہ علوم و فنون گہر گہر پھیل گئے۔ جس کثرت کے ساتھ مذہبی تصنیفیں ہوئیں۔ اسکا
 اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ صرف تفسیر کے متعلق سو سے زیادہ ایسے مضامین
 پیدا ہو گئے۔ جنگو الگ الگ علم کا لقب دیا گیا اور ہر ایک پر متعدد اور بعض پر سیکڑوں
 بلکہ ہزاروں کتابیں لکھی گئیں۔ اس زمانہ میں ایک اور علم مذہبی ضرورت سے ایجاد ہوا۔
 (علم البیان) اسلام کا جو بڑا معجزہ اور جو ہمیشہ استعمال کیا جا سکتا ہے قرآن تھا اس کے
 معجزہ ہونے کا دعوے جب اہل عرب کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ تو کسی دلیل لانے
 کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ کفار عرب گواہکار کرنا چاہتے تھے۔ مگر ان کا مذاق زبان دانی
 اس دعوے کی تسلیم کرنے پر ان کو مجبور کرتا تھا۔ وہ منہ سے انکار کرتے تھے مگر قرآن
 پڑھے جانے کے وقت انکی بے اختیار سی حالت بے قصد تحسین بیتا بانہ تاثر ان کے
 انہار کے خلاف شہادت دیتے تھے۔ لیکن اس طرح پر یہ دعوے صرف عرب کے سامنے
 چل سکتا تھا۔ اہل عجم اور لاتو زبان عربی سے ناواقف و رواقف ہی ہوں تو عرب کا
 قدرتی ذوق کہاں سے لائیں۔ اسلئے ضرورت پڑی کہ فصاحت اور بلاغت کے اصول
 مرتب کئے جاویں تاکہ دوسری قومیں اگر مذاق سے نہیں تو علمی طور سے اس دعوے
 کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوں۔ اول اول جعفر برمکی دذیر ہارون الرشید اور جاحظ نے
 کچھ قاعدے لکھے۔ پھر متاخرین نے کلام کے ہر ایک حصہ کے متعلق مسائل استنباط
 کئے۔ اور علامہ سکاکی کی مفتاح پر اس کا خاتمہ ہو گیا۔

علم قدم اس وقت پیدا ہوا جب یونانی علوم کے شلیح ہوئے مذہب اسلام سامنے
 سے ٹکرایا۔ اور عام نظام بریں آنجہیں مذہبی اعتقادات کو بے پرواہی کی لڑائی
 دیکھنے لگیں۔ لیکن محققین اسلام کو پورا پورا ساتھ کیا کہ صحیح کو کوئی چیز مدد میں
 پہنچا سکتی۔ انہوں نے غلط خیالات اور انسانی راہوں کو جو مذہب میں داخل
 ہو گئیں نہیں جھاسٹ کر الگ کر دیا۔ اور یہ زور منطقی دلائل سے یہ بات ثابت کی کہ
 فلسفہ یونانی جس قدر کہ اسلام کے اصلی مسائل سے متصف ہے۔ خود غلط اور باطل
 ہے۔ امام غزالی کی تہافت الفلاسفہ اس فن میں پہلی تصنیف ہے۔ جسے شیخ
 امام رازی وغیرہ نے کیا۔ اور اس زرقی کو پہنچایا۔ کہ تہافت التوہم پارینہ کے برابر
 دگنی۔

اسلام اگرچہ فلسفہ سکھانے نہیں آیا تھا۔ تاہم ذات باری کے متعلق اُسے جو کچھ
 بتایا وہ فلسفہ کے بڑے حصہ یعنی الہیات کی جان ہے۔ مسلمانوں کے مذہبی علوم
 یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے۔ اب میں یہ دیکھنا ہے کہ اہل اسلام نے ان مذہبی علوم
 کی تحصیل میں کیا کما سہی کی۔ اور ان کے درجہ کمال تک پہنچنے کے کیا ذرائع
 سے۔ کہ اس میں سلف نے جو کچھ صدیوں کا عشر عشر بھی چھوڑا ہے۔
 تو کیا محال کے درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ ظاہر میں تو یہ کہہ کے ٹال دیتے ہیں کہ وہ
 دل و دماغ کہاں اور وہ محنت و شوق علمی کہاں۔ مگر دراصل یہ بات نہ
 ہماری اس نفی کا ثبوت اس سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ کہ شہر مدین منار
 قاضی زادہ۔ خواجہ زادہ۔ علامہ قوشچی۔ ابن التوہد۔ وغیرہ جن صاحب کتب
 حکما کا لقب دیتے ہیں یہ دولت ترکیب کی قدر فرانی کا نتیجہ ہیں۔ ہم ان کے
 مقابلہ میں کسی قدر ترجیح کے ساتھ ملائکہ جو پیوری حضرت نظام الدین رحمہ اللہ
 پہاڑی۔ حمد اللہ بحر العلوم۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو پیش کر سکتے ہیں۔ کہ جو
 دولت تیموریہ کی امداد سے درجہ کمال کو پہنچے وہ ساف تھے۔ یہ خف ہیں۔
 خلف کا قدم آگے نہیں بڑھا تو چھپے بھی نہیں رہے ہیں۔ اگرچہ نتیجہ ہے کہ خلف

سفد کے خوش چین ہونے کے باعث اکثر کسی قدر چھٹے بھی رہ جاتے ہیں مگر اس قدر
 جوان اسلامی دنیا میں نظر نہ آتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ قدر دانی و در دولت سے
 دستگیری ایک آب حیات ہے۔ کہ جو وہ فنون کو بھی جلا دیتی ہے۔ اور بکتائی
 روزگار بند دنیا و مرجع خلق کر دیتا اسکی نہ صیت ہے۔ علم دولت کے ساتھ ساتھ تقی
 کرتا ہے۔ شاہد ہے اگر دین تو علم اور مکہ ہے زیور۔ زیور ہے اگر علم تو مال و اسکی
 جلا ہے۔ آج دولت اسکی سرپرستی سے پہلوتی کر رہی ہے۔ علم بھی اُفق پر منزل
 پاتا جاتا ہے۔ اس موقع پر مدرسہ نظامیہ بغداد کا مختصر ذکر بے محل نہ ہوگا۔ جس سے سائنس
 پتہ چلتا ہے۔ کہ علم کی حمایت میں سفید دولت بیدار صوفی کی تھی۔ نظام الملک موسیٰ
 جسکے مبارک ہاتھوں نے نظامیہ بغداد کی بنیاد ڈالی۔ وہ دولت سلجوقیہ کا وزیر اعظم
 تھا۔ اُس نے چہ لاکھ دینار کی رقم خاص اس فیاضانہ کام کے لئے خزانہ شاہی سے مقرر
 کی تھی۔ اہتمام عملداری میں مکتب اور مدرسہ قائم کئے تھے۔ خاص اپنی کل جائزات
 میں سے بھی دسواں حصہ مدرسوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ لیکن سب سے بڑا کام
 جو اسکے ہاتھوں سے پورا ہوا نظامیہ کی تعمیر تھی۔ نو بخین اسکی نسبت کہتے ہیں کہ ایک
 سلطان کے وزیر نے بغداد میں مدرسہ قائم کرنے کے لئے دو لاکھ دینار وقف کئے۔
 اور پندرہ ہزار دینار سالانہ اسکے صرف کے لئے مقرر کئے۔ نتائج علمی سے چہ چار ہزار
 کے طلباء مختلف وقتوں میں بہرہ اندوز ہوئے۔ ان میں امرا کے لڑکے بھی تھے۔ اور
 اہل حرفہ کے بھی۔ غریب طالب العلموں کے لئے کافی آمدنی مقرر تھی اور مدرسوں کی
 تنخواہیں پیش قرار تھیں۔

شاہد میں اسکی تعمیر شروع ہوئی۔ اور اذیت بعد روز شنبہ ۵۹۹ھ کو بڑی شان
 و شوکت سے کھولا گیا۔ اگر نو بخین کا یہ بیان صحیح ہے کہ ہم اقتراح کیوقت سارا بغداد
 امنڈ آیا تھا۔ اور دار الخلافہ کل عظمت اور قوت نظامیہ کے مال میں مجتمع تھی۔ تو قوم
 کے علمی جوش اور سلسلہ عمارت کی وسعت بھی ہم صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔ علامہ
 ابو الحنفیہ شیرازی جو ان ممالک میں استاد کل تسلیم کئے جاتے تھے۔ مدرس اعظم

منتخب ہوئے۔ لیکن انہوں نے ایک شبہ کی بنیاد پر اس عہدہ کو نامہ مسترد کیا جس کے سربراہ
 علامہ ابو نصر کو یہ خدمت سپرد تھی۔ اور میں دن کے بعد علامہ ابو اسحق بڑے اصرار سے
 اس منصب کے قبول کرنے پر راضی کئے گئے۔ نظامیہ کی عمریں خدا سے بڑی برکت
 دی۔ اور جب تک بغداد کی حکومت قائم رہی۔ اسکی فیاضیاں بھی دور دراز ملکوں
 تک اپنا اثر پہنچاتی رہیں۔ ہمارے محمد دم سعدی شیرازی اسکے امیر زمانہ کے طالب علم
 ہیں۔ امام عزالی۔ امام طبری مؤرخ ابن الخطیب تبریزی شمس المانہ۔ ابومنہجری شامی شامی
 عبد القادر جانی وغیرہ مدرس اعظم امداد امام محمد ثانی۔ المعانی خزانہ الدین شافعی
 وغیرہ و شافعی تفسیریں ناٹھ مدرس رہ چکے ہیں۔ مرنے والے علماء کے لئے نہایت
 کی مدرس سے بڑھ کر شہادت اعزاز کی نہیں ہو سکتی تھی۔ اور وہ مدرس کی مدت
 میں کوئی ایسا شخص اس منصب پر نہیں مقرر ہوا۔ پچھلے زمانہ میں یکتائے فن و
 بگازادہ نہ سمجھا جاتا تھا۔ نہ کے اس میں ایک سب سے زیادہ جو خود نظام الملک
 کے عہد میں تیار ہوا۔ علامہ اور دیگر تبریزی جو اس دور میں تھے۔ ان کے
 کے منتظم تھے۔ وہ جو امام ابن ابی اسحاق مہلبی کے سر سے ایک رتبہ خاندان
 احاطہ میں تھے۔ اور ہزاروں نایاب تصانیف و کتابیں ان کے لئے عنایت
 ہوئیں۔ نظامیہ کی خدمت فیاضیوں میں یہ بات بھی تار کی تھی۔ کہ اس نے طلبہ کے
 لئے وظیفے اور تنخواہیں مقرر کیں۔ جس کا اس سے پہلے سایہ کسی راج نہیں تھا۔ نظام الملک
 نے جو صرف بکسر مدرس وغیرہ کے لئے شاہی خزانہ سے مقرر کیا تھا۔ اس پر ملک واکو
 بھی حبال ہوا۔ اور اس نے نظام الملک کو بلا کر سے مولیٰ طریقے کے موافق کیا۔ کہ
 اس سے باپ اس قدر زرخیر سے تو ایک نہ مرتب ہو سکتا ہے۔ مگر اس پر
 یہ فیاضیاں کر رہے ہیں۔ ان سے ایسا بڑا کام کیا گیا۔ کہ نظام الملک نے کہا
 جان پدر میں تو بوڑھا ہوں۔ لیکن تم بڑا کام تو جوان کر رہے ہو۔ اگر میں نے اپنے
 کپڑے کٹے جاؤ۔ تو امید نہیں کہ میں دنیا سے اس قدر نیت سے بھرے
 ہو کہ اتنا بڑا کام عنایت کیا۔ اس کا تاثر بھی تم پر کر سکتے۔ تمہاری فوج کے

تیر خند قدم پر کام دے سکتے ہیں۔ لیکن میں جو فوج طیار کر رہا ہوں اسکی دعاؤں کے تر
آسمان کی سپر سے بھی نہیں ٹرک سکتے۔ ملک شاہ بیباخت بول اٹھا۔ کہ درجہ پایہ کیا
ایسی فوجیں جسدہ ممکن ہوں۔ اور طیار کرنی چاہئیں مسلمانوں کی علمی تاریخ نہیں
یہ بات ہی نہایت عجیب اور بادرکھنے کے قابل ہے کہ جب مادرادانہر کے علماء کو
تطایب کے قائم ہونے کے تمام حالات سے اطلاع ہوئی۔ تو سب نے ایک مجلس قائم
منعقد کی۔ اور اس بات پر روئے کہ اب علم۔ علم کے لئے نہیں۔ بلکہ جاہ ثروت حاصل
کرنے کے لئے سیکھا جاویگا۔ تطایب نے اپنے اثر سے ایک عجیب گرجوشتی تمام ملک
میں پیدا کر دی۔ وہ پانچویں صدی میں قائم ہوا۔ اور چھٹی صدی تک اسلامی دنیا کا
کوی کوئہ زنجرا سپین کے علمی عمارتوں سے خالی نہ رہا۔ اور ایران کے علاقے اور
خراسان کے بڑے بڑے عوبے مثلاً مرد نیشاپور۔ ہرات۔ بلخ گوپیہ سے علم فصل
کے مرکز تھے۔ مگر تطایب کے آنے اور ہی بالا مال کر دیا۔ سلف کے شوق دینی اور
جوش اسلامی اندازہ کرنے کے لئے اس پر نظر نہیں ہو سکتی اور سمجھ رہے ہیں کہ
اہل اسلام کے گزشتہ واقعات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا فیض اور ان کی
تجلیل کچھ مذہبی علوم پر ہی محدود ہی تھی۔ بلکہ اپنی ہمت اور فیاضی اور بندہ وصلی سے
جملہ فنون دنیا میں پھیلا دئے۔ اور فیض کا دیا ہوا دیا۔ یہنداون کے حال کے بہت
مناسب اور نہایت مولودن ہے۔ ہنداون کے ہندو تہہ شرق میں ملے انگن
پہتہ ان کی کڑوں سے تاغزب روشن، نوشتوں سے ہے انکے اب تک مزین
کتب خانہ پیرس و دو م لندن، ٹیٹا غلخہ قبا تھا کشور دیں ہیں، وہ سوتے ہیں انداز
کے مقبروں میں، اس جوش اور شوق نہایت کے مقابلہ میں آج کچھ بھی نظر نہیں آتا
اس حساب سے تو دینی علوم کا رواج بالکل باقی ہی نہیں رہتا چاہئے۔ مگر قدرت پرورد
اور وعدہ الہی ہے کہ ہنوز مذہبی علوم کا چرچہ ہے۔ اور آیت پاک انا نحن نزلنا
الذکر و انا لہ لحافظون کی صلاحت اہل اسلام کے ایک منہ میں طائفہ کی اعانت
سے ہو رہی ہے اس زمانہ میں مذہبی علوم اہل اسلام کی حمایت کے سخت محتاج ہیں۔

یہ بقیہ بھی ایک دن صبح کی سستی سے نابود ہو جائیگا۔ ڈر ہے کہیں یہ تمام بھنی ہٹ جائے۔
 نہ اسے آخر مدت سے دور زمان میٹ رہا ہے۔ انجمن نعمانیہ کی جانفشانی
 قدردانی کے قابل ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ چاروں طرف سے دینی علوم بجا سستہ عزت
 کے تفرق کی نگاہ سے دیکھا رہا ہے ہیں جو کچھ کیا بہت کیا اب نہیں یہ دیکھنا ہے۔
 کہ قوم کی اطاعت اس داس العلوم انجمن بخاریہ کو جو دینی خدمت کو انجام دے گا
 کس قدر بلند پایہ اور اعلیٰ پیمانہ پر کر دکھاتی ہے۔ - و آخر دعوانا ان الحمد
 للہ رب العالمین، والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ

تقریر جناب مولوی نہال احمد رضا ایدہ شریک رسالہ الاحسان ^{الانوار}

ۛ خدمت اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے زبردت بے دلائل و دلائل آمدہ	یا تو مر عاشق زانو من جان آمدہ
سینہ ماہینم ز سوز ہجر تو بریاں شدہ	دیدہ ماہینم ز درویش شق گریان آمدہ
صد ہزاراں ہچو موسے است در گوشت	تبارنی گوشتہ دیدہ از بویان آمدہ
عاشقانت شجرۃ القدر فخری زند	بر سر کوئے مدت پائے کو بان آمدہ

محمد و ماہر کہ خدمت کرداد محمد دم شد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کی چوہوں میں صدر میں علوم دینیہ اور فنون اسلامیہ
 کے تعلیم اور تعلیم کی خدمت اور تمام قومی اور ملکی خدمات پر فوقیت رکھتی ہے اگرچہ
 یہ خدمت ایسی نہیں ہے جو کسی زمانہ میں بے قدری کی نگاہوں سے دیکھے جاتے
 کے قابل رہی ہو۔ لیکن اسلام کے دور اقبال میں اس کے شیوع اور قیام کے بکثرت
 اسباب قومی موجود تھے۔ اور عائد انسان کے قیوب خود بہ خود نکلے کیونکہ
 یہی علوم و فنون علاوہ دینی و بہت کے دنیاوی اعزاز کا ہی سبب ہوتے تھے۔

اور سداغ و صلاح سداغ کے ساتھ ہی ساتھ معاش کی بھی درستی اور پروہدی کا ذریعہ بنتی ہے
 ایک رستہ دنیا بیکہ دستہ دین کا لطف تھا۔ سلاطین اور اکیں انجود سب ہی قدر شہسی
 کرنے تھے۔ اور علمائے دین کی واجبی عزت اور احترام اور ان کے گرسن جیست الحیثیت ضرور
 کا داس و باران سے لیا رکھتے تھے۔ اس کے سوا اکثریت جزو سانی خیالات کے تحقیقات
 علمی کے لباس میں ایسی عام اشاعت بھی نہیں پائی تھی۔ جس کے اسوقت پانی ہے
 لہذا یہ نسبت اس زمانہ کے زمانہ حال میں اسلامی وفد ہی علوم و فنون کے اشاعت
 میں بہت زیادہ کوشش کر چکی حاجت اور ضرورت ہے۔ بلکہ سچ اور بالکل سچ تو
 یہ ہے کہ اسوقت اس بزرگ سان خیالات کے تحقیقات علمی کے پہلو میں اسلامی
 عقاید۔ اسلامی عبادات۔ اسلامی اخلاق۔ اسلامی تمدن۔ اسلامی تاریخ پر اس قدر
 ذہن کے ساتھ عمل کیا ہے۔ اور ایسے ہی بڑے بڑے تیار سے کام لیا ہے۔ جس کے
 مقابلہ کے لئے ایسے ہی بڑے بڑے جمعیت علمی اور اسلحہ بندی درکار ہیں۔ اور وہ جہاد
 اکبر ہے جو اسی زمانہ کے لئے مخصوص تھا۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی باخبر مسلمان
 باوجود اسکاں کے انہیں دینی تمدنی تمدنی حصہ نہ لے۔ اور ان مجاہدین علمی
 کی امداد نہ کرے۔ جو اسوقت سرکف اور دل بدست مخالفین کے مقابلہ میں ڈٹے
 ہوئے ہیں۔ اور زمانہ کے مصائب اور دوست و دشمنوں کے لعن و طعن کو استقلال
 کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں۔ کسی لوم لائم کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ بیشک فصل ہفتی
 اور نو ہفتی سرمدی ان مجاہدین کے شامل حال ہے۔ کیونکہ یہ اس سادت بندہ
 باز و نصیبت یگانہ تخت خدائے بخشندہ اور ان کی یہ کوشش بالکل خالص الہی
 محبت اور پاک نیتی پر مبنی ہیں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت امارت عامۃ الناس
 یہاں تک کہ زمانہ کی آپ و ہوا ان کے ساتھ نہیں ہے اور نہ کسی دنیاوی نفع کی امید
 ان کے دہ نظر ہے۔ انجمن انجانبہ انہیں مجاہدین علمی کے ایک جرار لشکر کا نام ہے۔
 اور اسکے اراکین اور معاونین و حقیقت مجاہدین باطنی ہیں خواہ وہ شہید ہوں یا
 غازی بنیں۔ وہ سعادتمندوں میں سے ایک سعادت لے ہی کر رہیں گے۔ اگر اپنی زندگی

میں وہ پوسے پوسے کا مہار ہوئے۔ تو لکھنؤ والی القلمی کے نقارے بجائے
اور غزا کا ثواب عظیم علیحدہ پار چلے۔ اور اگر کامیابی سے پہلے جنت کو بھارت
تو شہادت کبریٰ پائی گئی۔ اور نجات دہی کی مہر سندیہ شہنشاہ مطلق کے
در بدر میں جائینگے۔ پھر حال اذن کا مطلب حاصل ہے۔ کہ گرتا بہ بدرست رہے
نہ ہمارا دست در طلب مردوں نہ ہمارا یہ سوں کی جماعت میں شامل ہونا ہمارے
لئے جو نکرنازیبا ہو سکتا ہے۔ تیوں ہی ہن کہ اس انجن کے معبود اور مرنے والی
ہے نے میں تو کس نے ہمارا اور باخبر کچے سے۔ کہ کو کوئی تردد اور کلام نہیں۔ بلکہ
سوال یہ ہے۔ کہ پھر کیا ہوگا۔ کہ لا سکی پوری برائی و نسا الخوانہ ہو جائے۔
اور ہمارا جو وہ ہمارا اسکے۔ اور و شش کے وہ۔ یعنی کامیابی نہیں حاصل نہیں۔ جو
ہر کار پر ہم پہنچا لیں۔ کہ کافی سرمایہ کامیاب ہو جائے جو ہر حال دست سوال پہنچا
سے ادھر سے مستثنیٰ کر دے۔ اور اہم کام کا زندگی اور زمانہ سے پتہ چلے۔ اسکا
جواب میرے پاس خراش کے کچھ نہیں ہے کہ ہمارے تھوڑے اعمال۔ کہ ہمارے انوشا
کو بند کر دیا ہے۔ اور ہمارے دلوں میں اسلامی ثابت اور نصرت کا۔ (میکل عالمی)
ہیں رکھا۔ اسنے کچھ دشوار نہ تھا۔ ایک ایک پیسہ بھی تمام افراد کو ملے ضروری
دینی خدمت کے لئے خداوند کریم کو ترغیب دے دیتے۔ کہ ایک نیم الف اسلاف و تبار
اد کے بیت المال میں جمع ہو جاتا۔ اگر میرا یہ قیاس غلط ہے اور خدا کے غلطی ہو
تو آپ حضرت خدا کا نام نیکر کبڑے ہو جائیں۔ کہ وقت تک دم نہیں چٹک
کافی مطلوبہ سرمایہ نہ جمع ہو جائے۔ جو نیکو میرے نزدیک ہوگا۔ کہ اسے سب سے زیادہ
ضروری مستقل سرمایہ ہے۔ مہاجر اسے بگڑا کر دے اور یہ ہوگا اس کی خدمت
میں پیش کرنا ہوں۔ حضرت یہ ایسی دینی خدمت ہے۔ ہر علم و ادب کے لئے
رکھنی ہے۔ آپ ہی دیکھئے اس کی ہی ہے۔ چہرے سے دیکر علم کی خدمت ہوگی۔
کثیر المنفعت سودا ہے۔ ہر علم ہی کون علم! وہ علم! جو خدا شناسی سکھاتا اور
اپنے مولا کی راہ دکھاتا ہے۔ اسے بلا درازان اسلام:

رباعی

دردِ راهِ طب قدم ز سر پاید کرد | قوتِ دل و جان خون جگر باید کرد
اندیشہ ازین عالم فانی سہل است | اندیشہ ز عالم دگر باید کرد

دنیا کے سعادت تو چلتے ہی رہتے ہیں۔ تیرا ہر جذبات اور خواہشات دنیا کے جانب ہم سب کو نہایت زور و قوت سے کھینچ رہی ہیں ذرا عقلی کا یہی خیال رہے۔

رباعی

بسا ز کار کہ یاران و دوستان رفتند | نہال زار کہ نشان و خسروان رفتند
ز ملک و مال نہ روند و بیع سوئے لحد | چنانکہ آمدہ بودند آن چنان رفتند

جب انجام کار یہی ہے۔ تو پہلی ہی سے کیوں نہ سمجھ بوجہ کر کام کیجئے۔ کیونکہ مثال اندیشی بنی نوع انسان کے لئے مخصوص ہے دفع الوقتی تو جانور بھی کر لیتے ہیں۔ ع
مرد آخر میں مبارک بندہ الیت ما اب میں اس مختصر عریضہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں
اور اپنے بھائیوں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس گستاخانہ عرض کو معاف
فرما کر بآواز بلند آمین کہیں گے۔

رباعی

یارب دل مارا تو بر حمت جان وہ | دردِ ہمہ را بجا برسی در مان وہ
ایں بندہ چہ داند کہ چہ سے باید داد | دانندہ توئی آن چہ خواہی فل وہ

نقطہ

نظم من نتائج طبع جناب منشی کریم الدین صاحب کاظم مدرس فارسی

لے۔ ایلح او۔ امی مائی سکول ٹیالہ ضلع گورداسپور

رباعیات

”امدادِ یتیمان“

یارب نوکرم کر کہ گنگا رجوں میں | عاصی و خطاکار و سب سے کارہل میں

جنت کی نشانہ بہنم کا خوف
جب دانت نہ تھے دودھ پدایا تو نے
جب ہاتھ نہ تھے اودھ پاؤں چلتے
بن تیرے کوئی اپنا تو غمخوار نہیں
جو دین کی زینت ہو وہ دنیا سے تو

ہر دم تیری نیت کا حبیب
جب دانت دئے کھانا کھایا تو نے
یہ تجھ سے تھو لوں ۴۴ جھالایا تو نے
حامی و معین یار و مددگار نہیں
ہم عجب و غرور کے طلبگار نہیں

بند اول

المدد در محبت میں تیرا دیوانہ ہوں
تجھ زینت ہے مری اور مجھ رونق تیری
آرزو میں ساری اپنی وقف پامالی ہوئی
خاک ذلت میں چلا ہوں شے جان جہاں
پتہ جہالتی مطرح یہ سوزنیاں کی جلیں
ہو گئی مسمومہ اُمال سب تاراج یا س
داستان درد دل کہنے کی حاجت ہی نہیں

تو گلِ حسن میرا میں بیلِ مستان
غازہ کھاؤں ہے تو میں عارضِ جان نہ پل
بانع دنیا میں بزرگ سترہ بیگانہ ہوں
مراوا میں میں سراپا نازِ مستو قانہ ہوں
رات بھر روتی ہے جس کو شمع و پروانہ ہوں
میں گلستانِ جہاں میں رشکِ صد دینہ ہوں
سرتسلے پاؤں ملکِ حسرت میرا افسانہ ہوں

کس لئے غم کی مصداقِ فنا تیرے ہوں میں
وہ سوالی ہوں کہ تفسیرِ فنا تیرے ہوں میں

بند دوم

آج ہم یاں درد دل کا بجا کہنے کو ہیں
طاقت و ہوش و خرد کو ہم پتہ مار چنے
دشمنان پر جفا کی ہم شکایت کیا کریں
نالہ و گریہ و شیوان اپنے نہاں میں پیٹ
بیکسوں اور کسوں کا کوئی پراساں ہی نہیں
کاش سائلِ شہیوں کی ہیں آنکھیں بنگلی
اسے یتیم مکی و مدنی - خدا را اک نظر

اس بھری محفل میں اپنا مدعا کہنے کو ہیں
اے دلِ گمشدہ تیرا مرثیہ کہنے کو ہیں
دوستانِ بے وفا ہم کہنے کو ہیں
تجھ کو بھی سنبھ زنی ہم مر حب کہنے کو ہیں
اہلِ دل میں نام و اہلِ سخن کہنے کو ہیں
دیکھو یہ سب سخی اب انگو کیا کہنے کو ہیں
تیری روحِ پاک پر صلے ملے کہنے کو ہیں

رحم کے قابل ہوا ہم بیکسوں کا حال زار
کس مہر سی کی ہیں نذر میں پڑھ رہے یتیم
یار رسول اللہ انکو ہے نہیں کچھ پاس دین
تو نے ہے دیکھی ہوئی دان غیبی کی جلن

درد دل تجھ سے شبہ ہر دوسرا کہنے کو ہیں
ہم گلہ اس بے رواجی کا فنا کہنے کو ہیں
یہ مسلمان سب کے سب نام خدا کہنے کو ہیں
اسلئے ہم فقہ اپنے سوز کا کہنے کو ہیں

کچھ دنوں تک گر رہی یہ حالتِ اسلا میاں
رنگ لائینگی عجب کچھ دیکھنا نا کامیاں

بند سوم

بے اثر ہیں شور و غل آہ و فغان کہنہ کو ہیں
گر نہ سیکھی تو مے نے ہی کو کہنی فر بادوار
تخل میں سب سو کہنے کو لٹ گئے گل برگ بار
ہاں مدد نہ رہیاں - ہر دلع میں من جوشن
چرخ بکھر رہا کو ہیں تہہ بہہ با چشم تر
گر نہ لی ان مفلسوں اور ناتوانوں کی خبر
جھانکتے ہیں دائیں بائیں لڑ لے دیوانہ و آ

دل نہ گر مائے کبھی آتش بیا کہنے کو ہیں
حسرو ملک سخن شیریں زبان کہنے کو ہیں
ہیں یہ مالی نام کے اور باعناں کہنے کو ہیں
کچھ زباں ہے اب یتیم و ناتواں کہنے کو ہیں
کچھ تجھے بھی گردشِ دونہاں کہنے کو ہیں
سب غنی اور صاحبِ تابے تو ان کہنے کو ہیں
کون پوچھے آپ کیا تھے میاں کہنے کو ہیں

گر رگلی کچھ کدورت ہاں مزاج پاک میں
ہیں یہ سولی بیگیاں مل جائیں گے سب خاک میں

بند چہارم

بے قرار سی اضطرابی اسے دلِ ناشاد کیا
لکھ دیا کلکِ ازل بے وجہ ہیں محرمِ عشق
کیا تپتے ہی رہینگے یہ یتیم و ناتواں
دستگیری کا صلہ خلی ہے فردوسِ بریا
چلے ہیں خاک میں کیا صاحبِ جلال
گر نہ حاصل کی تھامل سب لٹکا و بال

جب مقتدر ہے یہ اپنا نالہ و فریاد کیا
آہ و زاری کیلئے اور شکوہ بیداد کیا
رحم کی یینگے نہ کچھ بھی صاحبِ اولاد کیا
وہ رینگے صاحبوں خانہاں برباد کیا
ملکِ مہم جو لو سرکش و آزاد کیا
عادی فرود کیا فرعون ذی لاد کیا

مال دنیا کی سُنادی چنے یہ سچی مثال
اپنے بچوں کے ہو خواہاں رات دن کوشش
کہ کھلاتے ہاتے ہو اور گھلوٹے لاتے ہو
گر زدی تنے جگہ تو یہ بچا رہے لیکن
جو بھاتے آنکھوں پر ہیں دلیں تھے میں جگہ
اب مدد کا وقت ہے گر کرنی ہے جلدی کرو
خدمتِ تومی سے بڑھ کر کوئی خدمت نہیں
پاس دیں کہ دلیں کچھ تو لاکے رکھ دینے
بہتری ہر شہر کی تعلیم قرآن پر ہے محض

منتظر ہوں آپکا فرماتے ہیں ارشاد کیا
ہیں یہ صبر اس خستہ دل مخوم اور ناشاد کیا
بھونکراتی کہی ان کی بھی دل ہیں یاد کیا
گر ندینگے گھر مشن کا با کے پھر آباد کیا
کرتے ہیں پابندیاں اور کھتے ہیں آباد کیا
کا گر ہوگی نہ جب پھر ہوگی وہ آباد کیا
جب لاوہ کر لیا تو وعدہ وسیع آباد کیا
ہو نری جو ناہ واہ شعروں کی ہواہ داد کیا
قرطبہ کی مصر کی غناطہ و بغداد کیا

کون سے ہیں وہ قواعد جو کہ قرآن میں نہیں
کونسا ہے بھول جو اس بات سے نشان نہیں

بند پنجم

یا الہی گرم گریہ آج کیوں ہے چشمِ نر
خوار و خستہ دیکھ کر کے حالتِ اسلامیہ
محو ایسے کر دئے ہیں دل سے کل احکامِ دین
آخرتِ فتناسِ جن کی شان میں نذران
جیغ ہے اس قوم پر گر قعرِ ذلت میں گرے
لوٹ کر تیرے خزانے ننگے مفلسِ غنیم
چہرہ اسلام ہے بیشک منور آفتاب
خاک میں چکوتا دیں یہ قرۃ بندیاں

رہ گیا کیوں دل یہ میرا آہِ غمِ طبعی کیونکر
مکڑے نارت دل ہے ہوتا چاک تو بہت جگر
نام کو جی بنے ہیں کچھ حق و باطل کی خبر
ہیں کہاں اب وہ مسلمان اور وہ امتِ محمدیہ
رہنا جسکا ہو قرآن جس کی سنت راہِ سیر
ناگتی چرتی ہے بھیک لے تو ماب تو دربار
گہن اس کے واسطے ہے ذاتِ اپنی سرسیر
گر پڑینگے ہو کے بے پروا گیا جب حالِ مند

ایک اللہ ایک قرآن ایک نبی احکام ایک
تفرقوں سے ننگے ہم مجمع بدنام ایک

بند ششم

ہاں تسایل چھوڑ دو اسے دوستانہ نہ تھا
 ہو گئی کا فورتاریکی اُجالا ہو گیا
 مصفیرانِ حین کی نعمہ سنجی اور ہے
 گردشِ گردون گردان کے زلالے طوریں
 انجمن قائم ہے یہ تعلیم قرآن کے لئے
 پرنسپل پڑیں علم قرآن نے جو عملی صورتیں
 تربیت دوسکیوں کو لوتیموں کی خبر
 انجمن کی گر کر دگے تم مدد دل کھو لکر

خوابِ غفلت سے اُٹھو اور دوسرے سستی اُٹار
 اب زمانہ اور ہے کچھ اور میں لیلِ منار
 باغِ دنیا پر آئی کچھ انوکھی سی ہمار
 زلال دنیا نے نکالا ہے عجب اپنا بھار
 رونقِ دینِ مبین کا ہے اسی پر انحصار
 اور بھی ہو جائیں گے ہم دیکھ لینا خستہ خواب
 پرورش کر کے ہر اک کی اپنی بگڑی لوسوا
 حامی دیا و تمہارا ہو گا وہ پروردگار

حامی دینِ مبین ہے انجمنِ نعمانیہ
 رونقِ شرحِ مبین ہے انجمنِ نعمانیہ

بند ہفتم

ہے دعا شام و صبح وہ خدائے ذوالجلل
 دن بدن بڑھتا ہے تیری جماعت کا لشکر
 ہے فلاح دو جہاں بیشک یہ اک تیرا وجود
 نیک ہے نیت اگر ڈنکا تیرا بج جائیگا
 صرف باتوں سے ہی کیونکر اٹھ سکے بغیر وہ
 اعتقادِ حبیبہ و محفل سے حاصل کچھ نہیں
 دل گرے لگے کر تو انگر کام سب بن جائیگا
 وقت روئے پیٹے کا اب نہیں دوستو
 رشکِ شمع طور ہے یہ شعلہ دافعِ جگر
 اے کہ داری نورِ بازو نیز تہستی شہسوار

کا سیلابی دے ارادوں میں ترسے انجمن
 پھولتا پھلتا رہے تیری امیدوں کا جمن
 یاور کھیرا بھی اک یہ تلخ اور شیرین سخن
 شرق کے غرت تک اُڑے لیکر تادکن
 گنبدِ گردوں سے چاہے جو کہ ہونا ہم سخن
 جلوہ گر جب تک ہو دے وہ سراپا سیمتیں
 ورنہ خالی روئے پر تو غیر سوں کے خندہ زین
 کٹ نہیں سکتی کبھی بن نا دریاہ منزلِ سخن
 بٹل پروانہ اگر ہو دل میں الفت کی طین
 چوں بیدار آمدی چو گانِ برگوئی بزن

ضبط آہ و گریہ کن لے کاظمِ حستہ جگر
 زینِ طہیدن باچہ حاصل در دل داری لہر

تلم من سنان طبع جناب منشی غلام حسن ضا شیدا

زینت اور نگ فطرت شب کو تہا شاہ خاں
 فکر بر باد دہی دیں میں کس قدر تہذیب
 طاق ابروی صنم کی یاد سے تھی اگلی
 فکر یہ تھی کیوں توفیق سے تنزاج ہیں
 نعرہ اللہ اکبر ہے اذان میں بر نہیں
 ڈالتے ہیں سرخاڑیں روزہ بخشا نیکی میں
 دین آساں بھی ہو تو شکل ہے دنیا سہل تر
 کل کہلیکا حال اس نقصان کا تب یکتا
 ماں سے لا دینی اخوت آج کیوں ہم نہیں
 وہ جو امر دی اسلامی کہاں ضائع ہوئی
 لے دیر ہی کس نے بود پین سے بد لائی تجھے
 اے تعلم علم دیں لوٹا تجھے کس نے بتا
 بے خبر دار القیسی سے ہیں فیاضان قوم
 نالہ نلکا یہ شیوہ ہے کہ خوش ہو دیکھ کر
 اس شقاوت کی کوئی حد کہ خود تو سیریں
 ان کے بچے رات دن زربفت کا پند لباس
 اجمن یہ اونچہ مثل ابر کرتی ہے کرم
 فکر کچھ تو تازگی کا ان کی تسکو جا ہے
 دیکھنا یہ پود پل کر لا رہیں گے پوس پل
 یہ خدا کی فوج ہے پس پانہ ہونے دو اسے

کشور بین خدا کی تہا ہی کا ملال
 دل میرا تہیج کی منگے کی صورت تہا نہاں
 زاہد شب زندہ در کعبہ تہا میرا خیال
 رخ تہا یوں بد رکھ مل ہو گیا گھٹا کر مال
 غم قدر قدامت میں ہم ثابت قدم بالا خصال
 بے وضو تر کھا زہا ہشتے بیچ قیل و قال
 جو شہ ہے آسان ہو کہ صداقت ہر حال
 آج گوبلین ہی میرے زندہ دل کا کمال
 غیرت رستم تھی جسکے بل یہ ایک ایک پیراں
 ہوسدینے خواہش کے لئے تھی ڈال
 ات نہ مندی دبا کس نے ترا بہ کس نکال
 حضرت نمان کے نہ سے خانہ میں بکٹی ہواں
 یہ تغافل گرچہ اونکی نعمتوں کا ہوز داں
 خاک پر لوٹے اگر کوئی تنیم اور نوچے بال
 بچے بے ماں باپ کے ہو گئے پیار ہوں ٹڈاں
 ٹاٹکے کرتوں کا بھی ملتا رہے اونکو مثال
 باعناں کی تیاری سے لگ جہنم ناں
 سو کہہ کر سنا نہ ہو جائیں رگ گل کی مثل
 نخی بت کے رزم کاٹ دو گے چند سال
 سکے برختے ہی گویا دمبدم قومی زوال

انجن کچکول ہے الٹا یہ میں صوت سوال
ڈالٹی کچکول میں حصہ کا الٹی جو ہے مال
اور میں اس لوق کے بیونداہل حال قال
سچ کہتا ہے یہ کسی نے ہر کما لے کا نول

عالمان میں سائل ہیں انہیں کے واسطے
جو انہیں دیگا مسلمان تو خدا دیگا اُسے
تاجدین میں تاج لائے کے اوسیتی انہی لوق
آج رشید ہے یہاں اور حضرت ناظم نہیں

دلو غیروں کے بڑھانا کوئی ہے سیکھ جا
تاک کر کرنا نشانہ کوئی ہے سیکھ جا
میر پر کاٹوں سے کہنا کوئی ہے سیکھ جا
ہوک شاک بلبلانا کوئی ہے سیکھ جا
منفسی کو سرچڑھانا کوئی ہے سیکھ جا
نئے کا پینا اور پلانا کوئی ہے سیکھ جا
آپ سے آپ عیش اور نا کوئی ہے سیکھ جا
دھڑلہ پر دم چرانا کوئی ہے سیکھ جا
منفسی کا ٹرمانا کوئی ہے سیکھ جا
خالی ہاتھوں میں یہ آنا کوئی ہے سیکھ جا
جھوٹی قسمیں مفت کہنا کوئی ہے سیکھ جا
راز دل اپنانا کوئی ہے سیکھ جا
ہر کسی کا دل کہنا کوئی ہے سیکھ جا
دل سے رشید کو بلانا کوئی ہے سیکھ جا

ایضاً

حوصلہ اپنا گھٹانا کوئی ہے سیکھ جا
ہنی اور ممنوع کے تیروں سے اس اسلام کو
ہاتھ سے کہے روا اور ہے زمیں پر کھیت
تھے گرو میں جتنے پیسے الٹی تو پالی اثر
ہاں گرنا عیش میں آسودگی کے بار کو
افتخار قوم میں اور فاندانی بھی رہے
قومی ہمدردی سے نفرت اور سکھ گئے
رکھ توہ گروئی تماشا دیکھتے جائیں گے ہم
نہ چنے اور گانے والوں سے یہ جا کر اب کہو
ساتھ لائے ہو گئے کچھ تو آپ دینے کو یہاں
لے کے بھی کچھ سچ کا کہنا ہے تو اتنا نہیں
غیر کی نہیں یہ چڑھ کر جھٹ او گدیتے ہیں
ہم میں پائے خان نہویوں نیک عادت ہوتے
یہ مقوار حضرت ناظم کا خوش آیا ہمیں

کیونکر کہوں دل کی بے خبری نے مار
کیونکر کہوں آہ کی بے اثری نے مار
سچ کہندوں میں رشید مجھے اُس نے
ناظم کی مجھے بے خبری نے مار

۱۱

تظم من نتائج طبع خاشیہ شیخ عبد الرحیم ضاربہا بطل کرانوی فیروز پوری
 تلمیذ حضرت ارشد مرحوم گورگانی دہلوی

”ہشت بہشت“

یارب ہے بقا تجھ کو ہر اک فانی ہے
 یہ سارا جہاں تیرا ہی پستلی گہر ہے
 انسان کی ہستی کا تو ہی بانی ہے
 جو تیرا تماشا ہے وہ لائانی ہے

دلہ

یارب نہ تیرا بھید کسی نے پایا
 طالب ہیں تیرے دیر و حرم میں لاکھوں
 قرآن میں دینی انفس کو ہے آیا
 انکھوں میں ترانوں سے سر پر پایا

دلہ

یارب تو نہاں پردوں کے اندر کیوں ہے
 جلوے کا ترے نور ہے بکریں گئی ہیں
 توحید کے قطرے ہیں ہمنہ کیوں ہے
 یہ شمع ترے حق کی گھر گھر کیوں ہے

دلہ

گو خاک سے ہی حضرت آدم کی شرت
 سجدہ میں ملی منزل مقصود ہمیں
 رہنے کو ملے نور ہے ہشت بہشت
 رستے میں نظر آئے حرم اور کشت

بہشت اول

محمد کے موتی ہیں ملتے احمدی بازار سے
 دیکھنا حسن ازل کی پردہ کن میں چمک
 کیوں اے منصور تو نے کاٹنی اپنی زبان
 سب کے ڈلا ہے گلے میں رشتہ کبیل نورید
 پوچھ لو قیمت کوئی بڑھکر مری سرکار سے
 سیکڑوں لہلہ ہوئے اس تیغ جو ہر دار سے
 کیا نہیں تہ خون تجھ کو سید الاہرام سے
 سخن اقرب کی صدا نکلی ہے جان کا مار سے
 کشتی امت کی لنگی پار استغفار سے
 بندہ گئے عالم میں سب اس لاکڑ مار سے
 بار عصیاں لیکے پیچھے ہیں لیا حل پہ ہم
 گل موہن نگوہ کا پاک رشتہ مل گیا

پیشہ میں کیلئے ہر روز روزِ عید ہو
گنت گنت محفیات کے سیکڑوں میں رازِ دام
نقطہ وحدت نے بڑھکر لامکاں بھی گم کیا
دیکھ لو دیر و حرم میں شمع وحدت ایک

ہو اگر کچھ آشکارا پردہ اسرار سے
حق میں لاخوف علیہم لکھتے ستارے
لے لیہے پتہ ہر خیر کا اس پر کار سے
بحرِ جہاں اک نور کی آتی درودِ بوار سے

ظہور پر جو روشنی تھی بند ہے قرآن میں

ریحِ لویہ وادیِ امین دلِ انسان میں

بہشت دوم

بحر وحدت کا یہ لاشانی گہر قرآن ہے
جس کے دل میں نغمے رابیاں ہیں وہی ہے خوش
تا قیامت یہ دکھا ئیگا حدِ اطاعتِ تقیم
ایک ہی آیت کو ستر سینکڑوں نغمے جانی
جسکی پیشانی چمکتی ہے خدا کے نور سے
یہ کلام حق کا ہے دنیا میں زندہ معجزہ
ایک دیکھنے سے لاکھوں نعمتیں سکھائیں
مفت دولت کے خزانے و زورِ حاکم
عشقِ توحید کو ہے ساتوں نذرین کرشمے
شمعِ بزمِ لامکاں سے چشمِ وحدت کیلئے

قابلِ تعظیم ہے وہ جس کے گھر قرآن ہے
ہے ثمرِ ایمان جسکا وہ شجرِ قرآن ہے
خفہ کی مانند اپنا راہِ قرآن ہے
سنگِ میل پانی ہوئے یہ پیاثرِ قرآن ہے
شوقِ دل سے دروان کا بیشتر قرآن ہے
سب صیغوں کے لئے ہے یہ قرآن ہے
علم کے ہر ایک گھر کا گویا در قرآن ہے
مفسر کے واسطے عالم میں زرِ قرآن ہے
ہے مبارک وہ سفرِ ہمسفر قرآن ہے
آبِ حیات کے لئے ہے یہ راہِ قرآن ہے

دلِ طہر سو گئے ہیں آیتِ طہیر سے

روئے احمد کا تصور کیجئے تو قیر سے

بہشت سوم

نذر ہے یہ نعت و صفِ احمد مختار میں
کتب کا ٹھکانا ہے ابراہیم کے خمدار میں
روئے احمد دیکھ کر لاکھوں ہی مومن ہیں

بیہول لاکھوں بچنے ہیں آگے اس گھڑ میں
حق کا سایہ ہے نظر آتا مری سرکار میں
دارِ کائنات میں شور مچتا دیدار میں

۲۷- سہارہ - سورہ واقعہ کی وہ آیت جو کہ آیت ۹ سے شروع ہو کر گیب میں آیت پر ختم ہوتی ہے جس میں اہل شین وغیرہ کے حالات ہیں۔ یہاں جو ہر کی برابر پڑی ہے۔ (دویم) جو حدیث شریف میں معنی آتے ہیں وہی کرینگے اس لئے کہ قرآن مجید اس پیکر بنی کریم صلی اللہ علیہ پر آتا ہے اور اسکے معنی وہی بخوبی جانتے ہیں۔ صحیح بخاری میں آیا ہے۔ کہ ایک شخص حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں میں سے ایک صحابی وضو کر رہے تھے۔ چونکہ اونکا ٹخنہ سوکھا رہ گیا۔ آپ نے باواز بلند تین دفعہ یہ فرمایا جسکا ترجمہ یہ ہے۔ یعنی عذاب دوزخ ہے سخت اور اس شخص کے واسطے کہ جسکا ٹخنہ سوکھا رہ گیا۔ اور اسی نقص مذکورہ کے سبب یہ سوال پیدا ہوا جو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اَرْجُلُكُمْ كَوْنَ غُلُوبٍ اَمِنْ دَاخِلٍ كَرَدْتِیَا۔ یعنی یہ آیت اسطرح پر ہوتی ہے۔ فَاسْتَسْئِلُوا وَجُوهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرْآقِیِّ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكُحْبَيْنِ ط اسطورح میں کیوں ذکر کیا۔ مجیب کا مل فن اسطور پر یہ جواب کافی تسلی بخش دیکھا۔ کہ یہ قاعدہ تھا کہ آدمی جو وقت وضو کرے اسکے بعد میں جب اختتام وضو کا ہو جائے۔ سو وقت جو پانی بچے وہ سب پانی پاؤں پر گرا دیتے ہیں۔ اسلئے مسح کے ذکر میں آیا ہے کہ پانی اتنا صرف کرو جو کہ مسح کے قریب ہو۔ اسے لئے صرف و نحو کی کم علمی کے سبب بعض نادان لوگوں کا صوفیائے کرام اور اہل طریقہ پر ہمیشہ سے اعتقاد من ہے کہ تم سماع جو سنتے ہو سخت ناجائز ہے اور یہ آیت پڑھ دیتے ہیں۔ وَمَنْ لِيَسْمَعَ ط والحدیث لیضل عن سبیل اللہ۔ حالانکہ اس آیت کا شان نزول یوں ہے کہ جو وقت اہل عرب لہو لعب راگ بگ۔ میں مشغول اور خدا تعالیٰ سے بچہ تھے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ بایں اعتبار اس سے کوئی نیت میں داخل کیا۔ اب کوئی مستند عالم جو کہ صرف و نحو کو بخوبی جانتا ہو۔ یہ کہہ سکے۔ و اگر کوئی کہے گا تو یوں جواب دیکھا کہ لام بہت قسم کا ہوتا ہے اب فیضی جو لام داخل ہے یہ نام (کے) کا ہے۔ اسکا فائدہ یہ ہے کہ یہ لام سبب ہوا کرتا ہے ماقبل کے لئے اب لہو الحدیث کا ثبوت باقی رہا۔ وہ اسطرح پر ہے کہ ہمیشہ ذات الہی

کی طرف راغب ہونے کے لئے سنتے ہیں اور کئی ایسے واقعات ہیں کہ اس حالتِ سماع میں انکے واصل الہی ہو چکے ہیں۔ جیسے کہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا واصل حالتِ سماع میں ہوا۔ جناب کے بدن سے اس حالت میں جو قطرہ خون گرتا۔ وہ نقشِ اللہ کا بن جاتا۔ اور حال ہی میں ایک تازہ مثال یہ موجود ہے کہ جناب مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی کا وصال اجیر شریف کے مبارک عروس کے تقریب پر بحالتِ سماع ہوا۔ اس قانون سے سماع صوفیائے کرام کے لئے ظاہر یا ہر طور پر جائز ہو رہا ہے۔ جس صرف و نحو بخوبی نہ جاننے سے علاوہ ان اعتراضوں کے اور کئے اعتراض ہیں۔ کہ جن سے وہ آدمی اللہ اور اس کے رسول کے مابین مخالفت قائم کر لیا۔ اس لئے تم کو چاہئے۔ کہ تم اپنے بچوں کو سب سے پہلے صرف و نحو کی تعلیم دلو اور خصوصاً علم دین سکھنے اور قرآن مجید اور حدیث پڑھنے پڑھانے کے لئے لادبی اور لازمی ہے کہ سب سے پہلے علم صرف و نحو سکھا جائے تاکہ وہ علم دین میں کامل ہو جائیں۔ اور تمہارے رسول کو ثواب و فیض پہنچتا رہے صرف و نحو کی طرف کم توجہی سے وہ گمراہ ہو جاتا۔ مولانا شیخ محی الدین عربی کے فتوحات میں پڑے ہیں وہ ایسے کہ ایسے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کے لینے والا اور سمجھنے والا کس طرح مستحق نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ صرف و نحو میں مکمل نہ ہو۔ ایک بڑا نقصان اس صرف و نحو کے نہ جاننے سے یہ ہو رہا ہے۔ کہ اپنے اپنے مذاہب علاوہ اسلام کے قائم ہو گئے۔ یعنی قیامت کے مضمون کو حال میں اور حال کے مضمون کو قیامت میں استعمال کر رہے ہیں۔

اس کے برادران اسلام میں تمکو یہ اپنا تجربہ طالب علمی کی ادنیٰ حالت کا بیان کر رہا ہوں تم اپنے بچوں کو تعلیم دینی دلو اور تاکہ وہ اس پودہ اسلام جسکو رسالت تائین اپنے ماتھوں سے لگایا ہے۔ خشک ہو رہا ہے اسکی جڑوں میں پانی نہ گھسیں۔ اور اسکو تازہ و سرسبز بنا دیں۔ دنیا کی مثال قدیمہ۔ ایک زراعت ہے جس میں جو بیج بڑھے ہو۔ وہی تمکو درخت بن کر ملیگا۔ اور یہ جہان خواب کی مانند ہے۔ اصل موطن ہمارا وہی ہے۔

جس میں ہم ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہاں کام کرنے کے لئے آئے ہیں دنیاوی تعلیم کا بعد از تعلیم نبی
 یہ بڑا اثر پیدا ہو گا۔ کہ جو بدعتیں اس دنیاوی تعلیم میں ہونگی ان کا اثر اُن پر نہ پڑے گا۔ ورنہ
 اپنے اس معبود حقیقی کی پرستش کرینگے۔ اور اسی رسول کریم کو مانیں گے۔ ورنہ آج کل کے دنیاوی
 لڑکوں کی طرح اول لباس میں تبدیلی کر کر بعد از اس آہستہ آہستہ مذہب بھی بال دھت
 بقول شخصے۔ نہ اوہر کے رہے نہ اوہر کے رہے۔ اور ہندی کی شہور مثال صادق اشگی
 کوئے نے کبک چال سیکھی وہ بھی نہ آئی اور اپنی چال بھی بھلا دی۔ صاحبان !
 علم دین کی تعلیم پہلے دو۔ تعلیم دنیاوی کا بھی بڑا وقت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔
 الدنیا جیفۃ وطالوا کلاہا۔ اور اے ہونہار طالعہا ! تم بہت محنت اور شوق
 سے علم صرف و نحو کو سیکھو۔ تاکہ تم علم دین جو کہ صرف و نحو کے جانتے ہو تو قوف ہے حال
 کر کے اس دین بے کس اور غریب الوطن کی دستگیری کر کے اسکے سچے حمایتی اور ستون
 بنو۔ جیسے کہ کئی نظیریں سلف صالحین میں موجود ہیں۔ اور دین پر جو نالی مٹا کر رہے
 ہیں ان کے رفع کرنیکی کوشش بہت اور استقلال سے کرو۔ یہ مقولہ شہور ہے۔
 بہت مردان مدد خدا۔ اور علم اس غرض سے پڑھو تاکہ ہم کام دین میں انفسانی خواہش
 کے یا شہرت کے بغیر مدد کر سکو۔ اور اس علم کو راہِ ایزدی میں سرچ کر دو۔ اور مسلمانوں کو
 تعلیم دینی دو۔ علم کے ساتھ ایک بڑی شرط یہ ہے کہ آدمی قوی بہت فراخ دل ہو تاکہ
 مخالفین یا جاہلیں کے سوالات سن کر ان کا کافی جواب دے سکے۔ اور اگر یہ بات
 نہ ہوئی۔ تو پھر اُس تمہاری علم سے کوئی اور فیضیاب نہوگا۔ اس واسطے کہ قتل کی کمی
 ہوئی۔ جس نے مخالف کا ٹنک بیان کیا۔ اور سکو ڈانٹ ٹوٹ دیا۔ اور گال گلوچ
 پراگئے۔ ایسا بالکل نہ ہونا چاہئے۔ اور گفتگو میں بڑے چوٹے کا لحاظ رکھنا چاہئے
 عقلی تحقیقوں سے کب تک کام چلاؤ گے۔ کچھ کر کے دکھاؤ۔ اور جو بوجھے اور سکو
 ایک ایسا وسیع اور آسان طور پر مضمون سمجھا دو کہ اس کا دل اگر تبصر کی طرح بھی ہوتا
 وہ بھی موم کی طرح پگھل جائے اور تمہاری طرف زیادہ راجع ہو جائے۔
 ایک بڑا ذریعہ یہ ہے کہ تم اپنے چال چلن کو درست کرو۔ اور ادب ملحوظ رہو تب

خداوند تعالیٰ تہران ہوتا ہے اوسکو بے ادب بنا دیتا ہے۔ سچ بے ادب محروم ماند از
 لطف حق نا (دیگر) ادب تاجیست از لطف الہی مانہ نہ بر سر بر و ہر جا کہ خواہی مانہ بزرگوں
 ادب اور اپنے اوستاد ادب زیادہ تر ملحوظ ہو۔ اور اپنے ماں باپ کی تعظیم اخلاق محمدی
 مکمل۔ صبر آداب۔ یہ سب تجھے علم دین ہی کتابوں سے مل جائینگے۔ اور تم صرف ادب کو
 پیچھا کرنا پڑے مگر مت چھوڑ دو۔ بلکہ کچھ عمل ہی کر کے دکھلاؤ۔ ادب ایک بڑی عجیب اور
 وسیع چیز ہے۔ سلف صالحین و متوخرین مثلاً حالات بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ
 و حالات حضرت محبوب الہی صاحب و حالات جناب مولانا بدر الدین اسحاق رحمہما۔
 اور ان سے عبرت پکڑ کر ان کے قدم بقدم روان ہو جاؤ۔ تاکہ اخیر میں تمہیں ویسی ہی
 سعادت مندی حاصل ہو۔ اور علم مکمل حاصل کرو۔ نہ چند ہول بھلیاں اور جیتن کے
 قسم کے سوالات جس سے صرف دوسرے آدمی کی تقریریں بند کر کے اُسپر تمسخر اُڑانا
 مقصود ہو۔ اگر تم نے ان سوالات کو کسی مولوی صاحب کے برجمع حاضرین پوچھا تو ان کو
 نہ آیا اس لحاظ سے کہ تم ایک سحرے کے سحرے رہے اور وہ عالم کے عالم ہی رہینگے۔
 اور ان کو لوگ ویسا ہی جانینگے جیسا کہ پہلے جانتے تھے۔ ویسے سوالات سے کچھ نہیں
 بن سکتا۔ تم ایک علم ایسا پیدا کرو کہ تمہارے اندر علم کا سمندر جوش زن ہو۔ علم جو وقت
 تم پر چھو اور تم کو آجائے تو تم اُسپر غرہ نہو۔ اسلئے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور امام
 سراج الملتہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو طالب علم بتلاتے تھے حال ہی
 میں ایک نظریے مثل موجود ہے۔ ہمارے حضرت قبلہ جناب پیر صاحب کو لڑوسی جو کہ
 اظہر من الشمس ہیں۔ باوجود کل ہندوستان و پنجاب میں ایک عظیم الشان اور بابا
 عالم ہونیکے علاوہ ایک کامل اکمل فقیہ اور سچے صوفیائے کرام میں سے ہیں ان سے
 اگر کچھ پوچھا جائے تو وہ یہ فرمایا کرتے ہیں کہ میں ایک طالب علم و شہواری ہوں مجھے
 کہاں آتا ہے۔ ایسا ہی چاہئے۔ کہ عہد شاخ پرمیوہ سر بر زمیں۔ غرور اور تکبر
 شیطان پیچھے علم شیطان کے ساتھ لڑائی کا ہتھیار ہے نہ کہ اسکے اوصاف سیکھنے
 کے لئے۔ اس لئے کہ علم کے نہ حاصل کرنے سے پہلے تمہیں وہی اوصاف تھے اور اگر

علم پڑھ کر بھی وہی اوصاف رہے تو اس شعر سے یہ بات کم ہوگی سے خریشے اگر مکر وہ
 باز آید نہوز خرباشد، علم ایک نور ہے وہ تو شیطانی باتوں کو زایل کر نوا لے۔ جیسا
 غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ اُن پر حالت سُکر کی بہت ماکرتی تھی اور آپ
 اکثر جنگلیوں میں بیٹ بیٹ دن بغیر آب و دانہ پڑے رہتے تھے۔ ایک دن آپ ہوش
 میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نور آیا ہے آپ نے نور اکمل شریف پڑھ دیا۔ وہ نور
 سیاہی سے بدل گیا۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ عبد القادر اگر علم نہ جانتا
 ہوتا۔ تو اسی طرح جیسے کہ اس مقام کے لوگ لغزش کھا کر مجدہ میں گر گئے۔ اور دھما
 اندوی سے رُک گئے۔ اُسی طرح میں بھی لغزش کھا جاتا۔ دیکھئے کہ علم کیسا بڑا نور ہے اگر
 ہر ایک مومن کے دل میں علمی نور ایسا قدرے قدرے ہو۔ تو اندک اندک شودیم بسیدہ
 یہ تمام جہان نور ہی نور ہو جائیگا۔ اے حاضرین حلسہ اور اے میرے پیارے بھائی
 طالب علمو تمہارا بہت سادقت مینے ضائع کیا معاف فرمادیں۔ اور اے مسلمانوں تم
 اس انجمن نغمانیہ لاہور کی خدمت قلمی۔ درمی۔ سخنیں سب طرح کرو۔ کہ اس نے اسلام
 کی اشاعت کا ذمہ اٹھایا ہے اور بچوں کو اس میں داخل کرو تاکہ وہ علم دین سے
 پورے ماہر ہو جائیں + نقط

خط معہ تقریر منجانب جناب حاجی محمد امین مندر صاحبان متولی
 مدرسہ محمدیہ حنفیہ جنرل مرچنٹ مہاراجہ ملک فرقیہ

زبدۃ الخواص والعوامۃ العالم العلماۃ الحبر السحر القیامۃ۔ فی فضل حبیل مقرر بعدیل تابع
 رسول امجد جناب مولانا مولوی تاج الدین احمد
 والعالم البارع الیلمعی اللوذعی الفاضل والملاذ الکامل۔ النخیر بے نظیر آیات اللہ جناب
 مفتی سلیم اللہ خان صاحبان سلمہما الرحمان الی یوم لقاء الختان۔

بعد حمد و ثنا اوس رب العالی اور پچھے درود بھیجے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وپس از
 سلام علیکم و مطلوب خیریت جانبین بجانب عاصی حاجی محمد متولی مدرسہ محمد خفیفہ مسجد
 جامع مہتابہ مشرقی افریقہ نخدمت گرامی سامی النکہ۔ رسالہ ماہوار اور متعدد اشتہارات
 اور کتبہ دعوت شمول جلسہ انجمن نجانہ لاہور ملا۔ یہ عاجز اس اعزاز بخشی کا از حد مشکور و
 ممنون ہوا۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس نوازش و سرفراز فرمایا اجر جمیل و ثواب جزیل عطا فرمادے
 اور آپ کو آگے ارادوں اور مقاصد تک پہنچا دے۔ اور آپ کی اس سعی تبلیغ لوجہ اللہ
 کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنا دے اور روز افزون روبرقی دکھا دے۔ الحمد للہ کہ
 مسلمانان اخلاف کی یہی توجہ اپنے سچے دین اور مذہب حق کی طرف مائل و راغب ہوئی
 یہ سب تائید غیبی اور افضال الہی دی ہے۔ جس نے مدتوں کے خوابیدوں کو جگایا۔ اور
 گم کردہ راہ ہدایت کے لئے اونکو حامی بنایا۔ اور کوچہ گردان بادیہ ضلالت کے واسطے
 جمع رہنمائی جلائی۔ متلاشیانِ راہ حق کو صراط مستقیم دکھایا۔ جس سے اونکو ناریحیم
 و عذاب الیم سے بچایا۔ بنا بریں آپ کو یہ جلسہ اور سرگرمی مبارک ہو۔ اس عاصی کا اور پکا
 ہر وقت باور و ناصر اللہ تبارک ہو۔ پس اس مایہ ناز و نیاز شمولیت مجلس نجانہ رحمانہ
 کو روح و روان نے بہت چاہا۔ اور امام ہمام کشف النعمہ سلج الامہ ابو خیفہ رح کی محفل
 نزول رحمت و برکت کے مشاہدہ کے لئے دل مثل سیلاب متیاب رہا۔ مگر بواعث چندیں
 وجوہ شرفیابی جلسہ سے قاصر و غیر حاضر ہونا پڑا۔ انشاء اللہ العزیز تقیہ حیات آئندہ سال
 موقع جلسہ پر حصول زیارت و باریابی سے فخر و ارین و سعادت کو نین حاصل کیا جائیگی۔
 فے الحال جلسہ گاہ میں اس عاصی اور جمیع مسلمین اور مدرسہ محمدیہ خفیفہ مہتابہ کیلئے
 دعائے خیر کیا دے اور ممنون ذیل عربی کو جلسہ میں پڑھ کر سنا دیا جا دے۔ اور جو
 قلیل ندرت خدمت عالی میں ارسال کیا ہے قریب ہے کہ ملا ہوگا۔ قبول فرما کر دو کلمہ
 خیر جواب سے مرہون منت بناویں۔ اور عریفہ ہذا اور ممنون ذیل عربی کو رسالہ میں تحریر
 فرماویں۔ تو بہتر ورنہ جو عرضی مبارک ہو عمل میں لاویں۔ اور مصلحتات مرسلہ کا جوابات
 جلد لکھاویں۔ اور ماہوار رسالہ ہمیشہ دو عدد بھیجاویں۔ اور قمر الدین احمد خفیفی لاہوری

حقیقین (جو واسطہ اس ملاقات کا ہے) دعائے خیر کے بعد عنانِ شہدِ یز قلم کی کبھی تو اس طرف ہی منعطف فرماویں۔ اور تحریرِ بنیاد میں اگر کہیں خلطی پاویں تو اس سے دامنِ اصلاح سے چھپاویں۔ عامہ خلالتوں سے شرمندہ نکرادیں اور نہ مورد الزام بنادیں۔ زیادہ خیریت والسلام۔

”تعلیم المتعلم“

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي علم الانسان ما لم يعلم - وختمه باكمال الدين
ففضل والغم وشرفنا باكمل ما دوا اعظم صلى الله عليه وسلم - اما بعد
اعلم بان طالب العلم لا ينال العلم ولا ينتفع به الا بتعظيم العلم واحله
وتعظيم الاستاذ وتوقيره - قيل ما وصل من وصل الله بالحرمة وما
سقط من سقط الا بتروك الحرمة والتعظيم - وقيل الحرمة خير من
الطاعة - الا يرى ان الانسان لا يكفر بالمعصية وانما يكفر بتروك الحرمة
ومن تعظيم العلم تعظيم المعلم قال علي كرم الله وجهه انا عبد
من علمني حرفا واحدا ان شاء باع وان شاء اعتق وان شاء استرق
وقد التذت في ذلك - رأيت لحق لحق حق المعلم - واوجبه حفظا على
كل مسلم - لقد حق ان يهدي اليه كرامته - لتعليم حرف واحد الف
درهم - فان علمك حرفا مما تحتاج اليه في الدين فهو ابوك في الدين
والشيخ الامام سديد الدين يقول قال مشايخنا من اراد ان يكون
ابنه عالما فينبغي ان يراعى الخصال من الفقهاء ويكرمهم ويعظمهم
ويعطهم شيئا فان لم يكن ابنه عالما يكون حاقدة عالما ومن توقير
المعلم ان لا يمشی امامه ولا يجلس مكانه ولا يبتلي الكلام عنده
الا باذنه ولا يكثر الكلام عنده ولا يسأل شيئا عنده ولا يبري

الوقت ولا يدق الباب بل يصبر حتى يخرج فالحاصل انه يطلب رضا و
 يجتنب سخطه ويمتثل امره في غير معصية الله تعالى ولا طاعة للمخلوق
 في معصية الخالق ومن توقير توقير اولاده ومن يتعلق به وكان شيخ
 الاسلام برهان الدين صاحب الهداية يحكي ان واحداً من كبار اعيانه
 بخارا كان يجلس مجلس الدرس وكان يقوم في خلل الدرس احبائاً
 وسالوه عنه ويقول ان ابن استاذي يلعب مع الصبيان في السكة
 فاذا رايتهم اقوم له تعظيماً لاستاذي والقاضي الامام فخر الدين
 الهرساني كان رئيس الائمة بهرو - وكان السلطان يحترمه
 غاية الاحترام وكان يقول وجدت هذا المنصب بحرمة الاستاذ
 فاني كنت اخدم استاذي الامام ابي يزيد الدبوسي وكنت اخد منه
 واطيعه طعامه ولا اكل منه - والشيخ الامام الاجل شمس الائمة
 العلواني قد كان خرج من بخارا وسكن في بعض القرى اياماً
 بحادثة وقعت وقد زارته تلاميذه لا غير الشيخ الامام القاضي
 ابي بكر الزهرجي فقال له حين لقيه لما ذا لم تزرنني فقال كنت مشغولاً
 بخدمة الوالد قال تزرنني العرولة تذوق رونق الدرس وكان
 كذلك فانه كان ليسكن في الكراوات في القرى ولم ينتظم له الا
 ممن تاذى منه استاذ لا يحرم بركته العلم ولا يتفجع به الا قليلاً
 ان المعلم والطبيب كلاهما لا يصحان اذا هما لم يكما فاصبر لانه
 ان جهون طبيباً واقنع بجهلك جفوت معلماً - وحكى ان الخليفة
 هرون الرشيد بعث ابنه الى اوصمعي ليعلمه العلم والادب
 فراه يوماً يتوضأ ويغسل رجله وابن الخليفة يصب الماء على
 رجله فعاتب الخليفة اوصمعي في ذلك فقال انما بعثته اليك
 لتعلمه وتؤدبه فلما اذا تأمر بان يصب الماء باحدى يديه ويغسل بالآخرى

ومن تعظيم العلم تعظيم الكتاب فينبغي لطالب العلم ان لا يأخذ
الكتاب الا بطهارة. وحكى عن الشيخ الامام شمس الائمة السرخسي
انه كان مبطونا وكان يكره في ليلة فتوضأ في تلك الليلة سبع
عشر مرة لانه كان لا يكره الا بطهارة وهذا من العلم نور والوضوء نور
فيزداد نور العلم به ومن التعظيم الواجب ان لا يتبد الرجل الى
الكتاب ويضع كتب التفسير فوق سائر الكتب تعظيما ولا يضع
على الكتاب شيئا اخر. وينبغي ان لا يكون في الكتاب شيء من
الخبرة فانها صنيع الفلاسفة لا صنيع السلف ومن مشايخنا من
كره استعمال المركب الاحمر ومن التعظيم تعظيم الشراكا ومن يتعلم
منه والتعلق مذموم الا في طلب العلم فانه ينبغي ان يتلق
لا ستاذة وشركاؤه ليستفيد منهم وينبغي لطالب العلم ان لا يقع
العلم والحكمة بالتعظيم والحرمة وان سمع مسألة واحدة
وكلمة واحدة الف مرة قيل من لم يكن تعظيما بعد الف مرة كتفيها
في اول مرة فليس باهل العلم وينبغي لطالب العلم ان لا يختار
نوع علم بنفسه بل يفوض امره الى الاستاذ فان الاستاذ قد
حصل له التجارب في ذلك وعرف ما ينبغي لكل واحد وما يليق
بطبيعته. وكان الشيخ الامام الاجل الاستاذ شيخ الاسلام
برهان الحق والدين رحمه الله تعالى يقول كان طلبة العلم في
الزمان الاول يفوضون امورهم في التعلم الى استاذهم وكانوا
يصلون الى مقصودهم وملاذهم والا ان يختارون بانفسهم
لا يحصل مقصودهم من العلم والفقه. وكان يحكى ان محمد
بن اسمعيل البخاري رحمه الله تعالى كان يدا بكتاب الصلوة على
محمد بن الحسن فقال له اذهب وتعلم علم الحديث لما رأى ان

ذلك العلم الباق بطبعه وطلب علم الحديث فصار فيه مقدماً
 على جميع ائمة الحديث وينبغي لطالب العلم ان لا يجلس قريبا من
 الاستاذ عند السبق بغير ضرورة وان يكون بينه وبين الاستاذ قدما
 القوس فانه اقرب الى التعظيم وينبغي لطالب العلم ان يحتز
 عن الاخلات الذميمة فانها كلبها معنوية وقد قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة او كلب
 وانما يتعلم الانسان بواسطة الملك والاخلات الذميمة تعين
 في كتاب الاخلات وكتابنا هذا لا يبيع بياها خصوصا عن
 التكبر قيل العلم حرب للفتنة الى كالمسيح للمكان العالي وقيل مجد
 لا مجد كل مجد فهل جد بلا جد بمجد - فكم عيد يقوم مقام حرم -
 وكم حرم يقوم مقام عيد - والحمد لله على التمام والصلوة والسلام
 على محمد افضل الوسل الكرام

قصيدة بهار دی و جواهر دی مرسله جناب مولانا مولوی

محمد عبد العالی صاحب مدرسی پروفیسر علی مدر انگریزی ریاست ایف
 مراد آباد

با هزاران حمد و شکر داور دادار باش
 ہم بدرج زبدۂ آل شہ ابرار باش
 منظر اخبار باش و مصدر آثار باش
 جو آفتاب اسرار باش و کاشف آفتاب باش
 ہر یابی نہر با کربابی کار باش

با فراوان نعمت و ذکر احمد مختار باش
 ہم بوصف عمدۂ اصحاب نیکو کار باش
 امن اخبار باش و ملجأ الطہار باش
 باش در ہر جا کہ باشی لیک بے آزار باش
 در سفر یاد و حضر غافل مشو ہشیار باش

تشنه باش و یا گرسنه خفته یا بیدار باش
 یا نسب را افتخار و یا حسب را عار باش
 ایها الساقی ادمکاسا من الخمر الطهور
 عاشقانه شعر باو هم و فیل بیش نیست
 شاعر شعری شعار و ناثر نثره نثار
 تا توانی از عطا و رانت وجه و کرم
 سده افلاس دارند اهل قوم اندر جگر
 درو دل حاصل کن از بهر دلی مردان قوم
 عشق سودا کے سنت خام اندر عشق مزاج
 دور باش از وحشت و بیہوشی عشق و جنون
 تا بکے باشی بہ بند عنبریں ہواں اسیر
 تا بکے در بزم سودا کی زنان سرگشته
 خیر خواہی کن اگر باشی تو خیر اندیش قوم
 زین چہ حاصل قوم خود را خاص باشی غمگسار
 ہر دم دہر تلک و ہر ساعت بہ طفل و شیخ و شاہ
 یاری ہم یاوری را اگر اثر داری بدل
 تازہ کن از آب فیضان کشت زار خلق را
 گر تو مردی مردمی مردانگی داری بدل
 با خلوص و بیہ یکن پاس ہمدردان قوم
 ہرگز از دور زمان و گردش دوران مہر
 با سکوں مے باش و بر حرف تحرک خط بکش

ہر چہ باشی باش لیکن اندکے زردار باش
 نیک یابد باش لیکن قوم را دلدار باش
 وز مئی سرخوش قومی خوش دل بہ نثار باش
 پر خدرا ز قبل و قول اینچنین شعار باش
 کا تب مضمون نگار و فحشی اخبار باش
 مرہم رخم دل قوم جگر افکار باش
 بہر اخراجش سیائے شربت دنیا را باش
 از جنون انگریزی عشق زناں پیرا باش
 عشق بالیخولیا باشد از و نثار باش
 ہوشش نزدیک باش و با خرد و دکا باش
 زین فریبے دام عشق آزاد و دل بردار باش
 در صف رزم جو انہر دال علم بردار باش
 در رہ پند و نصیحت سعدی و عطار باش
 عام بالوع بنی قوم بہ دل غمخوار باش
 ہر و شفقت عز و عظمت خلق دافعت باش
 با مساکین و نیاز مے یا وروہم یار باش
 تشنگان قوم را چون ابر دریا بدر باش
 خادم مردان و غمخواران قوم زار باش
 بہر تحقیق طلای درو دل معیار باش
 قطب آسا پلے بر جام کر آوار باش
 در میان دائرہ چوں نقطہ پر کار باش

لطف ایراد لفظ دنیا را اہل معنی پوشیدہ نیست و خاصیت شربت دنیا در شربت
 الادویہ مخمخ سده جگر مرقوم است فہم

گرتو خواهی قطع غیرت از اعیان و شهود
 قدرت حاصل شود بر کارها از سیم و زر
 از دیانت و زامانت در میان اهل قوم
 گرتو در حکام بالا دست خواهی دسترس
 صید دل کردن چو خواهی از کند و لبری
 عقده لایحل از اسپنج و یکجمله کن
 بچوبوم شوم در ویرانه فال بدمن
 کن عمل بمعنی خذ ما صفادع ما لکذا
 جاکت دیتلون و سپی و کالرو کف ریش
 گرتو بادی مسایل خوانی انگلش را روا
 عفو خواهد کرد عصیان خدایند غفور
 ابرو گوهر درد دله خواهی اگر
 با خوشی دله خاش در دوستان و دشمنان
 حق بگو حق پرستی گریه بردار کشند
 ذکر حق را ظاهر و باطن اگر داری دست
 محسن القومی اگر با قوم احسان کرده باش
 از خلوص دل بیاطن قوم را ممد و شو
 تا کجا در عشق خواهی زد دم از فسق و فجور
 در سرت شوری اگر داری ز درد و سوز دل
 از عمل کردن بر این دو حرف گرد می شقی
 آمد و رفت نفس دال است مردم بر سفر
 گرفتار دین و دنیا خواهی از راه عمل
 باش اند مسجد و یا خانقاه و یا سراپه

چشم عینیت بکن و افطاح اینار باش
 در نه از افلاس و فاقه عا خردن چار باش
 پیش هر کس سرخ و چو لاله و گلزار باش
 بکچر و اسپنج خوان و حاضر در بار باش
 بر سر بالا قدان چو کاکل خمدار باش
 بلکه از داد و دشمن حلال مشکل کار باش
 با چوب بیل نغمه زن بر شاخ استبشار باش
 نه که بالکل بر طریق انگلشی رفتار باش
 گر چه سر پوش از کلاه ترکی دمدار باش
 در نه بے دین گشته مثل دهریه کفار باش
 در حضورش هر زمان با عذر و بے الله باش
 در گلوے قوم چو عقد در شهوار باش
 مثل بیل در گستان مثل گل در خار باش
 مثل منصور امر حق در دوزبان بردار باش
 از زبان با کار باش و از زبان بیایار باش
 خادم القومی اگر با قوم خدمتگار باش
 گو بظاہر در خلایق نیک باید کار باش
 عبرت از خیرت بگیر و ناظر اخبار باش
 جویش حب قوم را چو قلم زخار باش
 یا ادا پر دوز خواهی راضی و بنیرار باش
 پس بے رفتن بسوئے آخرت طیار باش
 پیرو اصحاب آل احمد مختار باش
 من غم گویم که اندر گشته کسار باش

کن عمل بر آن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا
 بر دو حرف قِرب و بعد قوم اگر داری عمل
 بهر استیصال تَطَاعِ الطَّرِيقَ وَصَالِمَانَ
 تَبِکَ اندر سرت داری سر عجب و غرور
 از ره در و دلی خستگان قوم زار
 باش دیم جان نثار و خادم اینست حسن
 اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِنِيَّاتٍ دارد شد حدیث
 قول مرد آرد و فاء قول زن دارد جفا
 حال زار قوم را بگر چشم اعتبار
 چشم ایفا بر کشا بر نفس آو خود با نعوذ
 هم در آن عقبی بکن حاصل ثواب عذاب
 دامن تمکین و استقلال و مهت چیت گیر
 رویت روی عروج قوم را خواهی اگر
 خسته جان خاطر پریشان دل مسروده قوم
 قوم قوم قوم را دار از زبان و دل بیاد
 گه ز نخل سر مینوی میل بر خوردن کنی
 جنس قومی و در را با نقد جان و دل بخر
 در شریعت فتح ابواب امر و نهی شو
 در فراخی بایه تنگی چون رسی با هر کس
 بچو مردان مردم بے دست و پیارا دست گیر
 بزم عشق شاهد این خال و خط راتن مده
 گر بجا آری تو خد متسکانه می قوم از خلوص
 عقد لا ینحل بکن از ناخن تدبیر حل

از ره اتفاق و بر دزمره ابرار باش
 اقرب اختیار باش و ابعد شر باش
 نیش و شمشیر و دشمنانه و دشمن باش
 قانع بنیان گیر و سخت و پندار باش
 مبدم از چشمه چشم لم خون بار باش
 وز تنه دل قوم را مهوره خدمتکار باش
 پس بسن ظن و غم نیک دیم کار باش
 مرد گرستی بهمان صادق از قدر باش
 بهر عجت در خطاب یا اولی الاقباص باش
 عهد و پیمان را وفا کن راست در گفتار باش
 هم درین دنیا توبه دین باش و یادیند ارکشا
 بچو مردان قائم از پا چوں قوی دیوار باش
 بر کشا چشم ترقی بر ره دیدار باش
 جان نثار و دل فدا و صاحب اشیار باش
 و ز برائے ذکر او روزانه با تکرار باش
 از تواضع سرنگون چوین شاخ پر انار باش
 زین خریداری تو قومی رونق باز باش
 در طریقت خازن گنجینه اسرار باش
 خنده رو خنده دهن بچوں گل و گلر باش
 قوم را مشکل کشا چون حیدر گزار باش
 رزم میده این جو امر دین دین را یار باش
 خادمان قوم را مخدوم و هم سردار باش
 حلقه جنبان در فتح و کشور کار باش

روز و شب ہمدردی و دلجوئی مخلوق کن
 از پے دفع تشرل باش در فکر عسروح
 ہم با بلوغ او امر باش چوں بیک صبا
 ہم مکن جابر زمین شوره زار از شور و تر
 خلوت و جلوت پے ذکر و عبادت خاصیت
 مثل آئینہ مباحش از یک طرف صوت تما
 ذلت و خواری بود مرصاحب افلاس
 باش مہوش و سہ مست از تشرل و در دل
 ز آہک ایشار و سنگ ہمت و خشت مدہ
 ایں دو حرف از صفوت و صفات اخوان الصفا ^{چون} ست
 حُبِّ حُبِّ قوم اندر گلزمین دل بکار
 بر صد اسرار ^{حکم} لَجْزُ الظَّنِّ اِنَّهُ ^{گوشت} گوشت دار
 عیب خود بین و بین عیب و خطائی دیگران
 بر دور روزہ آب و رنگ گلشن دنیا میں
 مثل حاتم در جو اندری چو خواہی شہرت
 با ادب گر ساکت و قائم شوی یا بے مراد
 دغا ز پنجگانہ باش مشغول دعا
 تا کجا شاہ پرستی تائبے ابو و لعب
 گرد خمر و میسر و رقص تباں ہرگز نگر
 بلکہ گوش از قوم کن قومی سرور و در دل
 بکروی بگزار و راہ راستی کن اختیار
 تا گے از لاف و گزاف رہنمائی دم زنی
 از جلائے سینہ بے کینہ شکل آئینہ

صبح و شام از خدمت قومی نگو کردار باش
 وز پے قومی ترقی مائل افکار باش
 ہم بہ تبلیغ خواہی همچو برقی تار باش
 ہم منہ پاسوے کجرہ برسوی ہتجار باش
 یا مبیہ گوشت گیر و یا سر بازار ^{راہ راست} باش
 بلکہ صاف از ہر دو رخ چوں عینک نظر باش
 عزت و حرمت چو خواہی صاحب نیار باش
 وز سنی سرگوش خدیب سوز جاں سرتار باش
 ز آب ہمدردی بنائی قوم را معمار باش
 کز اخوت قوم را بالفع و بے اضرار باش
 مستفیض از فیض برگ و بار او میرا باش
 بدگمانی بدظنی بگذارد نیک انگار باش
 از درون شو عیب پوش و از بیرون ستار باش
 بلکہ از عبرت بہ بین چوں زر گس بیمار باش
 آشنای بحر جود و بخشش و ایشار باش
 از برائے صید ہای همچو بوتیمار باش
 روز و شب صبح و سما مصروف استغفار باش
 شاد با عقد نکاح و از زنا بیزار باش
 وز سماع نغمہ ثناں بر سر انکار باش
 وز سماع ایں خطا فقر انغمہ حظ بردار باش
 خضر آسار نہائے جادہ ہموار باش
 قوم رہ گم کردہ را مرقا قلہ سالار باش
 وز صفائے لوح دل مطلع انوار باش

چشمه داری استغانت اگر از مستغان
 دعوی سهردی قومی اگر باشد ترا
 شادمان باش و مباحث از گشت و ازل
 بر سر ت اهل حصد گر خار باراند از خلش
 از تواضع گر جو خاک افتاده باشی زیر پا
 هر نفس آن عموماً جان شایر قوم شو
 در جزای این فراه عام دنیا در حباب
 سر در آب آشتی کن آتش جنگ جال
 غمت اندر قوم بانی چوں زری آری بدست
 از زردینا کن قطع طمع با لکلیه
 صلح کن با جلهای کو با تو آید در جدال
 دامن مهت بدست آرازم اهل یهم
 خیر خواهی کن که آیدین ^{الغنی} وار دست
 کرجیب الله شدن خواهی خطبت از سخا
 قوم را هم دست و هم بازوی و هم پای تو
 معنی سهردی قومی همین است و همین
 باش در قومی گلستان نو نهال سر بلند
 اولاً فرما طواف کعبه خدمات قوم
 پیر خاتونان قومی هم ز تعلیم علوم
 هر چه خواهی کن و یکن مردم آزاری کن
 جاودانی حسن صحت را اگر داری هوس
 باش در دنیا ای دول مجوں مسافر در سر

قوم را از نصرت و امداد چوں انصار باش
 با ضعیفان یا و رو باد میندال یا باش
 مطمئن از دور با کسی گنبد دوار باش
 یکس برای تیاں چو تحریک صبا گل بار باش
 بر سر اهل کرم چوں طره دستار باش
 هر زمان مردم رفاه و عام را طیار باش
 ساکن جنات بخشنی تختها ^{پیش} اکثر باش
 تا با مکن خون مرز و مصلح پیکار باش
 در نه قوم از تهیه ستی ذلیل و خوار باش
 بلکه از انفاق زرب قوم و تیار باش
 نه که تو هم با حجادل بر سر پیکار باش
 مهت مردانه را مردم قدم بردار باش
 خیر خواه و درمند و ناصح و دیندار باش
 همچو نیل گوهر افتاں از زر و دنیا باش
 قوم را هم ساز و هم سامان و هم آزار باش
 نیک افعال و نکوا قوال و نیک طوباش
 کاندراں از خیر خواهی نفخه بیز از بار باش
 ثانیاً قبر و حرم را حاجی و زوار باش
 غازه حسن رخ و گلگونه رخسار باش
 گوپو عابد مشبه خواں یا صاحب زمار باش
 مردم از احساس قومی درد و غم بیمار باش
 یا چور هرور و بنزل بر سر رهوار باش

ایں چہ انجمنِ نعمانیں را کرد گل
مذہبِ نعمان اگر داری تو از دینِ حنیف
بہر ترویجِ امامِ اعظمِ عالی مقام
از تہ دل شو جلیسِ حبسہٗ نعمانیہ
آسی از خواہی کہ بر خورد در رہائی در چاہ

یہ جو مہ در حلقہٗ انجم پر از انوار باش
بہر عون و نصرتِ احنافِ چوں انصار باش
مثل گلبن بر سرِ نعمانیں گل بار باش
وزرہ دینِ مذہبِ نعمانیں رایا باش
عاملِ معنائے ہرستہ امر بر خورد در رہائی باش

تقریر مرسلہ جناب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری

ر جو صاحب موصوف نے بعد ارسال فرمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالكتاب هدى للمتقين - وفرض
علينا اتباع سنته في كل وقت وحين وجعل الائمة المجتهدين
اركان الدين القويم - وتقليد هم ذريعة للفوز العظيم - والصلوة
والسلام على قائل اصحابي كالنجوم بايهم اقتدى يتم اهدى
على آله واصحابه الذين سعوا في انتظام الدين ومن تبعهم الى يوم
الدين -

ابعد حضرات! اسوقت میں آپکی خدمت میں یہ عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں
کہ آج کل ہماری قوم علوم دینیہ کے حصول میں جو غفلت کر رہی ہے - وہ ایک ایسی
خطرناک وجہ ہے - کہ جس کے شکار ہو کر ہم اپنی لذاتِ عبقی کو ہی بد فرما نہیں کرتے بلکہ سچ
پوچھو تو اسلامی زندگی سے ہی ہاتھ دھوٹے ہیں - اگر ہم دینی علوم کو نہایت شوق

سے انجمنِ نقابِ صافت کہ را عوض اصناف است اے انجمنِ انجمنیوں گل کردینی جلوہ گر شدہ
یعنی لفظ بر خورد در از بر خورد در سے مرکب است کہ از دنیا دور راہ اعمال حسنہ بہر آخرت میرہ روز
روزی حلال آنچہ میسر آید بخورہ چیزے ہم برائے پس نہ گمان از اہل اعیال خود نگہدار ۱۴

اور رنجیت سے حاصل نہ کریں گے۔ اور سبائل دین سے واقف نہ ہوں گے تو ہم اپنی زندگی کو ایک مسلمان کی زندگی نہیں بنا سکتے اور یہ ہماری زندگی ایک مسلمان کی زندگی نہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ہر ہم لوگ اپنے آپ کو مسلمان کے موزن لقب سے کس طرح ملقب کر سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ درجہ علوم دنیوی کی دنیا کو بالکل ہی ترک کر کے راسب بن بیٹھیں کیونکہ ایسا کرنا اول تو ہمارے مقدس مذہب کے ہی صحیح خلاف ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ کارہبانیۃ فی الاسلام دوسرے ان علوم کے بغیر ہم دنیا میں باعزت زندگی بسر نہیں کر سکتے اور نہ ہی اسلام کی شان و شوکت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ میں تو فقط یہ کہتا ہوں کہ تم اپنی ساری عمر اور دولت علوم دنیوی کے لئے ہی وقف نہ کر دو بلکہ علوم دینیہ کے لئے بھی جن کی ضرورت اول الذکر علوم پر مقدم ہے۔ تنکو کچھ نہ کچھ وقت اور مال ضرور صرف کرنا چاہئے۔ اپنے ہر وقت علماء دین کی ایک ایسی بڑی جماعت کو موجود رکھنا جو ہماری دینی اور اخلاقی حالت کو کمزور نہ ہونے دے۔ ہمارا فرض ہے۔ اور یہ فرض افراض کفایہ کی ذیل سے ہے۔ رہا یہ کہ علوم دینیہ کو دنیوی علوم و فنون پر تفصیلت کیوں ہے۔ اسکی عقلی دلیل تو یہ ہے کہ علم دین ہماری روح کو پاک کرتا ہے۔ اور ہمیں اس بڑے فرض کے ادا کرنے میں مدد دیتا ہے جو ہم پر خداوند تعالیٰ نے ہماری روح کو خاکی پتلے میں ڈالنے کے ساتھ ہی لگا دیا ہے اور جو کہ اس مقصد حقیقی کو پورا کرتا ہے کہ جس کے لئے ہمیں یہ باس زندگی عطا ہوا ہے۔ مگر علوم دنیوی کا تعلق اسی چند روزہ حیات کی آسائش کے ساتھ ہے جو اس اصلی مقصد کو پورا کرنے کے لئے جسکا دار علم دین کے حصول پر ہے بطور ایک ضمنی ضرورت پر ہر حالت میں ترجیح ہے اسلئے علوم دینی کو بھی دنیوی علوم پر تفصیلت ہوئی۔

نقلی ثبوت یہ ہے کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اکثر جگہ علم و علماء دین کے فضائل بڑی شد و مد کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اور بعض جگہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دین کو عبادت سے بھی بدرجہا اچھا بتایا ہے۔ چونکہ ہم خداوند کریم

کے بندے اور مخلوق ہیں اور انہیں شکر نعمت کے لئے اس مالک حقیقی کی عبادت کرنا ہمارا
اعلیٰ فرض ہے اور عقل گواہی دیتا ہے کہ اس فرض کو پورا کرنا بسبب ادانگی حق آقا ہونے
کے ہمارے لئے اپنی دنیوی فلاح اور چند روزہ پیوند کے ذریعے ہم پہنچانے کی نسبت زیادہ
ضروری ہے۔ اسلئے ایسے علوم کی تحصیل پر جو ہمیں صرف اسی دنیا کے آرام و آسائش کے حصول
میں مدد دے سکتے ہیں۔ عبادت کو فضیلت ہوئی۔ مگر احادیث سے ثابت ہے کہ تحصیل علم دین
کو عبادت سے بھی برتری حاصل ہے۔ اسلئے ماننا پڑیگا کہ علوم دنیویہ کی نسبت دینی علوم
کی تحصیل ہمارے لئے زیادہ ضروری چیز ہے۔ اگرچہ ایسے احادیث جن میں صرف علم دین کی
فضیلت کا بیان ہے یا جن میں اس بابرک علم کو عبادت جیسے ضروری چیز سے بھی زیادہ
برتر بتلایا گیا ہے۔ اس قدر کثرت سے ملتی ہیں کہ جن سب کا ذکر کرنا اس قلیل عرصے کی
بساط سے باہر ہے۔ جو مجھے اپنی تقریر کے لئے حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی انہیں سے
چند ایک بطور مشتمل نمونہ از خردوارے عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

روایات عن عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بجلسین فی المسجد فقال کلاهما علی خیر واحدھا افضل من صا
اما هولاء فیدعون اللہ ویرعون الیہ فان شاء اعطاھم واما
هولاء فیعلمون الفقہ او العلم وبعلمون الجاہل فھم افضل و
انما بعثت معلما ثم فیہم (مداد الدارمی و ذکرہ فی مشکوٰۃ)

عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گزرے دو
مجلسوں پر جو آپکی مسجد مبارک (مدینہ) میں تھیں۔ پس فرمایا کہ دونوں مجلسیں نیکی
اور بھلائی پر ہیں۔ لیکن ایک ان میں سے افضل اور بہتر ہے دوسری سے۔ ایک
جماعت ان میں سے عبادت کرتی ہے اور دعا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اور رحمت
کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور وہ امیدوار ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اولئکا مقصد حاصل ہو
اور وہ موقوف ہے خواہش الہی پر۔ اگرچہ پیچھے دے انکو اور چاہے مددے اور دوسری
جماعت سیکھتی ہے فقہ دینی باریکیاں مسائل دین کی (یا علم کو اور سیکھاتے ہیں علم

والے بے علموں کو۔ پس یہ بہتر اُن میں سے اس لئے ہے کہ میں بھی سچا گیا ہوں معلوم ہو کر اور پھر آنحضرتؐ بیٹھے گئے اس مجلس میں اس حدیث کو روایت کیا ہے دارمی نے اور ذکر کیا ہے اسکو صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب مشکوٰۃ میں۔

حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ صحابہ کرام دو جگہ باہمی مجلسیں بنا کر بیٹھے ہوئے تھے ایک جماعت عبادت اور دعا میں مشغول تھی اور دوسری جماعت مذاکرہ علم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (روحی ابی داری فداہ) نے مذاکرہ علم کے مجلس کو اپنی نشست سے ممتاز فرمایا۔ پس اس سے زیادہ علم دین کی در کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ سردارانِ نبیاء سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شمولیت سے علم دین کی مجلس کو عبادت کی مجلس پر ترجیح دی۔ اور اپنے آپ کو اسی جماعت کے افراد سے گن۔ اس مقام پر ایک بزرگ نے کیا اچھا فرمایا ہے

گدایاں رازیں معنی خبر نیست کہ سلطان جہاں با ماست امروز
(۲) عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استيقظ من الليل قال لا اله الا انت سبحانک
اللہم زدنی علما ولا تزغ قلبی بعد اذ هدیتنی وھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ (رداء الترمذی)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جنابِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو (سوئے سوئے) جاگ اُٹھتے تو فرماتے اے خدا میرے سوا کوئی مجھ کو نہیں۔ خداوند! تو پاک ہے اور ہر طرح کی تعریف تجھ کو نرور ہے۔ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور تجھ سے میری رحمت مانگتا ہوں الہی مجھے اور زیادہ علم نصیب کر۔ اور اسکے بعد فرماتے کہ تو مجھے راہِ راست پر لگا چکا ہے۔ میرے دل کو ٹیڑھا مت کر اور مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا کر۔ بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔)

اس حدیث میں تعلیم ہے ذکر اللہ تعالیٰ کی اور دعا کی کیونکہ دعا ہی ایک قسم کی

عبادت ہے اور اس حدیث میں معنوں زیر بحث کے متعلق زیادہ تر توجہ کے لائق دعا از یاد علم ہے کہ سید الانبیاء ہو کر علم کی طلب اس درجہ کی ہے کہ باوجودیکہ تمام علوم اولین و آخرین متعلق معاد و اصلاح معاش سکھ پڑھا دے۔ اور علمائے کرام کائنات کے پورے پورے مصداق تھے۔ مگر یہ بھی از یاد علم کا شوق باقی تھا۔ اب ہم بھی اسی فخر کائنات کی امت ہیں۔ کہ علم دین کی طلب تو کیا کریں گے اُنہی اس سے نفرت ہے اور اگر نفرت نہیں تو غفلت اور لاپرواہی تو ضرور ہے۔ کیونکہ انجمن نغانیہ جیسے مدرسہ علوم عربیہ و اسلامیہ میں جو اپنی طرز کی پنجاب بھر میں ایک ہی درس گاہ ہے اعلیٰ خاندان کے لوگ نہ تو اپنے بچوں کو ہی علم دین کی تحصیل کے لئے بھیجتے ہیں اور نہ ہی دیگر غریب طلباء کو ہی امداد دیتے ہیں۔

(۳) عن کثیر ابن قیس قال کنت جالساً مع ابی الدرداء فی مسجد دمشق فجاء رجل فقال یا ابا الدرداء انی جئتک من مدینة الرسول صل الله علیه وسلم لحديث بلغنی انک تحدثه عن رسول الله صل الله علیه وسلم ما جئت لحاجة قال فانی سمعت رسول الله صل الله علیه وسلم من سلك طريقاً يطلب فيه علماً سلك الله به طريقاً من طرق الجنة وان الملائكة لتضع اجنتها رهنی لطالب العلم وان العالم یتغفر له من فی السموات ومن فی الارض والمحيطان فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر ليلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درهماً وان ما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر (رواه الترمذی)

کثیر ابن قیس کہتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں ابی الدرداء کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آکر کہنے لگا۔ کہ اے ابو الدرداء میں آپ کے پاس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ سے آیا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم

پیغمبر خدا سے ایک حدیث نقل کرتے ہو اسکے حوالہ اور کسی حاجت کے لئے نہیں آیا۔ اے اللہ
 نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص عالم طلب کرنے
 کے واسطے راستہ چلتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ میں چلا
 رہا ہے اور فرشتے طالعلم کی رضا مندی کے لئے تواضعاً اپنے پڑ پچھا دیتے ہیں اور
 عالم کے لئے آسمانوں کے فرشتے اور زمین کے باشندے اور پانی میں مچھلیاں مغفرت
 کی کرتے ہیں۔ اور عالم کی بزرگی عابد پر بالکل ویسی ہی ہے جیسی چودھویں رات کے
 چاند کی بزرگی باقی تمام ستاروں پر اور علما انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء نے دنیا اور
 دہم کا تو کسی کو وارث نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ علم کا وارث ٹھہرایا ہے۔ پس جس نے علم دین کو
 حاصل کیا اس نے میراث انبیاء یعنی علم کے بڑے حصے کو حاصل کیا۔ اسے طلب کو
 شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے ان اشعار میں کیا اچھا ادا کیا ہے

صاحب دے بدرہ آمد ز خائفانہ
 گفتم میان عالم و عابد چہ فترق جو
 گفت او بگیم خویش بیرون بروج
 (۱) عن الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاءہ للوت
 وهو یطلب العلم یحیی بہ الاسلام بیندوبین البین درجۃ واحدة
 فی الجنة۔

حسن کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اس حالت میں موت
 آئے کہ وہ اسلام کو زندہ کرنے کے لئے علم طلب کر رہا ہو۔ تو اسکے اور انبیاء کے درمیان
 جنت میں صرف ایک درجے کا فرق ہے۔ ان حدیثوں اور بہت سی دوسری حدیثوں سے
 علمائے دین کی فضیلت اور بزرگی اعلیٰ طور پر ثابت ہوتی ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ
 علمائے دین کی برتری مستلزم ہے علم دین کی بزرگی اور برتری کو اور اس بات کو بھی
 مستلزم ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ علم دین و علمائے دین کی تعظیم صدق دل سے ہی
 لادیں۔ کیونکہ یہ امر ہمارے لئے شرعاً ضروری ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا احادیث نبوی کے

علاوہ بعض دیگر بزرگان دین بھی ہمارے بیان کی تائید کرتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عالموں کی سیاہی اور شہیدوں کا خون تو لاجائیکا تو سیاہی وزنی ٹھیرگی۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگو علم سیکھو بیشتر اسکی کہ علم اٹھالیا جائیگا۔ اور اسکا اٹھانا یہ ہے کہ اسکی روایت کرنے والے مر جا دیں۔ پس قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے کہ جو لوگ راہ خدا میں مارے گئے ہیں۔ اور شہید ہوئے ہیں وہ علما کی بزرگیاں دیکھ کر چاہیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ اونکو عالم اٹھاتا۔ مگر عالم ماں کے پیٹ سے تو پیدا ہوتے ہی نہیں۔ پس جب تک کہ سنی کی جائیگی ہم تحصیل علم دین کے مقصد میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ نعمت ہے کہ بلا کسب و اكتساب اسکا حاصل ہونا محال ہے۔ اے اللہ! اللہ اللہ! وفقنا لما تحب و ترضی اخر کلامنا و عاظمنا من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مضمون مرسلہ محبوب الرحمن انصاف بہا پیروی ثم امر سنی

» اسلام مقدس اور اسکی خدمت «

دین اسلام مقدس اور برگزیدہ اور مقبول بارگاہ خداوندی ہے۔ جو ظاہری و باطنی اور دنیاوی و اخروی تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ اسکے اصول ہی اس اعلیٰ درجہ کی حکمت اور خوبی پر مبنی ہیں کہ جسکی وجہ سے اقوام عالم۔ اور غیر قوموں کے فاضل مخالفین اسلام ہی اور تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ کہ کل دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے کہ جسکی بت پرستی اور سست اعتقادی۔ وحشیانہ عادات پر آگندہ خیالات باطل توہمات کے طوفان بے تیزی کو صفحہ عالم سے حرف غلط کی طرح مٹا کر نابود کر ڈالا۔ اور اصل اصول توحید کو تمام جہان میں پہلا کر خدا کے وحدۃ لا شریک کی وحدانیت کا ڈنکا اس زور سے بجایا کہ ساری عالم میں

دھوم مچ گئی۔ اسلام مقدس نے دنیا کی سبکی ہوئی گمراہ قوموں کو میسر ہے اور پیدار دشوار گذار راستوں سے ہٹا کر سہل ترین وسیعہ ہے راہ مستقیم پر چلنے اور نجات الہی و مسعودی اخروی حاصل کرنا بہت عمدہ سبق دیا۔ اور آسان ترین طریق بتایا۔

یہ برحق و برگزیدہ اسلام مقدس کے مقبول بارگاہ خداوندی ہونے کی مبین دلیل اور زبردست ثبوت نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ باوجودیکہ اہل اسلام سے دولت و حمیت اور عروج و اقبال و حصہ دراز سے محروم ہو کر روپوش ہو چکے اور بجائے ان کے نحوست و ادبار اولیاء و خستہ حالی نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے آگیرا۔ اور ناداری اور تنہا سستی نے اس درجہ ستار کہا ہے کہ پنا بچدا کچھ حد ہی نہیں مختصر آید کہ اکثر فاقہ مست اور نام شہینہ تک سے محتاج ہیں۔ لیکن بایں ہمہ جس وقت کوئی خوش قسمت اسلام مقدس کے اصول بے تعصبانہ و منصفانہ طور پر جانچتا ہے تو خلعت اسلام سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ دنیا میں مختلف مقامات پر مختلف اقوام و مذاہب کے معزز و مقدر اثنی عشر وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔ جسکا ذکر اخباری دنیا میں عموماً مشہور ہوتا رہتا ہے اسکے تصدیق کے لئے بفسد تعالیٰ بحکم نمونے اور کثیر نمونے گران قدر نمونے موجود ہیں۔ اگر مخالفین اسلام تعصب و ہٹ دھرمی عینک آنکھوں سے اتار کر چشم حق میں سے دیکھیں تو پھر تیرے غیر ذرا سبب و اقوام کے معزز و ممتاز اصحاب فرمانبردار اسلام ایسے نظر آئیں جن کا وجود اس تحریک کا زیر دست و مجسم ثبوت ہے۔

درآں عالمکہ مسلمان اشاعت اسلام بے غافل اور ایسے غافل میں کہ کبھی بھول کر ہی اس طرف توجہ نہیں ہوتے۔ جتنی کہ اگر کبھی کسی خادم اسلام کو اس مبارک خدمت اسلامی کی انجام دہی کا خیال آ ہی جاتا ہے اور وہ اسکے متعلق عملی کارروائی کرنا چاہتا ہے تو وہ اسکے انجام دہی کے لئے ضروری وسائل نہیں پاتا۔ علاوہ بریں طرح طرح کی رکاوٹیں اور مزاحمتیں اس کے راستہ میں ایسی جائل ہو جاتی ہیں جن سے وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ اور اسکا حوصلہ پست اور ثمت شکست ہو جاتی ہے۔

بخلاف اسکے غیر اقوام کو ہر طرح کی حمیت و ثروت اور عظمت حاصل ہے اور ضرورت بلکہ

بلکہ انتہائے زیادہ حاصل ہے اور وہ اپنی یاوری قسمت و اقبال منہ می اور خاص کر
توجہ دلی کے باعث اپنے مذہب کی اشاعت اور ترقی کی حد سے زیادہ سرگرمی مستعدی
کے ساتھ لگاتار سعی کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ایسی کوششیں میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔
اور دراصل ان کی یہ کوشش ہی ہر قسم کی ترقی و کامیابی کا فیصلہ ہے۔

مسلمانوں کو غور و فکر کرو۔ کہ وہ کونسا ایسا شہر ہے جو غیر اقوام و مذاہب کی مذہبی کارکن
جماعتیں (یعنی سوسائٹیاں) نہیں ہیں۔ وہ کونسا ملک ہے جس میں غیر مذاہب والے
اپنے مذہب کی ترقی و اشاعت میں سرگرمی و مستعدی کے ساتھ سعی و بلیغ نہیں
کرتے۔ اور سینکڑوں ہزاروں سے گذر کر لاکھوں اور کروڑوں روپیہ اشاعت و
ترویج مذہب پر خرچ نہیں کرتے جن مذاہب کو اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ دنیاری
وجاہت، شہرت، حکومت، دولت، ثروت، قوت، عظمت اور اقتدار حاصل ہے وہی
ترقی مذہب میں اوروں سے زیادہ سعی و مصروف ہیں۔ انکی دنیا کے معلوم کے ہر حصہ
ہر حصہ کے ہر تراب اعظم، ہر تراب اعظم کے ہر ملک، ہر ملک کے ہر علاقہ، ہر علاقہ کے ہر گوشہ
میں اشاعت و ترویج اور ترقی مذہب کی بڑے وسیع پیمانہ پر سرگرمی جاری ہے
اور اس سعی میں کروڑوں پونڈ سالانہ دائمی بالائستقلال خرچ کیا جاتا ہے۔ اور اسی سعی میں
بعض اوقات بعض مقامات پر قربانی اور انسانی قربانی تک جڑھا دی جاتی ہے اور
کسی طرح سے دریغ نہیں کیا جاتا۔

دنیا میں اس وقت مذہب تو بہت سے مروج ہیں۔ لیکن وہ با عظمت اور صاحب اقتدار
مذاہب جنکے معتقد و پیروں کے سر پر تاج شہنشاہی رکھا ہوا ہے۔ بدھ، عیسائی
اسلام تین ہیں۔ ان میں سے بدھ مذہب بہت پرانا اس کے بعد عیسائی ان دونوں
بعد اسلام ہے۔ جو مذہب عیسائی سے بھی سن ہیں چوتھے سو سال چھوٹا ہے ان تینوں
حکمران مذہبوں میں سے بدھ مذہب اپنے حال پر قائم ہے۔ اور مسیحیت کی
اوسکے معتقدین بڑی سرگرمی و نہایت مستعدی اور انتہائی کوشش سے ترقی و
کمر رہے ہیں۔ اسلام کی ترقی و اشاعت سے اگرچہ مسلمان بالکل غافل ہیں۔

لیکن اسلام از خود پرانی دینی کل دنیا سے معادہ میں غیر معمولی ترقی کر رہا ہے۔ دین اسلام کی اشاعت نہایت جبریت انگیز ہے اور اس سے زیادہ اس کی اخلاقی فتوحات عجیب ہیں۔ اسلام کا ہمیشہ ہر زمانے میں دنیا کے بڑے بڑے زبردست و طاقتور مذاہب سے مقابلہ ہوتا رہا۔ اور ہو رہا ہے۔ بفضلِ ایزدی پہلے بھی اسلام کی فتح ہوتی رہی۔ اور اب بھی بفضلِ تعالیٰ اسلام مقدس کی فتح ہی قلعہ ہے۔ دیگر مذاہب میں نئے داخل ہونے والوں کی بڑی خاطر داری اور اس درجہ کی مدارات ہوتے ہیں۔ جس کا کچھ حد و حساب نہیں اس خاطر مدار کے علاوہ انہی رفع ضروریات اور دائمی آرام و آسائش کے وسائل بڑی دیادلی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ غیر معمولی طور اور اعلیٰ پیمانہ پر قائم کئے گئے ہیں جسکی بدولت غیر مذاہب میں داخل ہونے والوں کی کافی بلکہ ضرورت سے زیادہ امداد کیجاتی ہے حتیٰ کہ اونکو آسودہ حال اور فارع البال کر دیا جاتا ہے۔ جس سے اونکی ایسے کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی پہلی حالت کو بالکل بھول جاتے اور اس نئی حالت یعنی حصولِ دنیاوی وجاہت و ثروت اور آسائش کو اپنے قابلِ فخر سمجھتے ہیں۔ لہذا کہا جاسکتا ہے جو واقعی بات ہے کہ فی الحال جبکہ غیر مذاہب کی اشاعت ہوتی ہے۔ ظاہراً اسی وجہ سے ہوتی ہے اور دراصل ترقی مذاہب غیر کا بہت بڑا ذریعہ اونکی غیر معمولی امداد اور رفع ضرورت و حصولِ آسائش کا باقاعدہ نظام اور کافی سامان ہے۔ اور اسکا سبب یہی ہے کہ مذہبی خدمت ہر درجہ و طبقہ کے لوگ اپنی قدر و حیثیت کے مطابق سب کرتے ہیں اور اسمیں دلی توجہ کے باعث ہر ایک سعی و سہا ہے اور ہر فرد قوم اپنی جگہ پر قدم۔ درہم و ذریعہ سے اپنی امکان پر کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور ان پر بیٹھے مذہبی سرگرم معاونوں نے بے شک اپنے مذاہب کی بہت بڑی اور اعلیٰ درجہ کی قابلِ داد خدمت کی اور کر رہے ہیں۔ اور درحقیقت یہی خدمت اونکی مذہبی خادموں نے سرگرمی سے کوشش سے تعاون سے اس قدر مردانہ ہمت اور کامیابی کا اصلی راز ہے۔

اسمیں کچھ شک نہیں کہ مسلمان اپنی موجودہ مجموعی حالت کے لحاظ سے دیگر اقوام کی طرح مستعد و وسیع پیمانہ پر اپنی برحق دین اسلام کی خدمت متعلق ترقی اشاعت کر سکتے ہیں۔ اور نہ دیگر اقوام کا اسباب میں پورا مقابلہ کر سکتے ہیں کیونکہ مسلمان دیگر اقوام سے دولت و ہمت

صنعت - تجارت - علوم - فنون اور ہر صفت میں کم اور نسبتاً بہت کم ہیں۔ لہذا بظاہر اسباب دنیاوی خیال۔ انسانی عقل و قیاس کی رو سے اسلام دیگر مذاہب کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا اور ہرگز نہیں کر سکتا۔ مزید یہاں یہ کہ مسلمان اپنی موجودہ حال وسعت و طاقت کی حیثیت سے جس قدر اشاعت اسلام ترقی اسلام خدمت اسلام میں سعی کر سکتے ہیں۔ اس قدر بھی نہیں کرتے۔ اور بالکل نہیں کرتے۔ سعی کرنا درکنار وہ اس طرف خیال تک نہیں کرتے۔ اور کیوں کریں۔ انکو اور ہر مطلق توجہ ہی نہیں۔ حج۔ یہ میں تفادیت راہ از کجاست تا بکجا ما، رنجوف طوالت اور بخیاں بدفرگی اقوام غیر مذاہب اسبجہ صرف دین اسلام کے متعلق محقر بحث کیا جاتی ہے۔

مسٹر جیمس کا ہنول نے اپنے جغرافیہ میں دنیائے معلوم کا کل رقبہ ۹۵ کروڑ ۹۵ لاکھ ۶۰ ہزار میل مربع لکھا ہے۔ جس میں سے ایک کروڑ ۵۳ لاکھ ۶۰ ہزار میل مربع پر (ایشیا ۲۵ لاکھ افریقہ ایک کروڑ ۱۰ لاکھ اوشینیا ۸ لاکھ یورپ ۶۰ ہزار) اسلام مقدس کے فرمانبردار فرمانبردار ہیں جو کل دنیا کے ملت کے قریب ہے۔ زمانہ موجودہ میں دنیا کی تقسیم۔ ایشیا یورپ۔ افریقہ۔ اوشینیا۔ اور امریکہ پانچ براعظموں اور پُرانی و نئی دنیا۔ دو حصوں میں کیٹی ہے۔ ان میں سے ایشیا۔ اسلام کا ولادت گاہ اور اصلی وطن ہے جہاں پیراؤ سکا بہت بڑا اثر اور سب سے زیادہ اسلام کا ہی اثر ہے۔ اور یورپ۔ افریقہ۔ اوشینیا۔ پُرانی دنیا چاروں نامور براعظموں میں اسکی حکومتوں کی حکومت ہے۔ اور نئی دنیا یعنی امریکہ میں ابھی حال میں اسلام کی تخم ریزی شروع ہوئی ہے۔

دنیا کی مجموعی آبادی کا جب پہلی مرتبہ ایک ارب بیس کروڑ اندازہ ہوا۔ تو مسلمانوں کی تعداد ۸ کروڑ بیان کی گئی پہر جب دوسری مرتبہ دنیا کی مردم شماری کا تخمینہ ایک ارب پچاس کروڑ ہوا تب بھی مسلمانوں کی تعداد ۸ کروڑ بیان کی گئی۔ پہر جب تیسری دفعہ دنیا کی آبادی ایک ارب اسی کروڑ قرار دی گئی تو پہی مسلمانوں کی تعداد ۸ کروڑ ہی بیان کی گئی۔ مگر ایک مصنف مزاح نامور فرانسیسی فاضل و موخ اور شیخ اسلامی دنیا مستر ایم بیلن صاحب نے اپنی مصنفہ کتاب پیر اسلام میں ۱۰ کروڑ ۱۴ لاکھ ۷۵ ہزار ۵ سو ۷۵ بھی ہے جسکی تفصیل میں بعض ممالک کے

مسلمانوں کی تعداد اس قدر کم تھی ہے۔ جو اگر ڈھکی چھپی کی تفصیل کی تعداد سے بھی کم اور بہت کم بہت
مختلف تفصیلات کے اعداد کے فرق کو مناسب طور پر بڑھا کر ۶۳ کروڑ سے زیادہ ہوتی ہے
یہ کل آبادی دنیا کا ایک ثلث سے زیادہ ہے

دنیا میں حکومت و تعداد شمار کے لحاظ سے مسلمان اب بھی ایک حاکم کافی و معقول جنت
و جہالت دنیا میں رکھتے ہیں اور اسی نسبت سے وہ دینی خدمت اور انصاف میں سعی کرتے
ہیں۔ مگر چونکہ موجود مسلمان عموماً دین سے بے خبر و لاپرواہ ہیں لہذا اس طرف توجہ نہیں کئے
جو بڑی قابل افسوس بات ہے۔

بڑے افسوس اور نہایت تعجب کا مقام ہے کہ اس وقت تک مسلمانوں میں اشاعت اسلام
اور نو مسلموں کی امداد و جذبہ گہری کے متعلق کہیں کوئی باقاعدہ کافی انتظام نہیں لیا
جو طبعاً ان حق از خود برضا و رغبت مسلمان ہوتے ہیں اور خوب اخلاقیات و معمولی اخلاقیات
و مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض بلکہ اکثر اوقات نو مسلموں کی حالت زار ناقص
ہو جاتی ہے اور یہ سب کچھ خود ایک بہت بڑی رکاوٹ اشاعت اسلام کی ہے۔

مذکورہ بالا صورتیں غیر مذہب کی ترقی کے ساتھ ہی اسلام کا دائرہ محدود ہو کر رہتا ہے
ہونا چاہئے تھا جس سے انتظام سبب قاعدہ معینہ و تہذیب و تمدن کے لیے
اسلام کے پیر و رکنی تعداد کا شمار گھٹنے و پریم گھٹنے گھٹتے قریب معدوم یا معدوم ہونا لازمی
تھا۔۔۔۔۔ لیکن بخلاف اسکے خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور قدرت کا مدد و حکمت
بالجہ سے اپنے مقبول دین اسلام کو محدودی اور تنزلی سے بچایا۔ نہ صرف بچایا بلکہ خالق
امید خلاف قیاس خلاف قاعدہ مروجہ خیالات و خصوصاً فی الدین اسلام کی خواہش
و کوشش کے عین برعکس اسلام مقدس کو تنزلی و محدودی سے محفوظ رکھا کہ ترقی
پذیر رکھا۔ چنانچہ مسلمانوں کے اس گئے گزرے ہوئے زمانے اور مسلمانوں کے
مذہب سے لاپرواہی و عدم توجہی اور خاص کر مسلمانوں کے مسلمہ افلاس و بارے کے زمانے
میں بھی مسلمانوں کی تعداد و ترقی و اقبال مندی کے زمانے اور انتہائے عروج
کے وقت سے زیادہ اور بیدر بہار زیادہ بڑی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کی قوت و عظمت

اور عروج کے وقت مسلمانانِ عالم کی تعداد کبھی ۲ کروڑ ہی بیان نہیں کی گئی اور اب اس
تتزل وادبار اور انتہائے ضعف کے وقت میں ۱۰۰ کروڑ سے زیادہ مخالفین اسلام نے
لکھی اور ۶۳ کروڑ ثابت کی گئی ہے۔ دیکھو اخبار اہل فقہ امرتسر

مزید لطف یہ کہ اسلام میں داخل ہوئی والوئی تعداد دوسرے مذہب میں داخل ہوئی والوں سے
تیار میں زیادہ ہے اور یہ زیادتی ترقی پر ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ قُرُوْہ۔

اس زمانے اور بالخصوص ایسی حالت میں غیر مذہب والوں کے بلا تحریک و کوشش
کے از خود اپنی خوشی و رغبت اور خواہش سے مشرف باسلام ہونا درحقیقت دین اسلام
کے برحق و برگزیدہ اور مقبول بارگاہِ خداوندی ہونیکا بڑا زبردست ثبوت ہے۔

اسلام کے اصول اور اہم ترین مسائل اس خوبی اور حسن اسلوبی نیز عقلی و روحانی
تسلط پر قائم ہیں جنکے باعث مسلمانوں کا شمار بڑھایا ہوا لے خوش نصیب۔ دوسرے
متمول و مقتدر مذاہب والوئی دنیاوی آسائشوں کو بیچ اور بالکل بیچ سمجھتے ہیں۔

یہاں تک کہ اونکی دنیاوی لذتوں اور جاہ و شہم کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے وہ اسلام میں
آئیوالے نیک ہا و مخلص طالبانِ حق غریب مسلمانوں کے بے حیثیت مٹی کے پیالوں کو دوسروں
کے چاندی سونیکے خوبصورت منقش برتنوں پر ترجیح دیتے ہیں اور مسلمانوں کے ٹوٹے

پھوٹے بور بور یوں کو اور پیٹے پرانے گڈڑیوں کو دوسروں کے عمدہ مخملی فرش ریشمی
قالینوں اور قیمتی آرائشی مسلمانوں اور دنیا و حیر کے زرین ملبوسات سے بہتر اور
بدیہا افضل جانتے ہیں۔ مسلمانوں کی روکھی سوکھی بے نمک خشک نان جوئی کو

دوسروں کے مرغین و لذیذ نان و کباب اور نصیب غذاؤں سے بہتر خیال کرتے ہیں۔
اس سادت و زور بازو نیست مانا نہ تخت و خدائے بخشندہ مانا خداوند تعالیٰ کے
مجوزہ اصول و پاک احکام کا اس کے فرمانبردار نیک و مخلص بندوں پر ایسا ہی اثر

ہوا کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ نفعیہ تعالیٰ ہر مذہب و ملت کے اشخاص بکثرت اور
از خود برضا و رغبت اور خوشی سے از خود داخل اسلام ہوتے ہیں۔ اور ہر لطف یہ
کہ معمولی اشخاص نہیں۔ بلکہ ہر درجہ و طبقہ کے اور بڑے بڑے مشہور آفاق با عظمت

و صاحب اقبال اور طاقتور مذاہب کے معزز و ممتاز تھے۔ اصحاب اسلام و مقدس کی خوبی و صداقت اور حقانیت و نجات الہی کے شہید ہو کر مشرف باسلام ہونے رہتے ہیں اور مسلمان ہونے پر اپنی سابقہ دنیاوی وجاہت و عزت اور ثروت وغیرہ کے قبولیت اسلام کی وجہ سے زائل ہو جانے کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ وہ دولت ایمان حاصل ہو جائے یا نہ ہو اپنے کو بہت بڑا خوش قسمت سمجھتے ہیں اور دولت ایمانی کے حصول پر ناز کیا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض مسلمانوں کی فہرست اس تحریر میں تو کی کسی ضخیم کتاب میں بھی نہیں آسکتے لہذا اس جگہ بعض معزز اصحاب کے نام موقع کے لحاظ سے بیان کر دئے جانے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

جناب سرور عبد الرحمن صاحب ڈپٹی کلکٹر نہاری دوآب امرتسر پنجاب یہ بیشتر ازیں ایک معزز سکھ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور صاحب عزت و اسودہ حال اور فہیدہ شخص میں رہیاد کے بیرا سٹریٹ لا صاحب بہادر یہ بھی ایک معزز و متمول گرانیکے لائق ممبر ہیں۔ انکا ایک سکھ خاندان سے تعلق تھا اور بڑے مدبر و قابل شخص ہیں۔

دہلی کے پنڈت صاحب جو ایک معزز برہمن خاندان سے تعلق رکھتے اور مذہب ہنود کے عالم بڑے لائق و سنجیدہ و فہیدہ شخص ہیں۔

کچھ دن ہوئے دہلی میں ایک بہت بڑے ممتاز و دولتمند ہندو صاحب بخوشی مشرف باسلام ہوئے۔ یہ بڑے نامور شخص ہیں۔ ان سب کا ذکر اردو اخبارات میں وقتاً فوقتاً ہوتا رہا۔

لڑکانہ علاقہ سندھ میں پچھلے دنوں کثیر التعداد ہندو ایکدم مسلمان ہوئے اور اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ جبکہ ذکر اخباری دنیا میں عموماً ہوتا رہتا ہے۔

اہل ہند کو رہنے دو جن سے عموماً سب واقف ہیں۔ باہر والوں کا حال سن لیتے۔

چند سال ہوئے۔ ایک جرمن پورٹن مسیحی انجنیر جو سرکار انگلستان کے ایک روپے ماہوار پر ملازم تھے۔ نور ایمان دلیں جلوہ گر ہونے پر دفعاً از خود مشرف باسلام ہوئے۔ اور قبولیت اسلام کے بعد طاقت سرکاری سے علیحدہ ہو کر عرصہ تک جا بجا بحالت تباہ پریشان پرتے رہے۔ انکا امرتسر میں انگریزی زبان میں بابو کنیا محل صاحب وکیل کے منڈوے میں ایک پُر زور پکچر بھی اسلام پر مچا تھا۔ اسنے کچھ دنوں پیشتر ایک انگریز ڈپٹی کمشنر سرانڈیپ میں مشرف باسلام ہوئے۔

یہ بھی بعد از قبولیت اسلام ملازمت سے موقوف ہو کر مقدرات اور دیگر مختلف طور پر مدت تک ستائے جاتے رہے۔ مگر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ انکا عرصہ تک اخبارات میں ذکر ہوتا رہا۔
 سنہ ۱۹۰۶ء میں جینا ٹرسٹ کے متعلقہ جزیرہ والنوراک کے راجہ نے سوا اپنے خاندان اور باہر سو ملازموں کے برضا و رغبت خود اسلام مقدس کی خوبیوں پر تشیید ہو کر اسلام قبول کیا۔ اس کا اسلامی نام عبدالحکیم رکھا گیا۔ اس نے اپنی دار الحکومت والنوراک میں ایک عالیشان جامع مسجد اور شہرہ میں ایک وسیع مسجد تیار کرائی۔ جسکا ذکر اندوں اخبارات میں ہوتا رہا۔

اس کے کچھ دنوں پیشتر افریقہ میں ایک مختار بادشاہ سوا اپنے خاندان و ملازمین اور کثیر التعداد رعایا کے بخوشی تمام دل رغبت سے مسلمان ہوا۔ جس سے براہ فرختہ ہو کر فرانس نے اوپر فوج کشی کر کے اسکو سوا کے خاندان و رعایا کے تباہ و برباد کر ڈالا۔ اور ملک پر خود قبضہ کر لیا۔ لیکن اس مخلص نیکانہ نے اسلام سے انحراف نہ کیا۔ اور آخر دم تک ثابت قدم رہا۔ اسکا ذکر بھی سنہ ۱۹۰۶ء میں ہوتا رہا۔
 آخری سنہ ۱۹۰۸ء کو جناب محمد عبداللہ کو سلم کے وعظ متعلق اصول دین سے متاثر ہو کر دو مخزن عمدہ دار انگریز شہر لیور پول میں خود ہیں پر بڑے بڑے عہدوں پر مامور تھے۔ حاضرین جلسہ کے دیرو مشرف باسلام ہوئے۔

کچھ دن ہوئے کہ افریقہ میں ایک بہت بڑا عالم انگریز مشرف باسلام ہوا۔
 ایک فاضل انگریز یورپ میں مسلمان ہوئے۔ جسکا اسلامی نام عبدالرحمان ہے۔ جو اشاعت اسلام میں مصروف ہیں۔ اور عموماً اسلام مقدس کی خوبیوں اور حقانیت اور فضائل پر بکچر دیتے رہتے ہیں اور آجکل جاپان میں۔ جاپان کی دعوت اسلام پر تشرف لیگئے اور منور و میں مقیم ہیں۔
 جولائی سنہ ۱۹۰۸ء میں انگلستان کے مشہور تجارتی شہر برمنگھم کے ایک نامی و دو تہ مذہب سوداگر جان بکر نے بذریعہ تاجر محمد عبداللہ کو سلم صاحب شیخ الاسلام انگلستان کو اطلاع دی کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ انکا نام جان بکر ہے۔ ان لوگوں کی اسلام قبول کرنے کی کیفیت بوجہ الوالت نظر انداز کر کے اسکا ایڈی الزبتھ گیمس بغی نوسلہ محکمہ صاحبہ مرحومہ کی اسلام قبول کرنے کا مختصر بیان کر دیا جاتا ہے بمصدق شہتے نوہ از خروار اسی سے باقی دیگر اصحاب کی حالت کا اندازہ کرنیسا چاہئے۔

ستان کے شہر لیورپول کی لومسلم جماعت میں جناب مرحومہ کا نمبر یہ حقیقت تعداد تیس درجہ
جنسی پہا تھا۔ مرحومہ نے اپنی زندگی میں خود اپنے اسلام قبول کر لیا حال اخبارات میں شائع
ہوا۔ جناب مغفورہ کی ایک بھٹی اسیارہ میں ۱۹۸۶ء میں اخبار الدیوریو میں شائع ہوئی تھی۔
خلاصہ یہ ہے کہ ۱۔

اب و دیگر اثباتی نشی کے استعمال کے مخالف (پرنس) جلسوں میں شرکت کا شوق تھا۔ ایک
فی قسم کے جلسہ میں مسٹر کوٹلم (انگریز نو مسلم) حال محمد عبد اللہ کوٹلم و شیخ الاسلام انگلستان) کا
مذہبی پرکھتا تھا جبہیں انہوں نے حضرت سرور کائنات فخر موجودات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وہ ازواجہ وسلم کے سچے حالات بیان فرمائے چونکہ پہلے کہیں اس قسم کے حالات نہیں سنے تھے
اسی حیرت ہوئی کہ چونکہ مسیحی بکھار ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے اسم مبارک
ساحر۔ تشذخون انسانی ظلم۔ جابر وغیرہ نازیبا الفاظ بیان کیا کرتے ہیں اور یہ بھی بالاتفاق
کیا جاتا ہے کہ لوگوں کو دبا دہکا اور ڈرا کر مجبور کر کے مسلمان بنایا گیا ہے۔ اس دفعہ پہلی مرتبہ صحیح
تسنیے کا اتفاق ہوا۔ جنکا دل پر بڑا اثر ہوا۔ اسلئے غرض تحقیق حال مرحومہ نے دوسری وقت
محمد عبد اللہ کوٹلم سے اس اختلاف بیان کی وجہ دریافت کی جس پر انہوں نے بڑا مفقول اور قطعی
دیا۔ کہ لیڈی صاحبہ آپ میری اور کسی کے کہنے پر کچھ خیال نہ فرمائے۔ یہ لیجئے قرآن شریف
میری ترجمہ اسکو فرصت میں توجہ اور غور سے پڑھائیے۔ آپ پر اصلی حقیقت از خود ظاہر ہو جائیگی
یہ سے دریافت کرنے کے بھی آپکو صرف باقی رہیگی۔ مرحومہ کا بیان ہے کہ قرآن شریف
پڑھنے کے چلی آئی۔ اور پڑھنا شروع کیا۔ غرض قسمت اتفاق وقت میری والدہ سخت تعجب
جابر اور حد سے زیادہ مخالف اسلام تھی۔ وہ مجھکو قرآن شریف پڑھتے دیکھ کر بہت نا ارض
ہایت برا فروختہ اور بڑی مشتعل ہوئیں۔ اور مجھ سے قرآن شریف چھین کر آگ میں جلا دیا۔
پڑا اصرار اور سعی کی جسکو میں نے بہ کوشش اور بدشکاری نام بچایا۔ دستعل محفوظ رکھا۔ مجھکو
شریف کے پڑھنے مسلمانوں سے ملنے ان کے جلسوں میں جانے کی سخت ممانعت کی اور
سے روکنے کی بڑی سعی کی گئی۔ اور سختی کے ساتھ میری نگرانی ہونے لگی۔ حتیٰ کہ مجھکو میرے ہی
میں بند کر دیا گیا۔ اور یہ ہو رہا تھا۔ اور وہ ہر اسکے خلاف میرا دلی شوق مجھکو بیکار کر رہا تھا۔

کہ محیط ہو سکے جب مسلمانوں میں پوپنچکر مسلمان ہوجاؤں۔ اور جلد اس حالت سے نجات حاصل
کروں۔ بعد سخت تکالیف کے بدشوارسی تمام مجھکو مسلمان ہونیکا موقع ملا۔ اسکے ساتھ ہی ایک اور
دوسری آفت نازل ہوئی۔ وہ یہ کہ میرا خاوند جس سے میری نسبت ہوئی تھی وہ میری والدہ تھے
بھی سخت متعصب اسلام اور مسلمانوں دونوں کا مخالف اور حد درجہ کا دشمن تھا۔ اس نے میری
مسلمان ہونے میں بہت بڑی مخالفت نہ مزاحمت کی۔ مگر دونوں۔ یعنی والدہ۔ و خاوند بعد از تحقیق برحق
دین اسلام کو قبول کر کے مسلمان ہوئے۔ اور تین سال بعد میری شادی میرے پہلے خاوند سے
اسلامی طریق پر ہوئی۔

میری چھوٹی بہن میرے پاس آکر رہی جو میری ہمراہ اسلامی طبوں میں جا کر وعظ سنتی رہی۔
ایک روز محمد عبداللہ کوٹلیم صاحب کہ وہ خط حقیقت اسلام کی متعلق شکر از خود کہنے لگی۔ کہ کبھی
عمدہ بیان ہے۔ ہر ایک بات کے علاوہ درجہ کی معقول اور انتہا درجہ آسان ہے۔ اپنی مرتبہ سننے پر
سب باتیں بخوبی سمجھ میں آگئیں۔ ہم عمر بھر مسیحی لکچر سننے رہے۔ مگر کبھی یہ کیفیت حاصل نہیں
ہوئی۔ نہ انہیں یہ معقولیت پائی گئی۔ میری آندہ ہے کہ مجھکو بھی مسلمان کر لو۔ اسی طرح تمام
مخالفت کرنیوالے خاوند خالے کے فضل و کرم سے آہستہ آہستہ تحقیق کر کے خود مسلمان
ہو گئے۔

مقام کفر الشہدائک مصر میں جون ۱۹۱۴ء میں ایک بڑی مالدار و مقتدر تعلیم یافتہ قابل
عورت مسلمان ہونے لگی تو ملکی قانون اور مروجہ ذلت کا حدہ کے مطابق اسے گورنر علاقہ
کو اپنے ارادہ کی اطلاع دی۔ وہاں سے مسیحی پادریوں کو لکھا گیا۔ پادریوں نے اگر بہت بڑی
کوشش کی۔ کہ یہ مسلمان ہو مگر بیفائدہ۔ عیسائی پادریوں نے اس نازک بدن و نازک مزاج
کو در دل عورت کو دیر تک دھوپ میں کھڑا کئے رکھا۔ مگر اس مردانہ بہت قوی دل عورت نے
سب کچھ برداشت کیا۔ اور نہایت معقولیت کے ساتھ کل اعتراضوں کی اچھی طرح تردید کی۔
جس پر پادری چلے گئے اور یہ عورت اسلام مقدس کی حقانیت ثابت کر کے اپنی رضا و رغبت
سے بخوشی مسلمان ہوئی۔ اسکا اسلامی نام فاطمہ رکھا گیا۔

مقام الجیزہ واقعہ ملک مصر کا ایک قبیلہ عیسائی جسکا نام خنا تھا۔ جو آسودہ حال و مالدار ہونیکے

کل قیظوں میں بڑا محرز اور بڑا با اثر ہی تھا۔ اپریل سنہ ۱۹۵۱ء میں مسلمانوں نے ایک حسب قاعدہ
یاد دہاں لے کر ٹری کوشش کی اور بہت زور لگایا کہ یہ مسلمانوں کو بڑا چھوٹا ہی ہے۔ ۵۰۰
مسلمان ہوا۔ جبکہ نام محمد سعید رکھا گیا۔

دوس جہانگیر تبدیل مذہب خصوصاً عیسائی مذہب بد مذہب ہی دشمن کا مکتبہ۔ اس کے خاص
دارالسلطنت شہر سنیت پر زور کے ایک سکول کی محنت سے جو مذہب عیسائی تھی۔ وقتاً
ذالیسی میں از خود بخوشی شریعت اسلام ہوئیں۔ ان کا اسد میں، مسدہ تھا۔ پڑا میں خود مذہب
جو دوس میں اعلیٰ درجہ کی پادری اور بڑے فضل میں انہوں نے اسی سال سنہ ۱۹۵۱ء میں اپنی نور
روسیکہ کو عرضی دیکر تبدیل مذہب اور قبولیت اسلام کی جازت دینی کی درخواست کی جن کو وزیر
سینسکل کے گرجے میں قید کر لیا گیا۔ اور گرجے کے تمام پادری، سب، غیہ پادری غیہ و منف مذہب
پر مسئلہ اور بلائے بے درمان کچھ پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جو ان پر جہاد تعدی و ختم
میں۔ اور مختلف ذرائع سے ان کو قبولیت اسلام کی جازت دینی کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر
سب فضول۔ محض بیفائدہ۔ پادری صاحب بدستور قبولیت اسلام کے جازت کے ختم ہونے اور
اسے ثابت قدم ہیں۔ دوس کے صوبیات قزاقان۔ ان میں یہ سک کے بت پرست باشندگان
گورنمنٹ روسیکہ کو عرضی دی ہے کہ سک مسلمان ہو۔ ان کی جازت دینی جائے جہاد مذہب
وزارت داخلہ سے ان کی تعداد دریا نشت کی جہاد کھیتی کے دس۔ کھ بیان کی گئی۔

دوس وہ جابر و متعصب ملک ہے کہ جسکی نظیر تاریخ عام و معجزہ دنیا کم ہیں۔ وہی نہیں ملتی۔
وہاں پراشاعت اسلام قریباً ناممکن ہے وہاں غیر مسلمان ہونا تو بھی بے خود رہا خود مسلمانوں کے نام
مذہب عیسائیوں کی فہرست میں درج کر کے ان کو عبادت و عمارت میں سمجھائی جائے گی۔ جس کا مذہب
اور زبردستی نہایت سختی کے ساتھ ان کو مسجدوں میں جانے کو حکم دیا جائے گا۔ ان کے
سے بزرگ کر دیا۔ مسجد میں مسدہ کر دیں گے۔ غریب۔ مسدہ۔ ان کے ذہن و عقل نہیں
سنی گئی۔ جس کا ذکر سا لگدشتہ میں دوس میں شورش ہوئے پر مذہبی کراوی کو عرف نہانی
وعدہ ہوئے پر اخبارات میں بار بار ہوتا رہا۔ در خود جہانگیر میں بھی جہاد و سی جہاد کہتے ہیں
باوجود اس ناقابل برداشت ظلم و جبر اور تشدد کے سا لگدشتہ میں سنہ ۱۹۵۱ء میں مقام کرکچہ

واقعہ صوبہ اودھ کے ۲ لاکھ ۵۰ ہزار بت پرست خراب علامہ شاکر جان آفندی امام مسلمانان بلوچ
تالقات کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اس علاقہ کے آسودہ حال مسلمانوں نے ان نو مسلم بھائیوں
کی ہدایت اور اسلامی تعلیم و تربیت و غیرہ کے لئے حسب ضرورت علما مقرر کر دیے اور مساجد
کی تعمیر کا ہی انتظام کر دیا۔ مساجد کے متعلق کل آنی یا سبب حسب ضرورت ایک نعمت جا آفندی
مخیر بن گور نے دینے کا وعدہ فرمایا۔ خداوند تعالیٰ اور سوا اسکی خیر و خیر عطا فرمائی۔ اور مکی عمر و سنت
اور دولت و عزت ہر چیز خصوصاً اولاد و مال میں روز افزون ترقی بخشے۔

یورپ کے مایہ ناز برمن کے ایک عالم محقق متلاشی آثار قدیمہ حال میں مصر میں مشرف باسلام
ہوئے۔ ایشیا کے مایہ ناز جاپان کے ایک نامور فاضل پروفیسر جاپانی حال میں بھی میں مشرف
باسلام ہوئے۔ جاپان میں اور بھی ۲۰ عالم مسلمان ہوئے۔ جنہیں سے ایک کا اسلامی نام ابوسمیع
اور دوسرے کا اسماعیل رکھا گیا۔ ان کے علاوہ جاپان میں بارہ ہزار سے زیادہ مسلمان اس وقت
تک ہو چکے ہیں۔

صدی گزشتہ کا سب سے زیادہ نامور مسلمہ صاحبہ اقبال اور صدی زیادہ بارعب شہنشاہ پولین
یونیا پارٹ جس نے فرانس کو اتھارے عروج اور عظمت بخشی۔ اور ترقی کے معراج الکمال پر پہنچایا۔
اسلام کا شہید تھا۔ بعض مواقع پر اپنے خود اپنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا۔ اور اپنا نام علی تبارک
تاریخ سے ثابت ہے کہ نیپولین یونیا پارٹ کی پراسٹیٹ زندگی بالکل مسلمان عربوں کا نمونہ تھی
تاریخ پکار رہی ہے کہ یونیا پارٹ مدینہ منورہ کی زیارت اور روضہ اطہر پر حاضری کے شرف حاصل
کر نیکا بڑا سامعی اور مستحق تھا۔ فرنگ کے سرکاری گڑ میں جو قیام جمہوریت کے چٹے سال
مقدس میں شائع ہوا مذکور ہے کہ نیپولین یونیا پارٹ نے مصر میں ہرم کیپر میں علمائے اسلام
ملاقات کی۔ اور الشیخ سلیمان سے گفتگو کرتے کرتے ہوئے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول
پڑھ کر اپنے مسلمان ہونیکا خود اقرار کیا۔ اور مدینہ منورہ جا کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
کے روضہ مقدس کی زیارت کر نیکا بہت بڑا استباق ظاہر کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ ناز و بھی
مقتد اور پیشوا مسیحیت (نبرہ خلیفہ اسلام) پر حملہ کر کے جیسا یوں کی قوت کمزور کر کے جیسا یوں
آفندی سے مسلمانوں کی نجات دلائی کی خواہش ظاہر کی یہ ہمیشہ مسیحی بادشاہوں سے لڑا اور خود

اور برباد کرتا رہا۔ روسیوں نے یہ جہاد و فتح پولیس جیٹ پارٹ سے خوف سے اپنے
قدیم ذمہ مور اوپیا سے دارالسلطنت ماسکو کو خود اپنے ہاتھوں بھاگ کر خاک سیاہ کیا اور وہاں سے
بھاگ کے فرار سی اختیار کی تھی۔

اب اگر قبول بعض مسیحی موعظوں کے پولین بونا پارٹ کا طریقہ پڑھت مسلمان ہونیکا قرار کرنا۔
مسلمانوں کے ساتھ ملکر ناز پڑھنا پولیسکل چل سمجھا جائے۔ تو پھر اسی اصول کے مطابق مسلمان علی کا
رجونہ مسلمان بادشاہوں سے بڑا نہ کسی اسلامی بادشاہی کو نباہ کیا۔ اسی قسم کی کسی خاص
کے لحاظ سے علانیہ باقاعدہ اسلامی زندگی بسر کرنا ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ جسکی تاؤد دیگر امور
بڑے زور سے کرتے ہیں۔

مثلاً پولین بونا پارٹ ادن تمام انگریز مصنفوں کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور انکی نسبت
علانیہ اظہار نفرت کرتا رہا۔ جو اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرتے چینی کرتے تھے۔
وہ ادن فرانسیسی فلاسفوں سے بھی سخت مارا ضرب تھا۔ جو اسلام پر حملہ کیا کرتے تھے۔ اور
فرانس کے بہت بڑے اور نامور ترین فلاسفر فوئیئر کی نسبت بار بار اپنے درباری امراء سے
کہا کہ مجھ کو اسکی ذکاوت پر نہایت افسوس ہے کہ اسنے ایسے مذہب کے خلاف اپنی ذکاوت
صرف کی ہے۔ جو بلحاظ اصول و شرع دنیا کے تمام مذاہب سے نہایت مضبوط اور اعلیٰ ترین
مذہب ہے۔

اگرچہ پولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کی ادس گفتگو سے جو مصر کے ہرم کبیر میں مسلمان تھے
کرام سے ہوئی جو فرانس کے سرکاری گزٹ میں درج ہے پولین بونا پارٹ کے مسلمان ہونیکا
کسی نصف دہمیدہ و سنجیدہ کو ذرہ پر بھی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن مجھ کو اس
اس سے بحث کرنی مقصود نہیں۔ لہذا یہاں پر صرف استفادہ ہرگز ہے کہ پولین بونا پارٹ کو اسلام
سے خاص وابستگی تھی۔ اور وہ دین برحق اسلام مقدس کا سچی شہید تھا اور بس۔

یورپ کے نامور ادراہ قنور سلطنت روس کا طاقتور و صاحب اقبال و اقتدار شہنشاہ ولید میر جین
حکومت روسیہ کو مستحکم و وسیع کر کے بڑا فروغ دیا اور عروج پر پہنچا۔ اسلام کا بہت بڑا
تہاد وہ بڑی سعی کرتا رہا کہ کسی طرح مجھ کو مسلمان کر لیا جاسکے۔ نیز اسکی یہ قیادت

والے درجے کے متقی علمائے کرام کی احتیاط کی وجہ سے پوری نہ ہو سکی۔ یہ بادشاہ شریفانہ خراب کا بڑا عادی تھا۔ یہ چاہتا تھا کہ اسکی ممانعت نہ کی جائے۔ اور مسلمان کر لیا جائے۔ اور دیگر احکام اسلامی کی تعمیل کا اقرار کرتا تھا۔ لیکن مسلمان علمائے نے یہ شرط لگائی۔ کہ شراب سے قطعی پرہیز کرے اور آئندہ کے لئے اسکے استعمال سے نو بہ کرے تب مسلمان کیا جاسکتا ہے۔ شاہ ولیڈ میر نے پتیرا کہا۔ منت کی کوشش کی بارہ میں اپنی محذوری ظاہر کر کے اس سے معافی چاہی۔ اور اس شرط کے بغیر مسلمان ہونے کی التجا کی۔ مگر مسلمان علماء شرط مذکورہ پر مصر رہے جس سے شاہ ولیڈ میر مایوس ہو گیا۔ اور اتفاقاً پرہیزگاری کے دعویٰ پر تقدس آئین مسیحیت کے پیشوا عیسائی پادریوں نے جاہل و عیش پرست شاہ ولیڈ میر کو شراب کے استعمال کی عام اجازت دیکر عیسائی بنالیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بتدیج اسکی قوم ہی عیسائی ہو گئی۔ مسلمانوں کی انکار پر عیسائیوں کو ایک طاقتور شاہ کو معہ اسکی کثیر التعداد رعایا کے عیسائی بنانے کا موقعہ اتفاقہ مل گیا۔ جس کو ادنیٰ نے غنیمت اور بے غنیمت سمجھا۔

اگرچہ یہ امر ظاہر تھا کہ اگر شاہ ولیڈ میر مسلمان بنالیا جاتا۔ تو بڑی۔ روسی خگلوں سے جسیں کم و بیش وقفہ سے عموماً ہمیشہ پینسی رہتی ہے۔ اور سب سے زیادہ اسی سے لڑنے کا اتفاق ہوا یا نقصان پہونچا۔ اس سے بچ جاتی۔ بخلاف اسکے یہ دونوں طاقتور دشمنان اور فاتح تو ہیں ہم مذہب و متفق ہو کر اپنی متحدہ کوشش سے تمام یورپ کو نور اسلام سے منور کر دینے اور کل دنیا پر اپنا اثر و اقتدار جالبندی میں۔ مگر مسلمانوں نے اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ مسلمان علمائے کرام اسلام منقول کی احکام کی تعمیل پر قائم اور ثابت قدم رہے۔ بالغرض اسلام مقدس ہمیشہ اور ہر زمانے میں حیرت انگیز و تعجب خیز ترقی کرتا رہا۔ اور اب اس کس میرسی خصوصاً مسلمانوں کی غفلت و عدم توجہ کی کہی تمہیں بھی غیر معمولی تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ جسکو دیکھ کر اور سن کر خائفین اسلام کی آنکھیں خیرہ اور دل مارے خوف کے دہے جا رہے ہیں۔ اور وہ از خود حد سے زیادہ خوف ہیں۔ چنانچہ کوئی حالت پریشانی میں کہڑا لپکا رہا ہے۔ کہ افریقہ میں جس تیزی سے اسلام کی اشاعت بلا تحریک و ترغیب اوسھی از خود ہو رہی ہے اور وہاں اسلام کو جو اور حنفی ہر دل غریزی حاصل ہے اسکو خیال کرتے ہوئے کچھ عرصہ بعد براعظم افریقہ کے تمام دکنال مسلمان

جو جانیکا قوی اندیشہ ہے۔ اور کوئی حالت اضطراب میں شور مچا رہا ہے کہ چین میں اسلام
و مسلمانوں کو جو عزت و ہر دغیر ترقی حاصل ہے اور جس رفتار سے اسلام وہاں ترقی کر رہا ہے
کچھ مدت بعد تمام چین کے مسلمان جو جانیکا یقینی امید ہے۔ اسی طرح مختلف ممالک کے مسلمانوں کی
بڑے زور اور ترقی کے ساتھ امید یا پیشین گوئی کر رہے اور مزید لطف یہ کہ مخالفین اسلام
یہ پیشین گوئی کر رہے ہیں جس سے مخالفین اسلام خود بخود شوش و خوف زدہ ہیں۔ اور
اپنے مذاہب کی حفاظت سے ابھی سے مایوس ہو رہے ہیں۔ اور اس خوف و مایوسی نے
مخالفین اسلام کو حد سے زیادہ خوف زدہ بنا کر ان کے عیش و آرام تک کو تنہا و زندگی کو
بے لطف کر ڈالا۔ اسکو ذاصل اسلام مقدس کا معجزہ سمجھنا چاہئے۔

یورپ کا مشہور مسیحی اخبار جرنل براعظم افریقیہ میں ترقی اسلام کی نسبت اپنی ایک شاعت
میں لکھتا ہے کہ دین اسلام ابھی تک بہت بڑی نادر المثال تیز رفتاری کیساتھ وسطی و جنوبی
افریقہ میں بڑبڑ ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام اپنی زمین ممالک سنی گائیں صحرائے اعظم پر
گزر رہا ہوا ان تمام علاقہ جات پر قابض ہوتا چلا گیا جو نہر نیگر۔ پر وسطی افریقیہ تک پھیلے ہوئے
ہیں۔ اب اس سرسبز و شاداب اراضی پر مختلف اسلامی حکومتیں ہی اپنا سایہ ڈالنے لگے ہوئے
ہیں۔ یعنی اسلامی ترقی کے باعث یہ ساری زمین ایک عظیم الشان اسلامی مملکت ہے۔
اسلامی کامیابی صرف اس حد تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ وہ وسیع الاطراف اراضی۔ کانگو کو
بھی لپیٹتا ہوا افریقیہ کے جنوب تک پہنچ گیا ہے۔ دین اسلام کی اس تیز رفتاری کے باعث
افریقہ کے تمام مذاہب مدہم پڑ گئے۔ اور یقینی بات ہے کہ ایک دن سارا افریقیہ مسلمان
ہو کر رہے گا۔

یہی اخبار پٹی جرنل لکھتا ہے کہ جب افریقیہ میں اسلام کی ترقی کا یہ حال ہے جو اب پریشانیوں
تو پریشیا میں جو اوسکا وطن اصلی اور ولادت گاہ ہے کیوں نہ ترقی کرتا۔ وہ (یعنی اسلام)
ایشیا میں بھی اپنا راستہ خود صاف کرتا ہوا برابر آگے بڑھا چلا جا رہا ہے وہ شروع میں
ہی چین میں جا پہنچا اور اب جس تیز رفتاری سے چین ترقی کر رہا ہے اس سے دنیا کا
خیال ہے کہ وہ دن غنیمت انیوالا ہے کہ چین کا عام مذہب اسلام ہوگا۔ جس کے آثار

صدی گذشتہ سے نظر آنے لگے ہیں۔

روس کا مشہور پروفیسر اسیلیوشک^{۱۸۶}ء میں لکھتا ہے کہ تحقیق کرنا لوگوں کو ثابت ہو رہا ہے کہ چین میں آہستہ آہستہ اسلام مجوسی مذہب کی جگہ دخیل ہوتا جا رہا ہے عنقریب بت پرستی کو نکال باہر کر لینگا۔ اور خود اسکی جگہ لے لینگا۔ اگرچہ چینی جو تمام دنیا کا ایک تہلہ ہیں مسلمان ہو گئے۔ تو دنیا میں ہل چل مع جائیگی۔ اور جبل الطارق سے لیکر بیسفاکوشن تک اسلام اسلام پھیل جائیگا۔ جو دین عیسوی کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ دوسرے محقق جیمس ہاٹری جو ایک بہت بڑی پوٹیکل آدمی ہی ہیں ۱۸۵۷ء میں لکھتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کو اسلام کی ذرا بہر بھی حالت معلوم ہے وہ اس میں کچھ بھی شک نہیں کرتے کہ وہ وقت قریب ہے کہ چین میں اسلام کو بہت بڑا پایہ حاصل ہو جائیگا۔

مسٹر لٹن کانسٹن انگلستان متعینہ علاقہ اشوان اپنی سرکاری رپورٹ میں جو ۱۸۹۷ء میں انہوں نے انگلستان کی وزارت خارجہ کو پیش کیا۔ لکھتے ہیں۔ کہ :-

شاہگ یان میں جس قدر آبادی ہے اسکا نصف مسلمان ہیں۔ یہ اسلام کے پکے پیرو اور چینیوں کی نسبت بڑی پاک نہایت صاف اور نیک صفت میں کامل ہر شرافت میں اشرف ہیں۔ اسکے بعد چینی مسلمانوں کی صلاح کلی۔ فیاضی۔ مہمان نوازی۔ منساری۔ خوش اخلاقی۔ وغیرہ کی تعریف لکھ کر اپنے چشم دید واقعات سے تصدیق کی ہے۔

ڈاکٹر زارزالم صاحب جو عرصہ تک چین میں رہے لکھتے ہیں۔ کہ چین کے مسلمانوں نے اپنے اخلاق و نیک اوصاف کے بدولت چین میں بڑی ہر دلعزیزی حاصل کی اور چین کو اپنا شیدا بنا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ چینی مسلمانوں سے بڑی خوشی اور محبت سے میل ملاپ رکھتے ہیں۔ اور باہم برادریہ برتاؤ کرتے ہیں۔ چینی مسلمان اپنے فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں ہر وقت تیار و مستعد اور سرگرم رہتے ہیں۔ نہ تو مسلمانوں کا مذہب تعصب کی تعلیم دیتا ہے اور نہ وہ متعصب ہیں۔ اسلئے کثیر التعداد چینی مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ سرکاری حلقوں میں بھی مسلمانوں کا بہت بڑا رسوخ اور اعلیٰ درجہ کا اعتبار ہے مسلمان ہو جائیے چینیوں کو حفظان صحت۔ طہارت۔ صفائی لباس۔ صوفائی پانکی وغیرہ

سابقہ آجائبات۔ درودہ اُن مفید ترین قواعد کے پابند ہوجاتے ہیں۔ اور سب طرح کی دینی
نجاتوں یعنی افعال ذمہ سے رُک جاتے ہیں۔ چینیوں کو مہذب و شائستہ بنانے کا یہ
سہل طریق مسلمان بنانا ہے۔ اور بس۔

اسی طرح پر افریقہ کے بت پرستوں کو مہذب بنانیکا سہل ترین طریق اور جو مسلمان بیان
کیا گیا ہے۔ اور افریقہ میں بہ نسبت مسیحیت کے اسلام کی اشاعت کو زیادہ مفید اور خاص کر
یورپ کے مسیحی دول کے لئے اور بھی زیادہ مفید بنایا گیا ہے۔ اور یہ کل یہ نیت عیسائیوں
اور خصوصاً نامور۔ مدبر۔ تجربہ کار۔ واقف حالات و دشمن و مانع ذیل مسیحیوں کے ہیں۔
اور کثرت میں جنگ و خوف طوالت نظر انداز کر کے یہاں پر خیال اختصار بعض مختصر بیانات
متعلق خوبی و برکات اسلام کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا ہے۔ (یعنی اس تحریر میں اس امر کا
خاص طور پر احتیاط کی ہے کہ اسلام مقدس کے متعلق غیر ذرا سب اور مخفی فیض اسلام کے
اقوال ہی بیان کئے جائیں اور کسی مسلمان کی تحریر و بیان کا مطلق حوالہ نہ دیا جائے۔
شکر کا مقام ہے کہ جہاں عیسائیوں میں سروریم میور اور پادری کنین میک کول جیسے متعصب
و مخالف اسلام ہیں وہاں پر فیسر جانسن۔ اور پروفیسر ڈیویری جیسے منصف و آزاد منش
اور حق گو محقق بھی ہیں۔ جن کے بیان و تحریر کے ذریعہ اون کے ہم مذہب مخالفین اسلام کی
تحریر و بیان کی تردید ہو کر قلعی کھلتی رہتی ہے۔ اور بہت عمدہ اور مفید ہے۔ بقولیکہ
”کیا خوب جو غیر پردہ کہولے عا جاد وہ جو سر چڑھکے بولے ہاں۔“ پروفیسر جانسن صاحب
مؤلف کتاب اعلیٰ دین عیسوی اپنی اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ بسطیح مسلمان
ہماری طرف منوجہ ہیں ہماری حالات و عادت سے واقفیت حاصل کر نہیں سکتے ہیں۔
اور بسطیح ممکن بھی اون سے سیکھنا چاہئے کیونکہ اون کے پاس حکیمانہ تعیم موجود ہے اور وہ ہر
میں ہمے بڑے ہوئے ہیں۔ ادبیہ سچا مذہب رکھتے ہیں۔ انہی کے ذریعہ علوم الہیات و کلام کل
دنیا میں پھیلا۔ انہوں نے مغربی تہذیب کیساتھ بہت بڑے حسنات کئے۔ ہذا پسکو و
اون کے آثار و یادگاروں کا احترام کرنا چاہئے۔ ہم کو لازم ہے کہ ان کی سب مقدسہ و شریعت کا بغفل
احترام کریں۔ اون کی نسبت جو غلط باتیں مشہور ہو چکی ہیں اون کی تردید و تہنیتی کریں۔

خود ادینی حالات معنوم کرنے اور اپنی فضائل خود دیکھنے چاہئیں۔ بسا کر نیسے ہکو اورن سے از خود
 رغبت و محبت ہو جائیگی۔ سب سے زیادہ مقدم اور ضروری یہ ہے کہ اورن کے قرآن کا صحیح اور ٹھیک
 ترجمہ کر کے اسکی اشاعت کریں۔ اس تمام غلطیوں اور غلط فہمیاں رفع ہو کر اصل حاکمات و حقیقت
 ظاہر ہو جائیگی۔ حال میں مصر کے رسالہ المنار میں ایک تحریر شائع ہوئی جس میں بیان کیا گیا۔ کہ علما
 کرام کو چاہئے کہ مستعدی سے امراء و سلاطین اسلام کو ہدایت کرتے رہیں۔ کہ وہ اسلام مقدس
 کی کامل پابندی کریں اور اپنے اقوال و افعال ہر چیز کو اسلام کے مطابق رکھیں۔ جسکی پیروی کئے
 بغیر مسلمانوں کی نہ دنیاوی فلاح ہو سکتی ہے اور نہ دینی نجات۔ اس تحریر کو بڑی مقبولیت حاصل
 ہوئی۔ اور اسکے ترجمے دوسری زبانوں میں کئے گئے۔ نامور یورپین مسیحی پروفیسر و میری نے اس
 تحریر سے کلی اتفاق کیا۔ اور بہت پسند کیا۔ اسکی نسبت ایڈیٹر المنار کو تحریر فرمایا۔ کہ۔ جناب من۔
 آپکا مضمون میں نے غور سے پڑھا۔ آپکی یہ رائے بالکل صحیح ہے۔ کہ مسلمانوں کی فلاح و نجات
 مذہب اسلام پر عمل کرنیے ہو سکتی اور سب سے پہلے یہ کام علما کا ہے کہ وہ امراء و سلاطین کو اسلام
 کا نونہ بننے کی ہدایت کریں۔ بلاشبہ مسلمانوں کی تمام لطافات کی روح مذہب ہے، جسے ادنیٰ کوئی
 زندگی عطا کی اور مذہب ہی ہے۔ جسکے سایہ میں وہ آئندہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ مذہب کے سوا کوئی
 اور چیز ادنیٰ نجات نہیں دے سکتی۔ آپنے یہ مضمون لکھ کر اپنی قوم کی نہایت عمدہ خدمت انجام دی
 اور میں اس مضمون کا ترجمہ یورپین زبانوں میں شائع کروں گا۔

حال میں میڈم لوٹن نے جو انگلستان کے اہل قلم کے طبقہ میں بہت بڑا پایہ رکھتی۔ اور عزت
 و احترام سے دیکھی جاتی۔ اور حکیمہ انگلستان کے لقب سے پکاری جاتی ہیں۔ ایک کتاب لکھی ہے
 جسکا نام اسلام و عیسائیت ہے۔ اس کتاب کی یورپ میں بڑی قدر ہوئی۔ اور نامور و اعلیٰ
 درجے کے رسائل و اخبارات میں اسکی بہت بڑی تعریف ہو رہی ہے۔ میڈم صاحبہ دیکھا کہ کتاب
 میں لکھتی ہیں۔ کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ ادنیٰ پاک مذہب ناحق مطعون ہو رہا ہے۔
 مسلمانوں کی موجودہ حالت خراب ہے۔ لیکن یہ خرابی ادنیٰ خود پابندی اسلام جہوڑنے سے
 پیدا ہوئی۔ لیکن زمانہ ان خرابیوں کو مسلمانوں سے منسوب کرنیکے بجائے خود اسلام سے کرتا ہے
 جو سخت غلطی اور بڑی زبردستی ہے۔ میڈم صاحبہ کہتی ہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ خراب حالت

در اصل حکام اسلام کی عدم تعمیل کا نتیجہ ہے۔

اور یورپ کا یہ خیال کہ اسلام چند بدوبانہ و سنیانہ حکام کا مجموعہ اور اس زمانہ میں ناقابل عمل اور ترقی کا سزاوارہ ہے سراسر غلط اور بائبل کے بنیاد ہے۔ جو تمدنی اور جماعتی نظام اس وقت یورپ میں نظر آ رہا ہے جیسر یورپ کو ناز ہے اور اسیکو مہذب و ترقی یافتہ یورپ سعادت انسانی کا نام سمجھتا ہے وہ تمام و کمال اسلامی تمدنی نظام ہے اور کل فضائل و کمالات جسکی وجہ سے یورپ تیار کھلتا ہے سبکے سبک اسلام کے اصل و اصول میں جسکے ٹھٹھے ٹار سگت گذرت ہوئے وقت و حالت میں بھی مسلمانوں میں عام طور پر موجود ہیں۔ اور وہ ردائیل و مارکس بات جن کو خدا سلفہ یورپ دشمن تہذیب و تمدن بتاتا ہے سب سے پہلے اونکی بیچ کئی اسلام نے ہی کی ہے۔ میڈم ماہرینہ اون خاص اوصاف کا جو مسلمانوں میں خصوصیت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور وہ حقیقت اسلامی تعلیم کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً ہمان نوازی بھی انسانی ہمدردی بغیر واقفیت مدد کرنا۔ بہت زحمت قناعت۔ صبر۔ استقلال اور حمیت وغیرہ ہر ایک کا ثبوت اپنے جینی مشاہدہ میں سے کئے واقعات سے دیا ہے۔ (ہمارے مغربی تعلیم و تربیت یافتہ یورپین اہل الراہ کی تحریر و بیانات کے دلدادہ ان یورپین پروفیسروں اور اہل قلم کی تحریر و نکتو بغور پڑھیں اور سمجھیں۔ اور پھر باوجود مسلمان ہونیکے دعوے کے اپنی رائے و خیال کا ان مسیحی یورپین محققوں کی رائے و خیال متعلقہ اندازہ مقابلہ و موازنہ کریں حقیقت حال معلوم ہونے پر خداوند تعالیٰ سے ڈریں۔ او معافی مانگئے۔

آئندہ اپنی قلم و زبان کو مخالفت سے روکیں۔ ورنہ بروز قیامت حقیقت معلوم ہوگی۔

محض فضل ایزدی ہے اور خداوند تعالیٰ ہی اس مقدس دین اسلام کا محافظ و حامی ہے ورنہ مسلمان خصوصاً موجودہ حال۔ ہمان اس قابل ہی نہیں رہے کہ دیکھنے کے دنیا خصوصاً اقوام یورپ میں کچھ وقعت باقی رہ سکے۔ خدائے قادر مطلق نے اپنی قدرت کا ملہ سے یورپ طاقتور یورپ کو اسلام کا خصوصاً باوجود مسلمانوں کی خستہ حالی اور اسلام کی کس پررسی کی حالتیں مرحوب بنا رکھا ہے۔ اسکو خداوند کریم کی قدرت و اسلام مقدس کی کرامت سمجھنا چاہئے۔ مسلمانوں کے اشاعت اسلام کمنکی قابل نہ ہونے اور نہ کرنے اور اس طرف توجہ ہی نہ کرنیکہ حالت میں خداوند تعالیٰ نے دوسرے نیکو مسلمان بنا کر اوسنے خدمت اسلامی لینے شروع کر دی ہے۔

جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے کہ غیر اقوام اور ممالک مذاہب دہلے اول خود مسلمان ہوتے اور پھر
اشاعت اسلام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ دنیائے مرکز یورپ اور یورپ میں مسیحیت
مرکز انگلستان اور انگلستان کے مشہور شہر لیورپول میں ایک مسیحی محقق انگریز مسٹر کوٹلسم
کے دل میں اول نور ایمان جلوہ گر ہوا جس سے وہ پہلے خود مسلمان ہوا۔ اور پھر وہیں مسیحیت
کے بڑے مرکز میں خدمت اسلام یعنی اشاعت اسلام میں مشغول ہو گیا۔ انگلستان میں
یہ سب پہلے عیسائی سے مسلمان ہوئے۔ اور اب انکی سعی کی بدولت بفضلہ تعالیٰ مقبول
جماعت نومسلموں کی رہا پیر موجود ہے۔ **اللّٰهُمَّ زِدْ قِرْدَہ**۔

اس وقت جس قدر لیورپول میں نومسلم ہیں اور انگلستان میں اسلام کی نسبت جو حسن ظنی پائی
جاتی ہے یہ سب اسی نیک نہاد۔ عالی مرتبت مرد خدا کی سعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔
محمد عبداللہ کوٹلسم صاحب کو ابتدا میں بہت بڑی دقت اور تکلیف اور غیر معمولی مشکلات کا سامنا
ہونا پڑا مگر انہوں نے بڑی ثابت قدمی۔ صبر و استقلال سے اُس حالت کا مقابلہ کیا۔ اور کامیاب
ہوئے۔ اب وہ حالت نہیں ہے نہ اب اونپر حقارت و ذات کے آوازیں کسے جاتے ہیں نہ ساز
میں اینٹ پتھر برسائے جاتے اور نہ تالیباں بجاٹی جاتی اور شور مچا کر خلل ڈالا جاتا ہے اب اُن
تکلیفات بچائے ملکر اطمینان حاصل ہو گیا ہے۔ ایک اور یورپین عیسائی مشر وپ صاحب کا دل
نور ایمان سے منور ہوا۔ انہوں نے خود مسلمان ہو کر امریکہ میں اسلام کی سعی شروع کر دی۔ یہ امریکہ
بڑی صاحب النہی ہم مذہب اس سعی میں مصروف ہوئیں۔ اور ان دونوں نے مسلمانوں کو اس طرف
توجہ دلائی مگر افسوس غافل و کم ہمت مسلمان بدستور خواب غفلت میں پڑے رہے اور ادھر مطلق
خیال نہ کیا۔ پھر حسن اتفاق سے میں گل محمد خان صاحب افغان امریکہ میں بغرض تجارت و حصول
معاش جا پہنچے۔ اور خود خداوند تعالیٰ نے کامیابی بخشی۔ وہ اس طرف سے کس قدر اطمینان حاصل
ہو جانے پر خدمت دین یعنی اشاعت اسلام کی جانب توجہ ہوئی۔ اور اپنی کوشش میں غیر معمولی
کامیابی ہوئے ویکٹر مسلمانوں کو امریکہ کے وسیع میدان میں اشاعت اسلام کی کوشش کرنیکی
تحریک کی۔ مگر یفائدہ۔ آخر مایوس ہو کر خود اپنی مقصد پیر اس میں سعی رہے۔ جس سے خداوند تعالیٰ
کے فضل و کرم سے دنیا کے لئے حصہ امریکہ میں جسکو نئی دنیا کہا جاتا ہے۔ سینکڑوں سے گزر کر ہزاروں

کی تعداد میں مسلمان ہوئے۔ اور ہوتے رہتے ہیں۔ امریکہ کے مختلف مقامات میں کم و بیش مسلمان
 نظر آنے لگے۔ چنانچہ جزیرہ ٹریٹی میں کئی ہزار مسلمان ہیں۔ اور جنوبی امریکہ کی انگریزی نوآبادی
 برٹش گائنا میں بھی مسلمانوں کی معقول تعداد ہے یہ نہایت ایک خوبصورت و شاندار مسجد بھی حبشہ
 الہی کے لئے تیار ہو گئی۔ جس میں ۳۲ ہزار روپے خالص بننے خود حمایت فرمایا اور باقی دماں کے دیگر
 مسلمانوں سے جمع کیا۔ ان میں گل محمد خالص بننے پہلے مسلمانوں کو امریکہ میں اشاعت اسلام کی
 ترغیب دلائی۔ پھر مسلمانوں سے مایوس ہو کر خود اپنے ذمہ داری پر معقول معاوضہ دینے اور
 کل ضروریات کا کافی انتظام کر دیے کا وعدہ کر کے چند علماء اسلام کو اشاعت اسلام اور مسلمانوں
 کی ہدایت و دینی تعلیم کیلئے بلایا۔ مگر افسوس نہ تو اس وقت کوئی صاحب تشریف لگے اور نہ
 اس وقت تک کسی آمادگی ظاہر فرمائی۔ جو بڑے تعجب اور سخت افسوس کی بات ہے۔ ہمیں ایک
 بہت بڑی وقت ورکاوٹ یہ بھی ہے کہ جو مخلص علماء کرام اشاعت اسلام کو پسند فرماتے اور
 اسیں سعی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مغربی مروجہ وقت زبانوں سے واقف نہیں ہیں۔ اور جو مسلمان
 حضرات مغربی زبانوں سے واقف ہیں۔ وہ علوم دینی سے بے بہرہ اور نابلدہ۔ کیونکہ ان مغربی
 تعلیم و تربیت یافتہ مسلمان حضرات نے۔ نو پہلے علم دین حاصل کیا۔ اور نہ اب علوم دینی حاصل
 کرتے ہیں۔ بلکہ علوم دینیہ اور خود دین سے دور بہاگتے ہیں۔ اور بغیر باندائی ممالک غیر خصوصاً
 جہاں اسلام مقدس کی اشاعت منظور ہو۔ دماں کی مروجہ عام زبانوں سے واقفیت ضروری ہے۔
 بلا اسکے کام نہیں چل سکتا۔ لہذا ان وقتوں اور رکاوٹوں کے باعث یہ مبارک کام یعنی اشاعت اسلام
 روکا ہوا ہے (مسلمانوں میں اشاعت اسلام کی فی الحال بحالت موجودہ نہ قابلیت اور نہ
 اس کا کافی سامان اور نہ قابلیت پیدا کرنے اور سامان ہم پہونچانے کی سعی خفی کہ لاہر توجہ نہیں
 اور بالکل توجہ نہیں ہے اسلئے مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں۔
 للہ تعالیٰ مسلمان اشاعت اسلام سے غافل بالکل غافل اور اس درجہ غافل ہیں کہ ان کو اپنے مذہب
 دین اسلام کی از خود ترقی کرنیکی ہی خبر نہیں۔ اور اگر کبھی اتفاقیہ خبر ہو ہی جاتی ہے تو وہ
 ہی یورپین مسیحی حضرات و اخبارات اور انکی عیسائی قلع نگاروں اور مخالفین اسلام کے ذریعہ اور خاکسار
 ادن حضرات کے ذریعہ جو اس دین خدا کے نوز بھانے اور اس کا نام و نشان دنیا سے مٹانکی

کوشش میں بڑی سرگرمی دستبرد کی ساتھ ہر وقت معروف رہتے ہیں۔
 مسلمانوں کی عدم توجہی کے باعث خداوند تعالیٰ نے اقوام عالم کو اور خصوصاً مخالف اقوام میں
 بغض نیک نہاد خوش نصیبوں کو اسلام مقدس کی طرف خود متوجہ کر دیا۔ جس سے دنیا کی غیر مسلم
 قوموں کی توجہ از خود اسلام مقدس کی طرف ہو گئی۔ اور توجہ کا ہونا ہی دراصل اشاعت و ترقی
 اسلام کا اصلی ذریعہ ہے۔ اسکو بھی اسلام مقدس کا معجزہ سمجھنا چاہئے۔
 یہ اسلام مقدس کی بہت بڑی کرامت ہے کہ وہ مسلمانوں کی لاپرواہی اور عدم توجہی کی حالت
 میں اس حیرت ناک تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس ترقی میں روز افزون
 ترقی فرمائے + آمین +

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خلافتِ عباسیہ طبع سال ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ شعبان المعظم ۲۵۳ ہجری قمری ۲۸ و ۲۹
 ستمبر ۱۹ء جو انجمن کے اپنے مکان واقع ٹکسالی دروازہ میں منعقد ہوتا رہا۔

یوم اول جمعة الميالك بعد الجمعة ۸ شعبان ۲۵۳ ۱۹

دو بجے سے حسب تجویز مشہور تمام حاضرین قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف رہے چنانچہ کئے گئے اور سیرنی
 از قسم ٹکھائی دیوہ جات موجودہ کا ایصال ثواب بروح پر فتوح جناب امام الایز حضرت نعمان ابن ثابت ابو حنیفہ کوئی
 رحمۃ اللہ علیہ کیا گیا۔ (یہ شیرینی احمدیہ جات حافظ چراغ دین صاحب عایینہ شبلی محرم علی صاحب شہیدی و چوہدری محمد عثمان
 صاحب پیٹریوٹک ہتیا کرتے ہوئے حاضرین میں تقسیم کی جاتی تھی۔ اور ایک ن تمام عام حضور کو جناب حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب
 کی طرف سے ودہ پالی کوٹہ ڈیرہ میں ملا کر تمام دن پلا یا گیا۔) اسکے بعد حافظ حضرت علی صاحب مدرس حضور جات
 غلام عیسیٰ صاحب نے ختم شریف پڑھا اور عایینہ شبلی محرم علی صاحب شہیدی نے بعد از شمس العلماء مولوی عبد السلام صاحب
 تقریر خیر مقدم بیان کی اور صاحبزادی کشمیر صاحب پیر شہنشاہ پولیس کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان ایام میں حکیمانہ
 کسی پینکٹ جلسہ ہونے کی مخالفت تھی اس حال میں جلسہ کی اجازت دی۔ چنانچہ شمس العلماء موصوف نے اپنی افتتاحی تقریر
 حاضرین کو سنائی اور بعد نماز عصر کے جلسہ برخواست ہو کر بعد از عصر پانچ بجے سے ابصار ت قاضی ابوبکر علی احمد صاحب
 صاحب بابونی صاحب نے شروع ہوا۔ جناب شمس اللہ صاحب نے پینکٹ آیات قرآنی تلاوت فرمائی اور مولوی

محمد زکریا جو حقیقی فخری سیلانی سید ہونے پر شہر غلط فرمایا۔ اور ان کے بعد جناب لانا مولوی فتح محمد صاحب تائب لکھنوی
 موافق خاندانہ التفاتیہ وغیرہ فرمایا۔ جس سے حاضرین میں سے شایہ ہی کوئی ایسا دل ہوگا۔ جو نہ ترقی ہو۔ اور نہ مغرب ہو۔
 بصیرت شریعت علیہ موصوفہ مذبحش محمد عام۔ مینہ الدین نور العین تیار ملی۔ اور ابتدائے قرآن شریف کی آیات تلاوت کیا
 ورتو محمد عبدالرحیم بخاری میرٹھی نے اپنی تقریر تحریری حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ بعد از منشی محمد حسین بزرگوار علی علی شینانی
 مدرسہ چینی شینان بخمن کی پوسٹ سنائی۔ اور اس کے بعد تقریر محمد مولوی محمد الدین صاحب لاہوری منجانب جناب علی محمد
 ایندہ منہ صاحبان سوداگر عباسہ مولوی فیض الحسن صاحب سنائی۔ اور مولوی مولانا بخش صاحب مدرسہ جامعہ سکول ٹھنڈہ اور ان کے
 صاحب کے تحریری مضامین منظم بخمن نے پڑھ کر سنائے۔ بعد جناب مولانا مولوی حاجی محمد علی صاحب محدث سہا پوری
 مدرسہ اعظم مدرسہ عربیہ میرٹھ کا ایک گھنٹہ سی زیادہ تک دخط ہوا۔ جبکہ مولانا حاضرین کو مستفیض کرتے تھے۔ بعد از ان جناب منشی
 میران بخش صاحب جلو واقع لکھنؤ لکھنؤ اپنے پرکاشک جگر علی نظم و نثر سے حاضرین کو مستفیض کیا۔ اور فیض الحسن صاحب مولوی چل
 خلف الصدق مولوی محمد حسن صاحب فیضی حرم عربی قصیدہ اپنا تصنیف کردہ باظہار خانہ مولانا مولوی غلام احمد صاحب حرم عام
 حاضرین بالخصوص علی رکبند مت میں پڑھ کر سنایا۔ صاحب مذاق حضرت بیت کچھ دلا دی۔ بعد میں مولانا مولوی غلام حسین صاحب
 اجمیری مدرسہ دارالعلوم اپنی تحریری تقریر سے حاضرین کو محفوظ فرمایا۔ ۹ بجے سب نے جناب لانا مولوی صاحب صاحب خلف
 جناب مولانا خواجہ شاہ سیلانی صاحب چشتی صاحب بری سجادہ نشین بیہوشی شریفہ دخط ہوا۔ جسے حاضرین کے ہونے
 ایسا سحر کر لیا۔ کہ مجلس ختم ہو کر راضی ہوتے تھے۔ آخر بدین وعدہ کہ باقی دو دنوں میں ہر وقت دیا جائیگا۔ اور
 معین کی تمنا پوری کی جائیگی۔ دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ اسی سبب میں باقی من حضرت کی قاریہ تحریری بھی پیش
 کر دی گئیں۔ جو خود تشریف لائے تھے۔ جناب مولانا مولوی غلام احمد صاحب نصیری۔ مولوی محمد خورشید صاحب
 معلم مدرسہ مسکنیہ شاہ میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ وحشی حسین الدین صاحب لال مدرسہ بزرگوار۔ مولوی حکیم نبی بخش صاحب
 رسولنگری مولوی عبدالسلام صاحب رفیقی خاص اتفاقات عارض ہونیکے باعث تشریف لائے۔

یوم شنبہ - ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۸ء

صباح سے آٹھ بجے ساڑھے نو بجے تک حاضرین تلاوت قرآن شریف فرماتے رہے اور تیسری سوہ جات
 ایصال ثواب بروج پر فتوح امام لایہ منی اللہ تعالیٰ عنہ کی گئی۔ اور اسکے بعد تیسرے مدرسے نعت خوانی ہوئی
 بصیرت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب خلف الصدق مولانا فارسی حاجی حافظ عبدالرحمن صاحب محدث

جلسہ شروع ہوا۔ اول جناب مولانا مولوی نواز احمد صاحب پسروری امام مسجد شیخ بڑھارموم میں
 امرتسر نے وعظ فرمایا۔ جس سے حاضرین نہایت مخطوط ہوئے۔ جناب ممدوح نے ایک
 نہایت مفید اور ضروری تجویز مدارس دینیات کے متعلق اپنے عالینقدر خیالات کا اظہار
 فرمایا۔ جس کا نہایت مختصر خلاصہ یہ ہے کہ تمام مدارس دینیات پنجاب باہم اسطرح مرتبط
 ہو جائیں۔ کہ باقی مدارس میں ایک خاص حد مثلاً شرح جامی۔ تہذیبی۔ مشکوٰۃ شریف
 جلالین شریف تک تعلیم ہوا کرے اور وہاں کے تعلیم کے سند یافتہ طلباء اس دارالعلوم میں
 جو ایک درس کئی (کالج) میں اعلیٰ تعلیم غایت تک کی حاصل کریں۔ اور اسی مدرسہ کئی
 کے متعلق وہ (ختی رات ہی رکھے جائیں۔ کہ مثل یونیورسٹی دیگر مدارس دینیات کا
 امتحان اسکے ذریعہ ہوا کرے۔ اور کامیاب شدہ طلباء کو سند دیں۔ اور ایک دوسرے
 کے جلسہ میں معاونت کیجایا کرے۔ بعد ازاں جناب مولانا مولوی شاہ سلیمان صاحب
 چشتی قادری صابری سجادہ نشین پہاوری شریف نے وعظ فرمایا۔ حاضرین کی دہنوں
 میں تازگی۔ خونوں میں حرکت۔ آنکھوں سے آنسو جاری کرادی۔ بعد ازاں جناب مولانا
 مولوی حاجی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کا وعظ ہوا۔ جس سے عالم رقت طاری
 رہا۔ اور بعد نماز ظہر حافظ عبد الوارث صاحب نے قرأت قرآن شریف فرمائی۔ اور بعد ازاں
 شمس العلماء مولوی عبد الحکیم صاحب جناب مولانا مولوی فتح محمد صاحب تائب کھنوی
 کا وعظ ہوتا رہا۔ اور منشی کریم الدین صاحب کاظم ٹالووی۔ و منشی میران بخش صاحب
 و شیخ عبد الرحیم صاحب بھل فیروز پوری۔ منشی غلام حسین صاحب شہید اکی پراپرظہین
 پیش ہوئیں۔ اور بعد نماز عصر جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل
 ہوشیار پوری۔ و مولانا مولوی حاجی احمد علی صاحب مرزا پوری کا وعظ ہو کر
 قریب تمام دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔ فاضل ہوشیار پوری صاحب نے
 اپنے وعظ کا مضمون قلمبند فرما کر بعد میں ارسال فرمادیا۔ جو مضامین درج ہے۔
 و منشی ولی محمد صاحب لٹنہ۔ مولوی عبد الحکیم صاحب مدرس ہائے سکول سیالکوٹ
 سیدنا محمد حسین خان صاحب ناظم۔ حاجی ریاض الدین صاحب بریلوی مولانا مولوی مفتی

محمد عبد الجلیل صاحب نہ جونا گڑھ۔ مولانا مولوی شمس العلماء حاجی مفتی درویش
فاضل جالندھر۔ شریک جلسہ ہوئے۔

یوم یکشنبہ ۲ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ - ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء

حسب معمول ختم ہائے قرآن شریف و تقسیم تبرک خرمین الیصال ثواب کے بعد
افتتاح جلسہ میں قاری عبد العزیز صاحب حافظ حشمت علی خان صاحب و
قاری کریم اللہ خان صاحب ٹوٹکی نے آیات قرآن شریف تلاوت فرمائیں۔
اور بصدارت مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری قاری
کریم اللہ صاحب ٹوٹکی زینت شریف سے حاضرین کو مخطوط فرمایا۔ اور جناب
مولانا مولوی نستج محمد صاحب نائب مکتبہ مولوی کا دغظ ہوا۔ بعد میں جناب مولانا
مولوی حافظ حاجی سید محمد اشرف علی صاحب چشتی صبری نے تہانہ پہون کا
دغظ دو گھنٹہ سے زائد عرصہ تک ہوتا رہا۔ ماشاء اللہ حضرت ممدوح کی طبیعت
ایک دریا ہے۔ کہ اُمڈا چلا آتا ہے۔ بیان وہ مسلسل کہ سامعین کو سیری
ہی نہیں ہو سکتی۔ اور بہ تن گوشش ہو رہے ہیں۔ بات کیا تھی؟ یہ جو کچھ
نکلتا تھا دل سے نکلتا تھا۔ دردلوں تک جا کر ٹھیرتا تھا۔ دردلوں میں اپنی
جگہ کر لیتا تھا۔ جزا ہم اللہ خیر الجزا۔ جتنے بعد پر خور دا محمد محمود خف الصدف
مولوی عبد المجید صاحب پلیڈر نے اپنی نظم سے حاضرین کو مسرور کیا۔
اور بعد نماز ظہر بقراءت قرآن شریف جلسہ بصدرت شمس العلماء صدر جلسہ
شروع ہوا۔ حاجی منشی محمد شمس الدین صاحب شائق نے نظم میں
حالات سفر حجاز سنائے۔ اور راقم آثم قاج الدین احمد نے
کیفیت سال گذشتہ مشعر بحالات و واقعات و حساب و کتاب آمد و خرچ
انجمن نہ مختصراً عرض کئے۔

اور عایینہاں منشی محترم علی صاحب چشتی نے سود کے مسئلہ کے استفتا کی نسبت علماء حاضرین کی خدمتیں درخواست اور اسکے متعلق حالات بیان کئے۔

بعد ازاں جناب مولانا مولوی حسن میاں صاحب پہلوار دہی کا وعظ حسب وعدہ ہوا۔

اور اسکے بعد مولوی حاجی احمد علی صاحب ممدوح الصدر کا۔ اور نماز عصر کے بعد پیر بصدارت شمس العلماء ممدوح جناب مولوی عبد المجید صاحب پیٹھ چیف کورٹ پنجاب کی نظم پیش ہو کر مولانا ممدوح الصدر کا وعظ جاری رہا۔ پانچ بجے کے بعد جناب شاہ سلیمان صاحب پہلوار دہی مدظلہ کا وعظ ہوا۔ اور اخیر میں عالیجناب چشتی صاحب نے اختتامی تقریر فرما کر دعا پر جلسہ سالانہ ختم کیا گیا۔

چوہدری محمد بنی بخش خان صاحب پیٹھ چیف کورٹ نے اپنا وقت مولانا فتح محمد صاحب نائب کو بہ کر دیا۔ اور جناب چوہدری سلطان محمد خان صاحب بیرسٹریٹ لاہ اور جناب خان بہادر مولوی شیخ محمد انعام علی صاحب شیئرج ٹریک جلسہ نہوسکے۔ اور چشتی قائم علی صاحب فاضل لاہور سی کا مضمون اوپر درج ہو چکا ہے۔ جو خود شریک جلسہ نہیں ہو سکے تھے۔ اس جلسہ میں بقصد ثقائے ہر ایک سال گذشتہ سے جمعیت کثیر رہی۔ اور آمدنی ہی ہمیشہ سے زیادہ ہوئی۔

استفتاء سود کا جواب بھی علماء موجودین نے بالاتفاق تحریری صادر فرما دیا۔ جو علیحدہ چھپ کر دیگر علماء احسان منہد وستان کی خدمتیں ارسال کیا گیا ہے۔ تمام جوابات آجائے پر مستقل سالہ کی صورت میں الشرائع اعلیٰ انجمن کی طرف سے شائع کیا جاوے گا۔ چندہ کی تعداد حسب آمد و خرچ منسلک سے ظاہر ہے۔ فقط + + +

مقاصد انجمن نجانہ لاہور

ر امر مسلمہ جو بھی تبدیلی نہیں ہو سکتا

(۱) سرحدی، ملتانوی، علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہر حالت و موقع پر لازمی ہوگا۔ اور کوئی امر اور حکم غاصر ہو نہ کیے گا (ب) مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق عمل درآمد ہوگا۔

۲) مقاصد (۱) علوم اسلامیہ کی تعلیم کیلئے ایک ایسے مدرسہ کا اجراء و قیام جس میں علوم کی اعلیٰ و جہت تعلیم و قیام ہائے سنت و انجاء باقیات طریق حنفی دی جائے۔ اور جس کے ذریعہ سے ایسے علمائے مکمل پیدا ہوں جو اسلام کی اشدت اور قوم کی پابندیت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث بنیں۔ اور جس میں ایسے طریق سے تعلیم دی جائے کہ طلباء اپنے مذاق کے موافق کسب معاش کیلئے دنیوی علوم و فنون میں بھی جو خلاف شریعت نہ ہوں دستہ دہ پیہا کر سکیں۔

(۲) بعض ائمہ عالمیہ مسلمین کیلئے ایسے اعلیٰ درجہ اسلامی کتب خانہ، کتب خانہ یا چھاپخانہ کا قیام علوم اسلامیہ کی مسرت و تہذیب و باطنی و ظاہری امور اور غیر مسلم اشخاص میں باریہ تحریر و تفسیر علوم اسلامیہ کی شائع و تبلیغ (۱۱) اس میں علم و اخلاق معاشرت اور سبب انتشار و معاشاریہ دینی امور میں پابندی شریعت و اخلاق و معاشی امور اور اسلام کی امید کیجا سکے۔

(۳) ایسے زمانہ برسوں کا اجراء اور قیام جن میں علاوہ قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے دستکاری مثلاً سوزن کاری۔ و زرد دوزی۔ گوشت بانی۔ وغیرہ سکھائی جاوے۔

(۴) ایسے سکین و یتیم خانوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جنکا وراثت ہوں۔ یا جنکے وراثت ایسا کر نیکی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

(۵) بالعموم کافہ اہل اسلام و بالخصوص فرقہ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کے فلاح اور مسبودی کی بحالہ کا سوچنا اور عمل میں لانا اور حسب اقتضائے وقت حکام کنجہ مت میں ادب کے ساتھ ایسے معروضات کا گردش کرنا جو عموماً جملہ مسلمانوں اور خصوصاً فرقہ موصوف کے مفاد کے موافق ہو۔

کرنی ضروری

فہرست امداد کنندگان انجمن نغمانیہ لاہور بابت اپریل ۱۹۰۵ء

نام معطی تقبید پتہ	رقم عطیہ تشریح	نام معطی تقبید پتہ	رقم عطیہ تشریح
حکیم مفتی سلیم اللہ خالص صاحب پیشہ	۱۰ روپے	حکیم بابو غضنفر علی صاحب کلہ کڈنہ	۴ روپے
جنرل سکریٹری انجمن نغمانیہ لاہور		منشی فیروز الدین صاحب میڈ دقری دقری	۲ روپے
مولوی محمد عظیم خان از شہر سیالکوٹ بندہ	۲۵ روپے	بابو معراج الدین صاحب کلہ کڈنہ	۲ روپے
مدرس اعظم صاحب مرحوم		بابو معراج الدین صاحب نقشہ نویس	۲ روپے
منشی شیخ احمد صاحب از مہادیو پور		انجیر انجیف ریوس	
ورنگل حیدر آباد دکن		بابو محمد یعقوب صاحب کلہ کڈنہ	۱ روپے
شیخ عبد الحمید صاحب یقی کمونڈر	۱۰ روپے	چوہدری عبد اللہ خان صاحب ضلع	۵ روپے
پیری ضلع گوناٹ		نہر صدرت میور	
بابو غلام محمد صاحب نسل سکریٹری انجمن	۲ روپے	از فروخت کہاں عطیہ خفیہ فتح لیت	۲ روپے
از فروخت کہاں عطیہ چوہدری حفیظ عثمان		پلیٹ چیف کورٹ	
میونسپل کمنشنر		چوہدری خداجت صاحب میان زوناریٹ	۶ روپے
بابت قیمت قدوری از میان سراج الدین صاحب		حکیم مہتاب الدین صاحب از مہادیو پور	۱۲ روپے
ملک التجار لاہور		خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خالص صاحب	۵ روپے
خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خالص صاحب پیشہ	۵ روپے	بابو غلام حسن صاحب کلہ کڈنہ	۲ روپے
شیخ اللہ دیا صاحب سوداگر انارکالی لاہور	۵ روپے	بابو خورشید احمد صاحب میڈ کلہ کڈنہ	۸ روپے
مولوی غلام محمد صاحب گوٹھ بیدار کمنشنر	۱۰ روپے	سے پر لبر اوٹ	

رقم تسلسل معم	نام معصی	رقم تسلسل معم	نام معصی بقید پتہ
۵	نور محمد صاحب بیڈ کنسٹبل درجہ دوم	۵	از فروخت کمال بزغار عظیم چوہدری
۱۱	علی بخش صاحب کنسٹبل	۱۱	خدا بخش صاحب سیان
۱۲	برکت اللہ خالص صاحب بیڈ کنسٹبل درجہ دوم	۱۲	منشی غلام علی صاحب گروہ دور تانگہ
۱۳	اندھروپا صاحب نائب اہلہ	۱۳	حویلی میاں خان
۱۸	ناصر مرزا صاحب بیڈ کنسٹبل درجہ دوم	۱۸	مسماؤ نامعلوم الاسم صاحبہ معرفت
۱۹	کفایت اللہ خالص صاحب بیڈ کنسٹبل	۱۹	خلیفہ نجم الدین صاحب از کوچہ تیر گران
۲۰	مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد	۲۰	بابو محمد حسن صاحب از کوچہ تیر گران
۲۱	حافظ الہی صاحب	۲۱	حکیم فضل محمد صاحب از جالندہر
۲۲	بقیہ محمد شمس سوم صاحب لکھنؤ	۲۲	از فروخت کمال عظیم چوہدری فیض بخش
۲۳	محمد خان کاشکار زمین اجمن واقعہ موضع خند	۲۳	میو پیل کشنور
۲۴	معلوم الاسم چار سید نمبری صاحب از تانگہ	۲۴	حکیم محکم الدین صاحب مالک شغلہ زغار
۲۵	میاں محمد الدین صاحب عطا موچید وازہ	۲۵	سیالکوٹ بذریعہ تیج الدین احمد صاحب
۲۶	منشی علی گوہر صاحب بیڈ کلرک بارڈ	۲۶	بابت قیمت قدمی از شیخ الہی بخش صاحب
۲۷	مشری پولیس کوماٹ	۲۷	تاجرت کشمیری نابار
۲۸	میاں معراج الدین صاحب کفش فروش	۲۸	شیخ شاکر حسین صاحب علم بدر ابتدائہ
۲۹	چیتہ بازار	۲۹	نقصیل مبلغ عطا مسلمانہ جنت اللہ
۳۰	میاں غلام غوث صاحب	۳۰	صاحب ہیڈ کنسٹبل حصانہ
۳۱	حکیم سردار خان صاحب از کوچہ	۳۱	بشیر عطا محمد خالص صاحب بیس جالبہر
۳۲	نیز گران محمد دین لاہور	۳۲	سردار علی شاہ صاحب کھٹ انیسٹر صاحب

نام معطلی قصب پتہ	نام معطلی قصب پتہ	نام معطلی قصب پتہ
منشی عبد الکریم پٹواری ہرچیک بختونسل	میاں امام الدین صاحب (زلادو)	منشی عبد الکریم پٹواری ہرچیک بختونسل
شیخ محمد عبد الحمید صاحب یقی کپوٹدر	میاں نظام الدین صاحب ڈراپور اولی	منشی عبد الرحمن صاحب ہسٹنٹ انجینئر
شیری ضلع کوہاٹ	عاجی منشی شمس الدین صاحب شائق المہوی	عاجی منشی شمس الدین صاحب شائق المہوی
از فروخت کہل عطیلہ بابو غلام محمد صاحب	عاجی رحیم بخش صاحب لغت خوان موچیدانہ	عاجی رحیم بخش صاحب لغت خوان موچیدانہ
پیڈ کلرک محکمہ شلٹنٹ کشر	چندہ زمان از مانسہہ بدریہ خباب	چندہ زمان از مانسہہ بدریہ خباب
میاں محمد صادق اینڈ برادران حدجان	محسبہ عمر دراز شاہ صاحب قصبہ دار مسد	محسبہ عمر دراز شاہ صاحب قصبہ دار مسد
پشالی فروش انارکلی لاہور	ڈاکٹر مرزا امراؤ بیگ صاحب اسپٹل	ڈاکٹر مرزا امراؤ بیگ صاحب اسپٹل
مولوی نور الدین صاحب کاتب از اوچی	ہسٹنٹ ہر پور منسلع ہزارہ	ہسٹنٹ ہر پور منسلع ہزارہ
شاہ عالمی دودرزہ	حاجیم مفتی سلیم شاہ صاحب پشتر خیرل سکری	حاجیم مفتی سلیم شاہ صاحب پشتر خیرل سکری
میاں الدین صاحب فالودہ زلوا باندی	کراچی یتیم خانہ بیت ماہ اپریل شمسہ	کراچی یتیم خانہ بیت ماہ اپریل شمسہ
مستری احمد بخش صاحب از کوچہ پوپا	عاجی منشی نور الدین صاحب کلابہ حبیب	عاجی منشی نور الدین صاحب کلابہ حبیب
خان محمد صاحب انیکٹر پریس لائزنگ	معاوم الاسادر سیدرات فبری	معاوم الاسادر سیدرات فبری
ٹرننگ سکول پپور	۲۴۹ ۲۴۸ ۲۴۷ ۲۴۶ ۲۴۵ ۲۴۴ ۲۴۳ ۲۴۲ ۲۴۱ ۲۴۰ ۲۳۹ ۲۳۸ ۲۳۷ ۲۳۶ ۲۳۵ ۲۳۴ ۲۳۳ ۲۳۲ ۲۳۱ ۲۳۰ ۲۲۹ ۲۲۸ ۲۲۷ ۲۲۶ ۲۲۵ ۲۲۴ ۲۲۳ ۲۲۲ ۲۲۱ ۲۲۰ ۲۱۹ ۲۱۸ ۲۱۷ ۲۱۶ ۲۱۵ ۲۱۴ ۲۱۳ ۲۱۲ ۲۱۱ ۲۱۰ ۲۰۹ ۲۰۸ ۲۰۷ ۲۰۶ ۲۰۵ ۲۰۴ ۲۰۳ ۲۰۲ ۲۰۱ ۲۰۰ ۱۹۹ ۱۹۸ ۱۹۷ ۱۹۶ ۱۹۵ ۱۹۴ ۱۹۳ ۱۹۲ ۱۹۱ ۱۹۰ ۱۸۹ ۱۸۸ ۱۸۷ ۱۸۶ ۱۸۵ ۱۸۴ ۱۸۳ ۱۸۲ ۱۸۱ ۱۸۰ ۱۷۹ ۱۷۸ ۱۷۷ ۱۷۶ ۱۷۵ ۱۷۴ ۱۷۳ ۱۷۲ ۱۷۱ ۱۷۰ ۱۶۹ ۱۶۸ ۱۶۷ ۱۶۶ ۱۶۵ ۱۶۴ ۱۶۳ ۱۶۲ ۱۶۱ ۱۶۰ ۱۵۹ ۱۵۸ ۱۵۷ ۱۵۶ ۱۵۵ ۱۵۴ ۱۵۳ ۱۵۲ ۱۵۱ ۱۵۰ ۱۴۹ ۱۴۸ ۱۴۷ ۱۴۶ ۱۴۵ ۱۴۴ ۱۴۳ ۱۴۲ ۱۴۱ ۱۴۰ ۱۳۹ ۱۳۸ ۱۳۷ ۱۳۶ ۱۳۵ ۱۳۴ ۱۳۳ ۱۳۲ ۱۳۱ ۱۳۰ ۱۲۹ ۱۲۸ ۱۲۷ ۱۲۶ ۱۲۵ ۱۲۴ ۱۲۳ ۱۲۲ ۱۲۱ ۱۲۰ ۱۱۹ ۱۱۸ ۱۱۷ ۱۱۶ ۱۱۵ ۱۱۴ ۱۱۳ ۱۱۲ ۱۱۱ ۱۱۰ ۱۰۹ ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱ ۰	
تفصیل مبلغ ہر مرسلہ بابو	تفصیل مبلغ ہر مرسلہ مولوی	تفصیل مبلغ ہر مرسلہ مولوی
کریم الدین صاحب گند انچارج لالہ	نور احمد صاحب سفیر انجن اف	نور احمد صاحب سفیر انجن اف
بابو کریم الدین صاحب گند انچارج لالہ	برسید غنوی	برسید غنوی
میاں غلام محمد صاحب از لالہ موٹے	پوہری اینڈ صاحب چکر	پوہری اینڈ صاحب چکر
میاں سلطان احمد صاحب کشمیری		

نام معطلی بقید پتہ	نام محل بقید پتہ	نام معطلی بقید پتہ	نام محل بقید پتہ
میاں تاج الدین صاحب کفش درہ چہڑ	منشی غلام یحییٰ صاحب مختار	۲۰ ریتیاں	۲۰ ریتیاں
چوہدری دو حایا صاحب چک ۲۱۳	چوہدری شمیر خاں صاحب ذیلدار	۲۱ ریتیاں	۲۱ ریتیاں
حاجی منشی فتح الدین صاحب چک ۲۱۳	چک ۲۱۳	۲۲ ریتیاں	۲۲ ریتیاں
چک ۲۱۳	امیر خاں صاحب ذیلدار	۲۳ ریتیاں	۲۳ ریتیاں
منشی غلام محمد صاحب سفید پوش	یعقوب خان صاحب زیندار	۲۴ ریتیاں	۲۴ ریتیاں
شیخ عبدالکریم ٹہیکہ در لائل پور	میاں دلو کھار صاحب	۲۵ ریتیاں	۲۵ ریتیاں
شیخ عمر بخش و عطا میر صاحبان	چوہدری رحمانہ صاحب	۲۶ ریتیاں	۲۶ ریتیاں
دوکاندار لائل پور	منشی کریم بخش صاحب مدرس	۲۷ ریتیاں	۲۷ ریتیاں
منشی محمد اکبر شاہ صاحب دفتر	چوہدری بیباں صاحب زیندار	۲۸ ریتیاں	۲۸ ریتیاں
ہر لائل پور	چوہدری گہوڑے خان صاحب	۲۹ ریتیاں	۲۹ ریتیاں
چوہدری رحیم بخش صاحب لکڑ پور	زیندار	۳۰ ریتیاں	۳۰ ریتیاں
جہاں آباد کا خان بیباں چوہدری	مولوی فتح محمد صاحب ام مسجد	۳۱ ریتیاں	۳۱ ریتیاں
الہی بخش صاحب علاقہ سندھ	مستری نوری صاحب لوہار	۳۲ ریتیاں	۳۲ ریتیاں
چوہدری مایا خان صاحب نمبر دار	چوہدری نور محمد صاحب کھل	۳۳ ریتیاں	۳۳ ریتیاں
چک ۳۱	چوہدری شمول صاحب گھنایہ	۳۴ ریتیاں	۳۴ ریتیاں
چوہدری جہاں آباد صاحب آباد کار	چوہدری سوہنا صاحب گورایہ	۳۵ ریتیاں	۳۵ ریتیاں
مستری جہاں آباد صاحب	چوہدری زیادہ صاحب رنگریزہ	۳۶ ریتیاں	۳۶ ریتیاں
سرور محمد فخر الدین صاحب	میاں تاج الدین صاحب کھل	۳۷ ریتیاں	۳۷ ریتیاں
چک ۳۱	میاں سارنگ صاحب بخار	۳۸ ریتیاں	۳۸ ریتیاں

نام معطلی بقید پتہ	رقم پلاک	نام معطلی بقید پتہ	رقم پلاک
جو بدری پاوا صاحب گویا	۳۵۲	میاں امیر بخش صاحب زرگری	۳۵۳
میاں گل محمد صاحب	۳۵۴	جو بدری مسیتا صاحب	۳۵۵
میزان کل آمد با بت ماہ اپریل شائع	۳۵۶	جوابہ آباد کاران معرفت جو بدری محمد علی نوری	۳۵۷

دستخط	غلام محمد فاضل سکری
دستخط	حافظ چراغ دین بین انجمن
دستخط	جلال الدین متوج جتبا انجمن
دستخط	تنج الدین احمد پلیڈر سکری
دستخط	حکیم سلیم اللہ خیرل سکری

ماہ اپریل ۱۹۷۱ء میں شایع کیے گئے انجمن کو موصول ہوئے

نام معطلی بقید پتہ	نام شے
میاں غلام حسن صاحب از ملتان محلہ	قرآن شریف ۱۳ سطر
مولوی ابو القیض فتح محمد خان قاضی اشرفی حال مدرس تحصیل ہری ضلع بستی	تحقیق المسائل العربیہ و فقہ الایمان
مولوی مومن علی صاحب پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور	قرآن شریف ۱۳ سطر
میاں احمد رضا صاحب از لدیانہ - چوڑا بازار - نیدرلینڈ شیخ شاکر حسین صاحب	قرآن شریف ۱۵ سطر
معلم مدرسہ ابتدائیہ انجمن ہذا	

دستخط محمد عبد اللہ تحویدار انجمن ہذا کا کو

گوشت و ارکا آمد و خج بابت قاپری مل س۱۹، متعلق اجتماع بکلاهی

[illegible]

قصیدہ فتح بہت یاد اپیل کن نام

[illegible]

ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء میں مفصل ذیل صاحبان نے مدعو کیا

ضیافت	تعداد کس	نام دعوت کنندہ معہ پتہ
ضیافت	۲۸ کس	امجد بخش صاحب خیاط نواں محلہ -
۱۱	ہمہ تنائے	جمہد مسلمانان چوہڑہ مفتی باقر -
۱۲	ہمہ کس	میاں چسپہن عین صاحب چوہڑہ مفتی باقر -
۱۳	ہمہ تیدے	نائب صاحب باورچی - موچی دروازہ - نواں محلہ -
۱۴	۱۳ کس	میاں میرا بخش صاحب بیرون موچیدروازہ -
۱۵	ہمہ کس	حافظ چراغ دین صاحب امین انجن - سید مہر -
۱۶	۱۱ کس	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب - کوچہ کھٹیکان -
۱۷	۱۱ کس	خلیفہ تلج الدین احمد صاحب سکرٹری انجن -
۱۸	۱۱ کس	حکیم مہتاب الدین صاحب ازقاصی خانہ -
۱۹	۱۱ کس	چوہدری خدابخش صاحب سیان -
۲۰	۱۱ کس	اہل محلہ ٹکسالی دروازہ -
۲۱	۱۱ کس	چوہدری خدابخش صاحب سیان لوہار غینڈی -
۲۲	۱۱ کس	میاں محمد بخش صاحب آشر پین -
۲۳	۱۱ کس	اہل محلہ بنگالہ ایوب شاہ دروازہ خضری -
۲۴	۱۱ کس	بابو خورشید احمد صاحب میڈیکل کلرک ریوے پریس -
۲۵	۱۱ کس	جمہد مسلمان مسجد وزیر خان -
۲۶	۱۱ کس	حکیم غلام محی الدین صاحب شفا خانہ جتہ بیض -
۲۷	۱۱ کس	چوہدری فیض بخش صاحب میونسپل کشر -

ضیافت	تعداد کس	نام و غوثت کنندہ و سہ پتہ
ضیافت	ہمہ کس	احمد علی ولد غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم کوچہ ڈوگراں۔
۱۱	۱۱	منشی غلام قادر صاحب متصل تحصیل۔
۱۲	۱۲	مولوی علم الدین صاحب معصوم چہاپہ خانہ نو لکھنور۔
۱۳	۱۳	شیخ الہی بخش صاحب کتب فروش کشمیری بازار۔
۱۴	۱۴	جمہد مسلمانان کوچہ گاڈران۔
۱۵	۱۵	میاں جہند و صاحب۔ چوک متی
۱۶	۱۶	میاں فضل الدین صاحب سوداگر زیورات۔ نوچیدروازہ۔
۱۷	۱۷	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب۔ ایم۔ او۔ ایل۔
۱۸	۱۸	جمہد مسلمانان محلہ چاہک سواران۔
۱۹	۱۹	جمہد مسلمانان محلہ کمانگران متصل حویلی میاں خان۔
۲۰	۲۰	مستری محمد الدین صاحب بازار حیکمان۔
۲۱	۲۱	جلال الدین صاحب نقیب انجمن۔
۲۲	۲۲	سید حیدر شاہ صاحب طویلہ شاہ نواز۔
۲۳	۲۳	میاں بلاقی صاحب بکافروش۔
۲۴	۲۴	محمد امین صاحب کوچہ گاندیاں۔
۲۵	۲۵	ویرد صاحب متصل تحصیل۔
۲۶	۲۶	شیخ محمد امین و پیر بخش صاحبان اندر کلی۔
۲۷	۲۷	احمد بخش صاحب مستری کوچہ لوہاران۔
۲۸	۲۸	خلیفہ محمد عبداللہ صاحب منقرم انجمن۔

ضمیمات	تعداد کس	زم دعوت کنندہ معہ پتہ
ضمیمات	ہر کس	نواز ش علی صاحب کٹرہ و لیشاہ -
//	//	باور چین شہر لاہور -
۶۸ عدد نان	//	غلام محمد صاحب ٹہٹی ملا حان -
۷۰ گوشت نام	//	غلام محمد صاحب کنیری بازار -
ضمیمات و - رقی	تینے	میران بخش صاحب کوچہ خاتمندان -
ضمیمات	ہر کس	فیض بخش صاحب کفش فروش کوچہ تیرگران
//	//	نامعلوم الائم صاحب
//	//	اہل محلہ کوچہ بزرگ شاہ
۱۰۰ عدد نان	//	شیخ فضل الدین صاحب پنشنر کوچہ چابک سواران
قدیمہ کھیر	تینے	حافظ غلام مجتبیٰ صاحب کوچہ تیرگران
ضمیمات و - رقی	//	محمد بخش صاحب منسل لالچہ
ضمیمات	ہر کس	عالمیاب محلہ الاقارب سردار ایوب خاں صاحب کابلی
//	//	مولوی تاج الدین صاحب پلیڈر سکریٹری انجمن ہذا
//	//	بابو چمن الدین صاحب چوڑے مفتہ باقر
//	//	مسلمانان اہل محلہ لکڑ مارہ -
ایک سو ویکڑا	//	حاجی قادی بخش صاحب موچی دروازہ
مشائی	ہر تینے	مولوی محمد الدین صاحب امام مسجد ٹوبی ماشکی
۷۰ عدد نان	//	بھندو صاحب اندھنی جوبلی -

پیر محمد ہستم دار الاقامہ انجمن بھپانیہ لاہور

بقایا خطو تحریر مولانا مولوی غلام احمد صاحب مرحوم مدرس دارالعلوم
 سلفیہ غفرلہ

کار و منجانب مولوی غلام احمد صاحب ضابطہ پوری سا بق سلفیہ دارالعلوم

جامع المقارن والمجاهد مفتی مکرمی مولانا مولوی سیدی سلیم احمد صاحب مولوی تاج الدین صاحب
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دستبراج مزاج اقدس کے بعد عرض ہے کہ یہ خاکسار بفضلہ تعالیٰ
 غراسمہ غیریت ہے۔ اور اپنی خیریت کا استدعی بہ مجر و استماع خبر و حشت اثر انتقال مولانا مکرنا فرالا
 والمبدعین مولانا مولوی غلام احمد صاحب مدرس اول انجمن نعمانیہ میرے دکو وہ صدمہ و ملال
 و رنج و اہم عائد حال ہوا۔ جسکے بیان سے روئے قلم سیاہ و صفحہ کا غد کوتاہ ہے۔ بیشک ایسے قلم
 علوم کا غروب کرنا عالم علم کیلئے باعث تاریکی و ظلمت ہے۔ ہنوز مولانا مولوی غلام احمد صاحب
 عرف رسل یا صاحب و مولوی محمد حسن صاحب کے انتقال کا غم لوح دل سے محو نہیں ہوا تھا۔ جو یہ حادثہ
 پیش آگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ط بجز صبر و شکیبائی چارہ نہیں۔ ارسال عرفیہ میں اسلئے
 دیر ہوئی کہ یہ خاکسار بھی مرض تپ میوشی و بدحواسی مبتلا ہو گیا تھا۔ چونکہ بفضلہ تعالیٰ ایام حیات
 باقی تھے صحت ہو گئی۔ اب بجز ضعف آویسکایت نہیں ہے۔ (الراحم خاکیہ علامہ و شایع غلام احمد صاحب پوری
 عفا اللہ عنہ۔ مورخہ ۱۷ سنی ۱۳۹۸ھ)

کار و منجانب مولوی محمد ابراہیم صاحب امام مسجد جامع پوری
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و مصلیٰ

مکرمی جناب مفتی صاحب ادا م اللہ فیوضکم۔
 السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ جناب مولانا مولوی غلام احمد صاحب کی وفات کا بہت ہی

افسوس ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط چونکہ حضورِ نبی کو پسند نہیں فرمایا کرتے تھے اسلئے اسے چھوڑ دیا ہے۔ مختصر دو تاریخیں ہجری ۱۰۰۰ عیسوی تحریر کرتا ہوں سے

چوں از سرائے دنیا رملت بدارِ عقبی
کردہ غلام احمدؒ آمد بدل تنی
جویم ز پائے احمدؒ ادا دہرِ سالش
گویم غلام احمدؒ باز بجائے مولیٰ

دیگر

چوں از پئے زیارتِ مولیٰ از نیہاں
کردہ غلام احمدؒ نہضت بدل دہد
گویم ز روئے احمدؒ پئے سالِ آن یگانہ
یا بد غلام احمدؒ شرفِ لقائے احمدؒ
و السلام۔

کار و منجانب مولانا موسیٰ حاجی فاضل مشتاق احمد صاحب مدرس عربی گورنمنٹ ہائی سکول دہلی

جناب من بعد سلام مسنون گذارش ہے۔ مولانا غلام احمد مدرس اہل کے انتقال کا سخت افسوس ہے۔ اُن جیسے عالم جامع اور شائقِ تعلیم اور خفہ کش کا مدرس لغنائیہ ملنا دشوار ہوگی۔ والسلام۔
(مشتاق احمد مدرس عربی گورنمنٹ سکول دہلی)
۱۸ دسمبر ۱۹۰۷ء

قرآن شریف + حمائل شریف + پارہ ہا قرآن شریف
انجمن ہذا سے ہر ایک قسم کے قرآن شریف، حمائل شریف، پارہ ہا قرآن شریف بکفایت قیمت مل سکتے ہیں جسکی تفصیل فراہم کی جاسکتی ہے۔

تاج الدین احمد پبلشر ناظم انجمن نغسانہ لاہور

ایک مہم بالشان مسئلہ

حالیہ چارے پاس ایک ضروری مسئلہ بصورت رسالہ لکھنؤ سے آیا ہے۔ اس میں شک ہے کہ اس مسئلہ سے عامہ مسلمین کو واقف ہونا انکی تمدنی حالت کیلئے نہایت ضروری ہے۔ یہ مسئلہ عربی زبان میں جناب مولانا مولوی حافظ محمد قیام الدین عید الباری صاحب لکھنؤی فرنگی محللی عم فیغہ کا لکھا ہوا ہے۔ جسکا اردو زبان میں جناب مولوی شیخ محمد الطوف الرحمان صاحب ترجمہ کر کے شائع فرمایا ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں جس قدر اشاعت ہو بہت ضروری اور مناسب ہے لہذا درج رسالہ کیا جاتا ہے۔ اور محض ایسے حضرات سے جبکہ اتہام میں کوئی دینی رسالہ یا اخبار شائع ہوتا ہو۔ درخواست ہے کہ وہ اس پر توجہ فرما کر شائع فرماویں۔ تاکہ عامہ مسلمین اس سے مستفید ہوں۔ بالخصوص قانون پیشہ اصحاب اس پر خاص توجہ فرماویں۔ **وہو ہذا**۔

وقت ہجری میں میرے پاس ایک سوال آیا کہ ایک عورت مر گئی۔ اور اسنے صرف اپنے خاوند کے اقربا چھوڑے اور اپنے دار ثمن سقری اور عیدی کیس کو نہ چھوڑا۔ تو اسکا تراسلطنت انگریزی کے بیت المال میں داخل ہوگا۔ یا اون اقربائے زوج کو دیا جائیگا۔ تو میں نے اسکا جواب یہ دیا کہ اس حالت میں اقربائے زوج کو دیا جائیگا۔ جیسا کہ اس مسئلہ کے نظائر کی تصریح فقہائے متقدمین کی ہے۔ اور اسکا فتوے متاخرین دیا ہے۔ اور انہیں کی پیروی اچھی ہے۔ اس کے لئے جو ان کے بعد آئے۔ اور انھیں کے ماتہ بلاؤں میں پھنسے۔ پر بعد اس کے نام نے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے مجھے بلایا۔ میں نے اس کے پاس جانے لگا کیا۔ تو ذیقین کی رائے یہ قرار پائی کہ کیل مدعی کو میں سمجھا دوں۔ تو ان کی رستہ کو میں مان لیا۔ اور ان کی خواہش پوری کی۔ کیل مدعی نے مجھ سے دس سوال کئے۔ (۱) آپ نے کس کتاب میں کتب فقہیہ میں سے نظائر اس مسئلہ کے پائے ہیں۔ کیونکہ حاکم اور دیگر کتب میں تقسین کی اور نہیں پایا۔ (۲) جو نظائر کہ اس بارہ میں مذکور ہوئے ہیں۔ دعوائے پر کیونکر مطابق ہونے ہیں۔ (۳) کیوں نہ ترک داخل کیا جائے بیت المال میں انگریزی سلطنت کے (۴)

کیا آپ کے پاس کوئی ایسا نسخہ ص ۱۰۰ یا ۱۰۱ کے باب ۱۰۰ میں ہے۔ (۵) کیا آپ کے پاس
 میں اور کلام متاخر میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ (۶) اس حکم میں غاوند کا مشقہ و روضہ
 اور بعید برابری ہے یا دونوں میں باعتبار قرب اور بعد کے فرق ہے۔ (۷) کیا اقباس زوج کا
 حکم باعتبار فقر اور غنا کے مختلف ہے۔ (۸) کیا دو مقدمہ عورت پر اس تقسیم میں اور اس
 استحقاق میں (۹) اگر یہ عورت اپنی پالی کو اور آزاد کر نیوالے کی رکھ کر اور خاندان کے پہاڑی
 چھوڑے۔ تو ہر ایک انہیں سے ترکہ لے گا نہیں۔ (۱۰) کیا اسحاق انہیں بھی زوجہ کا رشتہ دار ترکہ
 لینے پر مجبور کیا جائیگا۔ جس طرح دارث ترکہ لینے پر مجبور کئے جاتے ہیں۔ یہ نہیں۔

میں نے ان سب سوالوں کے جوابات اُسی مجلس میں دئے۔ جب کہ اللہ نے میرے قلب میں
 ڈالا۔ اور توفیق دی۔ الحمد للہ۔ (۱) جامع الرموز میں ہے۔ ہمارے زمانہ میں نبات معوق وراثت
 ہونے کے جب معوق کا کوئی وارث نہ ہو۔ اشتباہ و نظائر میں ہے کہ زریعی نے آخر کتاب میں
 ذکر کیا ہے۔ کہ سنت معوق ہمارے زمانہ میں وارث ہوگی معوق کی۔ اور اسی طرح ہجرت حدیث میں
 کے جو بڑھیکہ او نہیں پر۔ دیکھ جائیگا۔ اسی مال سنت رضاعی کا ہوگا۔ اور زریعی نے اس قول
 کی نسبت ہدایہ کی جانب کی ہے۔ اور دلیل میں کہا ہے۔ اس بنا پر اس مذکور میں کہ مال دیہات
 کہ ہمارے زمانہ میں بیت المال نہیں ہے۔ اس واسطے کہ محققین بیت المال موقع سے نہیں
 صرف کرتے ہیں۔ اور قنیه میں کہا ہے۔ کہ نہایت معوق اور اسکے ذوی الارحام ہمارے زمانہ میں
 وارث ہوں گے۔ جبکہ معوق کا کوئی وارث نہ ہو۔ اور ایسے ہی ہمارے زمانہ میں زوج اور زوجہ پر
 رد ہوگی۔ (دخ) یعنی برمان الفتاویٰ بخاری اور مجمع الانہر میں ہے کہ بعض علما نے فتوے دیا
 کہ سنت معوق کو مال دیدیا جائے نہ بطریق وراثت کے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ تہہ و نوگ کے
 اعتبار سے زیادہ بیت کے قریب ہے۔ تو بیت المال وہ دیا ہوگی۔ ورنہ بیت المال ہمارے
 میں نہیں ہے۔ اور رد المحتار میں ہے۔ کہ کہ قنیه میں مصنف نے کہ نہایت بیت المال کی وجہ سے
 ہمارے زمانہ میں رد علی الزوجین کا فتوے دیا گیا۔ انہ یاعنی میں ہدایہ سے منقول ہے۔

منہ کرے شہزادہ امام محمد رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ

وہ کہ اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ وہ کسی اور کو دے گا تو اسے دے دے گا۔

بڑھے۔ فرض احد الزوجین سے وہ انہیں پر رد کیا جائے۔ اسی طرح مال صرف کیا جائے۔
 بنت اور ابن رضاعی پر اور مستصفیٰ میں ہے۔ کہ فتوے اس زمانہ میں رد علی الزوجین پر
 دیا جاتا ہے۔ احمد بن حنبل بن سعد تفتازانی نے کہا ہے۔ کہ بہت سے علماء نے رد علی
 الزوجین پر فتوے دیے۔ جب اون کے سوا کوئی اقارب میں سے نہ ہے۔ ان
 ایام میں بسبب فساد انام اور ظلم حکام کے بلکہ فتوے دیدیے۔ ان لوگوں نے نبات
 معنی اور اد اسکے ذوی الارحام کے وارث کر دینے کا۔ ایسے ہی ہر وہی نے کہا ہے۔
 کہ بہت سے علماء نے فتوے دیے۔ نبات معنی اور اد اسکے ذوی الارحام کے وارث
 کر دینے کا یہ سب ابوالسعود نے شرح سراجہ کا زرونی سے نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں۔
 (صاحب رد المحتار) سراج الدرایہ شرح ہادیہ میں ہے کہ کہا گیا ہے جبکہ سوائے بنت معنی
 کے کوئی وارث نہ ہو۔ تو اسی کو مال دیا جائیگا۔ باعتبار وراثت کے نہیں۔ بلکہ اسلئے کہ وہ
 قریب تر ہے۔ اور ایسے ہی جو بڑھے فرض احد الزوجین سے وہ انہیں کو دیا جائیگا۔ بطریق
 رد کے اور ایسے ہی بنت احد ابن رضاعی کو دیا جائیگا۔ اور اسی پر فتوے دیا جاتا ہے بیت
 نہونکی وجہ سے اور مستصفیٰ میں ہے کہ اب فتوے رد علی الزوجین پر ہے۔ جبکہ مستحق نہون
 بیت المال نہونکی وجہ سے۔ کیونکہ یہ ستم کیش اس مال کو اد اسکے مصرف میں صرف نہیں کرتے
 ہیں۔ یہ دیباہی ہے جیسا کہ بعض اصحاب شافعیہ سے منقول ہے کہ وہ فتوے توریت ذوی
 کا دیتے ہیں۔ اسی مقصود سے۔ اور شارح نے کہا ہے کہ رد منتقی میں کتاب الولا سے منقول ہے
 کہ میں (صاحب در منتقی) کہتا ہوں۔ کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اصحاب شافعیہ توریت
 ذوی الارحام کا فتوے نہیں میتے ہیں۔ تو تم اس بات سے آگاہ رہو میں کہتا ہوں۔
 (صاحب رد المحتار) میں نے ہی اپنے زمانہ میں نہیں سنا۔ کہ کسی نے فتوے دیا ہو۔ شاید کہ
 اس وجہ سے کہ یہ مخالف متون کے ہے۔ اسکو سوچنا چاہئے لیکن متون کا نقل مذہب کے لئے
 موضوع ہونا پوشیدہ نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ ان میں سے ہے کہ جسکا فتوے تاخرین نے

بر خلاف اصل مذہب کے دیا ہے۔ علت مذکورہ کی وجہ سے جیسا کہ آیتوں سے دیکھ سکتے ہیں۔
 اسی کی مانند تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے مسئلہ میں کہ وہ اصل مذہب کے مخالف ہے قرآن
 کے ضایع ہو جانیکے خوف سے اسکے نظائر اور بھی کتب میں ہیں۔ کہ ذکر کی ہے شرح نے
 کہ فتوے دیا جائے ہمارے اس مسئلہ میں پس اسی پر عمل کیا جائے خاص کر ماتہ ہمارے زمانہ
 کے کیونکہ حب و کمال بیت المال کہتے ہیں وہی لے لیتا ہے۔ اور اوسکو اپنے اوپر اور اپنے
 خادموں پر صرف کر ڈالتا ہے۔ اور بیت المال تک کچھ بھی اوسہیں نہیں پہنچتی ہے۔ چنانچہ
 کہ کلام متون بیت المال کے منتظم ہونے کی حالت میں ہے۔ اور کلام شرح جبکہ وہ منتظم ہو۔
 تو ان دونوں میں باہم تعارض نہیں ہے۔

جس کی کو ممکن ہو ہمارے زمانہ میں اس بات کے فتوے بنے کا تو اوسکو چاہئے کہ اسی کا
 فتوے دے اور کوئی طاقت اور قوت بدون خدا کے نہیں ہے۔ اور اسی معظم و عظیم مولانا
 مولوی حافظ محمد عبدالحی صاحب حمۃ اللہ علیہ نے فتوے دیا ہے۔ صورت اوسکی یہ ہے
 کہ جب کہ انتظام میں بیت المال کے ضعیف سلطنت کے فتور واقع ہو کوئی وجہ ہے کہ نہ
 اصحاب فروض کو اپنا وارث چھوڑے نہ عصبہ کو نہ ذرحم کو مثلاً اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کے
 غلام کو چھوڑے یا بنت رضاعی تو اس صورت میں مال اُس میت کا بیت المال میں جائیگا۔ یا اگر
 شخص کو جو تعلق قریب میت رکھتا ہے دیا جائیگا۔ بدینہ تو جہر و ا۔

ہو المصوب

مجمع الانہر شرح ملتی الاجر مصنفہ اشیح عبد الرحمان بن شیخ محمد بن سلیمان مدغویہ شیخ زادہ میں
 شمنی سے منقول ہے کہ اگر کوئی معتق مر جائے اور سوائے بت معق کے کسی کو نہ چھوڑے تو اس
 کچھ نہیں ہے۔ یہ ظاہر الروایہ میں ہے اور ترکہ اوسکا بیت المال میں رکھ جائیگا۔ اور بعض
 فتوے دیا ہے کہ مال اوسکا بنت معق کو دیا جائیگا نہ بطریق ارث بلکہ اسوجہ سے کہ وہ اور
 لوگوں سے زاید میت سے قریب رکھتی ہے تو وہ بیت المال سے اولی ہے اور ہمارے زمانہ میں

بیت المال نہیں ہے انتہی۔ ورہشباہ میں ہے کہ زیلعی نے ذکر کیا ہے آخر کتاب لائے کہ بیت
 معق وراثت ہوگی معق کی ہمارے زمانہ میں اور ایسے ہی بعد فرض بعد الزوجین کے جوڑے
 اوسے پر دیکھا جائیگا۔ اور ایسے ہی مال ہوگا۔ بیت رضاعی کے لئے اور اس قول کی نسبت ہا یہ
 شرح ہادیہ کے جانب کی ہے۔ بنا برآں کہ ہمارے زمانہ میں بیت المال نہیں ہے۔ کیونکہ متہمین
 بیت المال مال کو اُس کے موضع میں صرف نہیں کرتے ہیں انتہی۔ اور ما علی قاری نے شرح نقایہ میں
 کہا ہے۔ کہ ذخیرہ میں ہے۔ کہ ایسے ہی ابو بکر بنزنجری اور قاضی امام صدر الاسلام فتویٰ دیتے ہیں۔
 کیونکہ بیت معق نزدیک تر ہے میت کے بیت المال سے تو مال کا اوسکو دیدینا اولیٰ ہے کیونکہ اگر
 وہ مرد ہوتی تو مستحق مال ہوتی۔ اور قنینہ میں ہے کہ اگر مر جائے کوئی شخص اور خست معق اور بیت
 معق رہ جائیں تو ترکہ اُن دونوں میں نصف نصف ہے۔ اور جامع الرموز میں منیہ سے منقول ہے
 اور وہ ختم الحیاد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ہمارے زمانہ میں نبات معق اور ذوی الارحام اوسے وراثت
 ہونگے جبکہ معق کا کوئی وارث نہ ہو۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحکامات رحمۃ اللہ علیہ عن شری العلی
 روایات اس جواب کے مطابق ہیں کتابکے مقدمہ محمد عبد الحکیم حجازی واللہ الکریم عن سنیۃ
 بفضلہ العظیم۔

اور ایسے ہی اخئی استاذی مولانا عبد الباقی مد اللہ ظلہ نے فتویٰ دیا ہے صورت ادسکی یہ ہے۔
 یہ وراثت کا مسئلہ شریعت محمدیہ میں کس طرح فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہندہ (جو ایک بیوہ عورت ہے)
 نے انتقال کیا۔ اور کوئی وارث قریبی یا بعیدی نہیں چھوڑا۔ یا مستثنیٰ شوہر کے درنا کے اس حالت
 میں درناوند کو ورثہ کے مستحق قرار دے جاسکتے ہیں یا نہیں۔

پہوالمصوب

اعزائے شوہر ہندہ چونکہ من حبث المصامۃ ہندہ سے فرات رکتے ہیں اس واسطے کہ زمانہ میں
 جب کہ کوئی وارث ہندہ کا نہیں ہے وہی نر کہ ہندہ کے مستحق ہیں نظر اُس کے کتب فقہ میں صرح
 اور شرح میں۔ بچہ عبارت مجمع الزاہر کی ذکر کی ہے۔ جسے میں ذکر کر چکا ہوں۔ پھر لکھا ہے اور فتاویٰ

کہ وہ میں ہے جبکہ معتق مرعائے اور سوائے نسبت معتق کے کسی کو نہ تھوڑے تو
 مال نسبت معتق کو دیا جائیگا۔ نہ بطریق وراثت کے بکے اسوا حطے کہ وہ نزدیک تر
 نسبت میت کے میت المال سے ملے ہی امام ابو بکر بنہ بخاری ورفاضی صدرالسلام
 فتوئے دیتے ہیں انتہی المنحصاً۔ اور اسی میں سبب فاضل زوج اور زوجہ سے میت المال
 میں اس زمانہ میں نہ لکھا جائے گا۔ بلکہ ان دونوں کو دیا جائیگا کیونکہ نزدیک
 ہیں میت سے دونوں کے لحاظ سے تو اول کو دینا اولیٰ ہے۔ در ایسے ہی پلایا
 دیا جائیگا جبکہ سوائے ان کے میت کا کوئی نہ ہو مال میں میت کا انھیں کو دیا جائیگا
 پر ذکر کیا عبارت شبہ اور فیض کو۔ پھر کہا اور شرح کنز میں ہے کہ فتوئے اس زمانہ
 میں زوجین پر رد کر نیکا ہے جبکہ باقی ترکہ کا کوئی مستحق نہ ہو انتہی اور فتویٰ حضرت
 اخی استاذی قدوة المحققین امام المدققین مولانا ابوالحسنات وراونکے والد اور
 دیگر اکابر اساتذہ نور اللہ مرقدہم بھی ہے کہ فی زمانہ جب کوئی وارث میت کا نہ ہو
 تو دو مرحلے اقربا و سکے مستحق ترکہ کے ہیں میت المال سے مقدم ہیں واللہ اعلم بحرہ
 محمد عبدالہامتی عفی عنہ اور میں نے اکثر فقہاء اور علما سے سنا ہے کہ انہوں نے اسی
 فتوئے دیا ہے اور ہمارے زمانہ میں اس پر حجاج ہو گیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحما۔
 پوشیدہ نہیں ہے تمہر کہ یہ مخصوص مذکورہ صراحت دلائل کر رہے ہیں اس حکم
 کہ قریب ترکہ کو ملے یا اعتبار قرابت کے نہ بلحاظ وراثت کے کہ اس لئے نیت
 رضاعی اور ایسے ہی ابن رضاعی اور نسبت معتق و زوجین بعد اپنا حصہ پالیفیکہ وارث
 نہیں ہیں بلکہ وہ اقرب الی المیت اور ولی او سکے مال کے ساتھ ہیں میت المال
 کے لحاظ سے تو ایسے ہی اس حکم میں بھی ہے اسکے کہ وہ مال کے زاید مستحق میں اور
 سامانوں کے لحاظ سے کیونکہ اول کو میت کی طرف سے ایک نسبت ہے اگرچہ
 ساہرت ہی ہو جیسا کہ رضاعت میں اور تصریح کی ہے اس امر مشترک

(رقیب کا ترکہ گوئے لینا جبکہ وارث نہ ہوں) کی اخی معظم مولانا عبد الباقی مدظلہ فر
 اور سولہ اوٹیکے اور علمائے اہل اشارہ کیا اسکی جانب اخی اعظم سید عظیم مولانا عبد
 قدس اللہ سرہ الغفر نے پس تم اچھی طرح اسکو سمجھ لو۔ ۳۴۔ جاننا چاہئے کہ اس
 سوال کا جواب موقوف ہے دو باتوں پر۔ اول یہ کہ فقہاء کہ نزدیک بیت المال
 کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہیں مال رکھا جادے نہ خزانہ سلطانی ہے چاہے وہ
 سلطان مسلمان ہو یا کافر بلکہ بیت المال عبارت ہے اس بات سے کہ کسی امامت
 کے پاس مال رکھ دیا جائے ایسے کہ مصالک مسلمین میں صرف کیا جائے اور وہ مال
 بجل ہو جائے مسلمانوں پر تو حقیقت یہ بات منتفی ہو جائے حکم بیت المال کا بھی
 جاتا رہے۔ رد المحتار میں کہا ہے پھر رکھا جائے ترکہ بیت المال میں نہ بطریق وراثت
 نہ بلکہ صدقہ واسطے مسلمانوں کے اور رکھا ہے شرح خلاصۃ الفرائض میں قولہ بیت المال
 وہی (بیت المال) کہتے ہیں رکھے جائیکو مال کے کسی امین کے ہاتھ میں تاکہ وہ مصالک
 مسلمین میں صرف کرے بعد مجمع الاہل شرح ملتقی الابحر مصنفہ عبد الرحمن بن
 شیخ محمد بن سلیمان مذکورہ شیخ زاوہ میں ہے پھر بیت المال یعنی حیب نہ ہو کوئی
 ان مذکورین میں سے تو ترکہ بیت المال میں رکھا جائے نہ برا سکے کہ وہ مال ضائع
 ہے تو تمام مسلمانوں کے لئے بصدق ہو جائے تو وہ ترکہ دہوں رکھا جائے گا۔ نہ
 بطریق ارث کے دوسری بات یہ ہے کہ امین احوال بیت المال کو حیب اس کے
 مصارف میں صرف نہ کرے تو ایسے پاس مل کا رکھا جاتا بیت المال ذمہ کیا جائیگا
 اور اس پر وہ حکم نہ کیا جائیگا جو بیت المال شرعی پر کیا جاتا ہے جیسا کہ تم نے جان
 لیا ہے عبارات کتب مذکورہ سے حماد یہ میں ہے کہ بعض علما نے فتویٰ دیا ہے۔
 اس مسئلہ میں مال دیئے جانے کا ثبوت متفق کو نہ بطریق ارث کے بلکہ اسوجہ سے کہ
 وہ نزدیک تر ہے بیت سے باعتبار بیت المال کے کیا نہیں دیکھا فی دینی ہے

کہ وہ نیت محقق اگر مرد ہوتی تو مستحق مال ہوتی کیونکہ وہ مال نیت محقق کو دیا
 کیونکہ ہمارے زمانہ میں بیت المال نہیں ہے بیت المال تو زمانہ صحابہ اور
 تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وقت میں تھا تو اگر وہ مال بادشاہ وقت
 کا قاضی کو دیدیا جائے تو ہر سہم کہ وہ مصاروفت میں دے سکے نہ صرف کرینگے
 جب تم نے یہ دونوں باتیں جانیں تو ہم کہتے ہیں کہ سلطنت انگریزی کے اعمال
 اگرچہ امین ہوں مصاروفت شہر میں ان مال کو صرف نہ کرینگے بلکہ باعتبار اپنے
 قواعد کے کہ جو انہوں نے مقرر کر لے ہیں انکو خرچ کرینگے تو کہو کہ ان کے
 پاس رکھ دئے جانے پر حکم بیت المال شرعی کا برکتا ہے، مسئلہ تو اذکار کہ
 دینا جائز ہے اور نہ لینا اور نہ دینا، حکم فاعل کو جانتا ہے کہ بیت المال اعتبار
 مصارف کے چار قسم پر ہے۔ پہلا بیت مال فہم و منافع و مساجد و مدارس
 بیت المال صدقہ یعنی زکوٰۃ جانوروں کی اور عشر زمینوں کا اور جو جنگی واسطے
 تاجر مسلمانوں سے لیتے ہیں۔ تیسرا ذخیرہ زمینوں کا و زکوٰۃ کا و جو اہل قوم
 اور مسلمانین اہل حرب سے لیتے ہیں۔ چوتھا بیت مال فہم و منافع و مساجد و مدارس
 اونے بغیر لڑائی کے ہوتا ہے اور سپر صاف ہو کہ انہوں کا قبل لشکر کے اوتارینگے
 والی بگھو نہیں، چوتھا بیت مال فہم و منافع و مساجد و مدارس ہو کہ کوئی حالت نہ ہو کہ
 مگر اس پر کوئی رو ہوتی ہو جیسے زندہ ہیں۔ یہ کوئی کپہ ہو اور اس مسئلہ کی
 دیت جس کا کوئی دلیل نہ ہو اور اسکے ترک کے سبب سیدھے سے اوکھے ہیں وہ ہیں
 او اسکے جاتے ہیں پس مصروف ہوتی اور اس پر یک مقام اور مساجد و مدارس
 اور فتح و اقتدار میں ہے کہ انہیں سب ایک ہی پر مصروف کرنا ہوتا ہے اور فقہ اہل حق
 قرابت داران رسول مقدم ہیں اور مصروف تمام ایک ہی پر ہے اور جیسے
 مسعود میں درست کرنا بل نہ دے گا اور مال و رقی صحت کی مدد خرچ کرنا اور غرض

کے لوگوں اور اوسکے خیال کو کھانا دینا۔ اور صرف چوتھے کا جوڑ کا محتاج لاوارث
ہو اور وہ فقرا ہیں جنکے کوئی دلی نہ ہو تو اس میں خرچ اور دستگی گھرا اور کھن اور
دیت نہایت کے ادنیٰ دی جائے گی حال یہ ہے کہ مصرف اور سکا عاجز فقیر ہیں
۴۴۔ جانتا چاہئے کہ دلیل شرعی یا تو کتاب اللہ ہے یا سنت رسول اللہ ہے یا
اجماع ہے یا قیاس ہے لیکن کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں بالکل صراحت ہے
پر دلالت نہیں ہے مگر یہ کہ ان لوگوں کو دیا جانا صلہ رحمہ ہے ارث تو ہے نہیں تو
جس آیت یا حدیث میں اقربا کے دینے کی فضیلت ہے وہ ہمارے مدعی پر دلالت
کرتی ہے لیکن اجماع واقع ہو گیا ہے اس لئے کہ اجماع یا سکوتی ہے یا لفظی اور سکوتی
بھی دلیل قطعی ہے جیسا کہ کتب اصول میں مصرح ہے اور میں نے ایک رسالہ میں
جو کہ مخصوص بحث اجماع میں ہے اسکی تحقیق کر دی ہے جو وقت یہ بات مہرب ہو گئی
تو یہ مسئلہ اجماع سکوتی ہے ثابت ہو گا اس لئے کہ لوگوں نے فتویٰ دیا ہے رد علی الذی
کا اور زوی لارحام اور بنت مستحق اور بنت رضاعی اور ابن رضاعی کے وارث
کر دینے کا اور کہنے اہل علم میں سے اس پر انکار نہیں کیا ہے اور مدت اس تامل
کی جو تیرے اجماع میں بلا خوف گزر گئی ہے پس منعقد ہو گیا ہے یہ اجماع اس
بار کہ جیسے اقربا جو وارث نہیں ہیں وہ مقدم ہونگے بیت المال موجودہ پر تو یہ
مسئلہ فروع سے اس اجماع کے ہے اسکو سمجھ رکھو۔ ۵۔ ظاہر الروایۃ اور اس روایت
کے درمیان میں جبکہ متاخرین نے فتویٰ کے لئے اختیار کیا ہے اختلاف نہیں ہے
اس لئے کہ دونوں مسئلوں کے موضوع جہاں ہیں جیسا کہ کلام سے ابن عابدین کے
گزار ہے کہ انہوں نے کہا ہے حال یہ ہے کہ کلام متوں کا جب تھا جبکہ انتظام بیت المال
کا تھا اور کلام شروع کا جب ہے جبکہ اسکا انتظام نہیں ہے تو کوئی معارضہ نہیں ہی
میں کہتا ہوں کہ ادنیٰ یہ ہے کہ ظاہر الروایۃ میں جو ہے وہ انتظام بیت المال کی وقت

میں ہے اور منوں ظاہر الروایہ کے نقل کر نیکے لئے بنائے گئے ہیں اس لئے کہ ماہرین ہونے کی
 بھی توجہ الیٰ مال متظم نہ تھا۔ ۱۰۔ مینے نہیں دیکھا کہ کس نے اس امر کو ظاہر کیا ہو کہ میں
 کہتا ہوں بنا بر قاعدہ ما تر ب فال ذب کے ذوقی الذوق اقربا سے زوج سے مقدم
 ہو سیکے ذوقی الیٰ رحام پر یہ اعتبار ترتیب ذرائع کے عین ہے۔ ۱۱۔ یہ صدمہ بہت اور صلہ میر
 قریب مقدم ہوتا ہے بعد پر اور اللہ تعالیٰ فرما لہ ما یصلہ۔ بعض شہداء بعضوں سے
 اولیٰ ہیں نہ ان کی کتاب میں اور اشد لئے ذاب ہے کہ ایک سے ایک سے غلبہ و صلہ کہ
 مینے جو ہدایت کی ہے سپر تم سے کوئی ضروری نہیں چاہت ہے اس بجز میں کہ ایک باہم
 قرابت وار محبت رکھیں اور رد المختار میں ہے ان قرابت کے درجہ متفاوت ہیں تو
 والدین میں زائد ہے محکم سے اور رحام زائد ہے بقیہ ذوقی الیٰ عام سے توجہ الیٰ
 کے ۱۲۔ ایت تو یہی ہے کہ فقیر غنی پر مقدم ہوا سئلے کہ او سکودہ کی اس بیلاج سے بجز ذوقی
 کے علاوہ بریں فقیر ہی اس مال کا مصرف ہے بیجا کہ مصارف بیتا اماں سے تم جائے
 ہو واللہ اعلم۔ ۱۳۔ مرد اور عورت اس حکم میں برابر ہیں اس لئے کہ یہ صدمہ رگم بہت اور
 صدر رحم میں کوئی فرق درمیان عورت اور مرد کے نہیں ہے بجز ان فرایض کے اشیاء
 و نظائر میں ہے عورت بقدر نصف کے ہے مرد سے وراثت میں اور شہادت میں۔ ۱۴۔
 ویت میں خواہ نہ بت جان کی ہو یا بعض اعضا کی اور نفقہ قریب میں اور مجمع الیٰ ہر
 ہے تقسیم وقف میں مرد کو عورت پر زیادتی ہوگی اتنی۔ ۱۵۔ اعلم۔ ۱۶۔ ہاں تا چاہئے کہ قرابت
 میت کی مقدم ہے قرابت پر زوج کے تو نیت رشتہ کی جو میت کی ہے وہ اولیٰ ہے رشتہ دار
 سے مرد کے اور ایسے ہی نیت معیت میت کی مقدم ہوگی اقربا۔ ۱۷۔ زوج پر لیکن نیت رشتہ کی
 اور نیت معیت او بادی النظر میں ہے کہ پہلی اولیٰ ہے دوسری سے سلتے کہ او میں میت
 کی جنسیت ہے واللہ اعلم۔ ۱۸۔ رشتہ دار زوج کا ہو یا نہ ہو کہ نیت پر مجبور نہ ہو
 جائیگے اس صورت میں اس لئے کہ یہ صدمہ در صدمہ میں جسکو کچھ یہ جانتا ہے وہ مجبور

۱۹۔ وہ وراثت میں خیر کا حق قرآن میں مقرر ہے ۲۰۔ رشتہ دار جسکے رشتے آجائے۔

والا
نہیں کیا جاتا ہے کہ خواہ مخواہ سے لے والہ علم پرانیتہ الحال اور حقیقت حال کا جاننے
اللہ ہی ہے اور اویسی کی جائیداد اور مال ہے ^{۱۹} پھر میرا اس عمار کے کہنے میں
قلم نے استراحت لی فی الجہت تدرب لہا لمین والنعفوة والسلام علی اشرق المرسلین سیدنا
محمد والہ واصحابہ اجمعین

دارالافتاء النجفانیہ لاہور

پروفیسر ڈیپٹی سیکریٹری

باب الطلاق

السوال

زیر پیش عوام انسانہ گفتہ کہ من زوجہ خود را بدو طلاق رکھا کہ دم بعدہ زید مذکور
نزد خالی آمدہ بیان نمود کہ من زوجہ خود را ایسے طلاق رکھا کہ دم پس بعض اثر
حاضرین مجلس کہ بوقت تقریر اول کہ مدبر جسے عوام انسانہ کردہ بود موجود بودہ
گفتندش کہ پیش ازین آنچه نزد ما بیان کردہ بود ہی تلمتہ نبود بلکہ دو طلاق گفتہ
بودی پس زید گفت حق این است کہ اکنون گفتہ ام از خدا اب خدا ایستادہ ہر گز
قول سابقہ غلط بود پس حاضرین بروئے آفرین گفتند پس عالم موصوف زیدی فتوی
حلالہ دادہ بعدہ زید مجہد و کسان غیر مہران نزد مولو بیجا حب مذکور آمدہ

بیان کرد که در وقت انشائی طلاق یک طلاق و در وقت انقضای دوهی که
مولوی صاحب اقرارنامه بود اقرارنامه و تمام این بیعتها و بیعتها
پس مولوی صاحب موصوف تونی جوان زن زید پسر زید بعد از تسلیل داده
پس تجدید نکاح کردند و باز بعد از سه ماه چواریه مولوی صاحب فکر مراجعت
بکنتب کرد و معلوم کرد که این زن و بچه برضایت شهر داده و زن زید را
که از زن علییده شود.

المجواب

در صورت مرقومه اقرار از زید ایستاد طلاق مقرب و انکاش لاطائل و شش دست شهادت
برائین طلاق نامقبول زیرا که این شهادت در اصل بر نفی شایسته است و شهادت نفی
در جنس صحت مرد و زنی که احاطه نماید بعد از ابطال طلاق شایسته است و صورت
آنکه شش دست فرق میان مرد و صورت نفی کند و شهادت نفی مستند است و تحقیق است
غیره فلا یقبل سوا کانت نفیا سورة ۱۱ معنی و سوا را ای طایفه علم شایسته اولی الامر
الآخره شامی جلد ۲ ص ۲۸۸ و طایفه ای که از این است نفی بین آن جده به علم است
فقبل الشهادة والا فلا لا یقبل علی النفی مطلقاً ای آخره شامی جلد ۲ ص ۲۸۸
و کذا کل بنیة قامت علی ان فاما لم یقبل ولم یفصل لم یقبل که ان فی المحیط ما ملکی جلد
۱ ص ۲۶ و بر لزوم اقرار و عدم بقاء نکاح خبری سرخ شایسته است و اقرار را
طلقاً ثالثاً ثم تزوجها قبل ان تنکح زوجها غیره و قالت ما یقتضی اقراره بیک و
دخل بی خانه یفرق بنیها الی آخره عاملیری جلد ۵ ص ۱۳۵ پس منقذت مران
ضروری است نکاح ثانی او با جائز است نه اعنی فی ذلک استماعهم و سوا
الذاتم غلام احمد مدرس مدینه نهایه لا یجوز

السؤال

ایک شخص نے وقت مخالفت اور سنا زعت کے کہا کہ میں تین طلاقیں سمجھوڑی
اور عورت حاضر رختی مگر اوس نے اضافت عورت کی طرٹ نہیں کی تو اس صورت
مذکورہ میں آیا عورت محکمہ ہوتی یا کہ نہیں۔

الجواب

اگرچہ وقوع طلاق و جود اضافت ضروری است لیکن تصریح اضافت نہ ہو
نیت کہا میل علیہ عبارت الذیل ابو قال امرة طالق او خلقت امرة ثلثا وقال
لم اعن امرتی یصدق و یفہم منهم انه یولم یقول ذلک یتعلق امرتہ رد المختار شامی
جلد ۳ ص ۲۲۱ انہیں عبارت ظاہر است کہ تصریح اضافت برای وقوع طلاق شرط
نہست پس در صورت سوال اگر ارادہ زن خود داشت چنانچہ قرینہ تنازع و تشاہد
نیز صوید ہیں امر است ہر سہ واقع بتکلیل لازم اگر بالفرض ارادہ منکوحہ خود
نمیداشت واقع نیت، مگر انہ جہاں این چنین تصرفات شکل لہذا اوسا فہم ایش باید
نمود کہ برائے اصلاح کا کہ برائے اصلاح کار دنیوی از کتاب این قدر جرم عظیم
نہایت قبیح است اصل خیال خود را سب از دست بردارن و مطابق حکم شرعی عمل نہاید فقط
راغم غم احمد مدرس مدرسہ منہانیہ لاہور۔

السؤال

زید نے بوجہ نا اتفاقی کے اپنی زوجہ کو ایک طلاق دیدی پھر اوس نے رجوع کیا
بعد رجوع کے دو برس تک اپنے زوج کے پاس رہی پھر بوجہ نا اتفاقی زوج نے
زوجہ کو ایک طلاق دیدی پھر رجوع کیا بعد ایک سال رجوع کے پھر زوج
نے بوجہ نا اتفاقی کے ایک طلاق اور تیسری دفعہ دیدی اب اسکا رجوع کرنا
اندرون شریع شریف جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

در صورت مرقوم رجوع بان مطاقه جائز نیست بلکه نکاحش نیز جایز است و اما یک
زوج ثانی نکاح نکند و بعد از جماع زوج آخر طلاق دهد و آتش بگیرد و بعد
از آن نکاحش بزوج صحیح گردد و امکان الطلاق ثلاثی الحرة و ثبوت فی الامر لم یعمل
حقه تنکح زوجها غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطیقها او میوت عنها کنیانی الهدایة
نماوی عالمگیری جلد ۱۲ ص ۱۲۱ راقم غلام احمد مدرس مدرس لغمانیه لاهور

السؤال

اولیائی صغیر مسمی پیر بخش و غیره نکاح شان بستند بعد از آن صغیر یا مرد و الزوجه
بجریان ده سال سه طلاق داد و باز بعد از مروج سال همراه مطلقه مذکوره بدخلیل
تجدید عقد نمود پس بعد انقضای عرصه چهار سال ، بین متانعت روحی نمود
وزن از خانه او روانه شد و نزد الدین خویشش مقیم گردید چنانچه تا حال
بهمان مقام است و میخواهد که بشخص دیگر علاقه مناکحت پیدا نماید و نکاحش بیرون
طلاق زوج جائز است یا نه ؟

الجواب

در صورت مسئله اگر مسمی پیر بخش بوقت طلاق واحد بجریان ده سال نامایز
بود چنانچه در تحریرش مرقوم است تا طلاق او برگرد واقع نشده زیرا که وقوع طلاق

بموجب زوج شرط است یقع طلاق کل زوج اذا کان بائناً غائلاً و کما ان حرا و غیره
طائفاً او مکرماً کنیانی الجوهرة النيرة و لا یقع طلاق البی و البیان یعنی و النجوان

فتاویٰ عالمگیری جلد ۲، ص ۵۵ و پیرایہ سال ہیچ مرد یا نفع نبود وافی مدق
البلوغ بالاحتلام بخوفه فی حق الغلام اثنا عشر سنتہ و فی حق الجارية تسع سنین
ولا یحکم بالبلوغ ان اوعی و ہوا دون اثنا عشر سنتہ فی الغلام و تسع سنین
فی الجاریۃ کذا فی المحدثان فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ ص ۱۰ و ہر گاہ طلاق واقع
نشده نکاح اول قائم شد اگر بوجہ تاو اقفی از مسائل شرعی ثابتاً تجدید
عقد کردہ بودند و بقتل نکاح اول شک نیست پس بدو قی طلاق پیشتر
زوجہ اختیار نیست کہ بشخص دیگر علاقہ مناکحت پیدا نماید نقطہ

و اگر نہ گام تطبیق پیشتر نشد بوجہ تاو ہر گاہ طلاق بر زوجہ اش واقع و تحلیل بر او
لازم و نکاح ثانی کہ بعد تحلیل بکلام و دطی و طلاق نہیج نہ بصورت بستہ بطل
و غیر صحیح وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة و ثینت فی الامتہ لم یحل حتی تنکح زوجاً
غیرہ نکاحاً صحیحاً و بدین حل بہائیم بطیفہ تاو میوت عنہا کذا فی الہدایۃ عالمگیری
جلد ۲ ص ۱۲۸ پس مطلقہ حل و ہر گاہ بوجہ تاو است و او را اختیار است
کہ ہر جا کہ خواہد تزوج نماید فقط جوں حالت فعلی نفع کہ ہر گام تطبیق واقع
یا نا واقع بود قطعاً معلوم نیست لہذا ہر دو شق بر اب مرقوم شدہ حسب حالت
واقعیہ عمل نمایند اما عندی فی البیاب راقم غلام اجڑ مدرس مدرسہ نمانہ لاہور

السؤال

اگر یا نفع لڑکا سے طلاق دو اگر او سکی دوسری بیہائی آدس منکوحہ کا نکاح
کر دیا جائے تو اس ضرورت میں یہ طلاق شرعی واقع ہو سکتی یا نہ اور او سکی
بیہائی کی نکاح کا کیا حال اور منبرکت یا فقہ میں یہ حدیث کل طلاق واقع الاطلاق
انہی والمختون جبراً کی کمی طلاق کے عدم بوجہ میں پیش کی جاتی ہے کیا یہ حدیث
صحیح یا نہ اور عدم صحت کی صورت میں اس حدیث کا کوئی اصل بھی ہے یا نہ

الجواب

نابالغ کی طلاق اگرچہ مراستق اور عاقل ہو شرعاً معتبر نہیں ہے کیونکہ تصرفات شرعیہ میں علی الخصوص ایسی تصرفات کہ جن میں خالص ضرر ہو عاقل کی شرط ہے اور بالکل حد شرعی میں جود بلوغ رکھی گئی ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے ولا یقع طلاق البھی ولو کان یعقل عالمگیری جلد (۲) صفحہ ۵۵ *

اسلامی خبریں

ریاز ریلوے کی حالت :- ۱۴ فروری کو اخبار گلوب کا نامہ لگا رقصطنہ سے اپنے اخبار کو حسب ذیل اطلاع دیتا ہے کہ حجاز ریلوے اس وقت تک ۱۴۳۵ میل تیار ہو چکی ہے۔ منجملہ پوری لائن ۱۱۲۵ میل کے اتنا حصہ بھوتیار ہو چکا ہے ملک شام کے دشوار گزار صحراؤں میں تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ لائن کا کام سست رہا گرمیوں کے زمانے تا زنت آفتاب اور پانی کی کمیابی کام کر رہیوں کے لئے پر کمال پریشانی اور دقت کا باعث ہوتی ہے غیر ملکی عمال صرف سیشٹوں کی تعمیر اور پیمائش نقش کشی وغیرہ کے کاموں میں متعین ہیں۔ لائن کا بنانا ترک سپاہیوں اور ملکی کارکنوں کے ہاتھ میں ہے۔ جو بڑی لیاقت اور مہارت سے انجام دیتے ہیں۔ حکومت عثمانیہ سے ایک بنجیم اور جرمنی کے کارخانوں سے ۱۲۳ (۱۲۳) انجن اور ۳۱ (۳۱) سواری گاڑیاں اور ۵۲۳ (۵۲۳) مال گاڑیاں خریدی ہیں۔ اس وقت (۴۶۲) چھوٹے اور ۲۷ (۲۷) بڑے پل اور ۸۰۰ (۸۰۰) لوگوں کے ادھر سے ادھر لٹکنے اور آمد و رفت کو راستے اس لائن پر بن چکے ہیں۔ دونوں شاخیں ایک جدہ اور مکہ شریف کے مابین اور دوسری شاخ حیفابھی زیر تجویز ہیں اور یہ دونوں شاخیں نہایت سودمند

ہونگی۔

دولت علیہ ۱۔ مکہ و حیدرہ اور مدینہ منورہ وغیرہ عرب کے بڑے بڑے شہروں میں بعض مسلمانوں نے مصنوعی برت جہاتے کے کارخانے کھولنے کی اجازت طلب کی ہے۔ مدت اجارہ پچاس سال ہوگی۔

استانہ علیہ ۱۔ میں چالیس طالب علم مشرقی زبانیں سیکھنے کی غرض سے آئے ہیں۔ ان لوگوں نے ابتدائی تعلیم بوڈاپست (ہنگری) شہر میں کی ہے۔

صوبہ اناطولیا :- کے علاقہ میں شہر باطوم اور ارض روم کی قریب جو کردیہ آئل کے چشمے پائے جاتے ہیں۔ دولت علیہ انکے راستوں کی درستی پر متوجہ ہو کر شہر اور پل تیزی کے ساتھ بنائے جاتے ہیں تاکہ تیل کی تجارت میں ترقی ہو۔ بحری قوت میں اضافہ :- حکومت عثمانیہ نے فرانس کے کارخانجات جہاز کو دس جنگی جہاز کا نوئیر کی تیارسی کا حکم دیا تھا۔ جدید خبروں سے معلوم ہوا کہ ان میں سے تین جہاز مکمل ہو کر استانبول علیہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں اور باقی سات بھی ایک ماہ کے عرصے میں مکمل ہو کر وہاں سے چل پڑھیں گے نیز دولت نے دو تار پیڈوشکن کروزر انگلستان کے ڈاک خانجات سے بنوائے ہیں جن کی قیمت و مدت تیارسی کا شرطیں جانیں سے طے ہو گئیں۔

استانہ علیہ میں ایرانی طلبہ :- سفیر ایران سے ایک ملاقات کے دوران برجلہ القاب سلطان المعظم نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اگر شاہ کوکلا میرزا محمد علی کو راکریں تو ایرانی نوجوانوں کو سلطانی مدارس میں تعلیم دیا جاسکتی ہے اور ان مصارف دولت علیہ انگیز کرنگی سفیر نے کمال شکر گزاری کے ساتھ سلطان نے عنایت منظور کی اور شاہ سے اس کے متعلق تحریر کر کے مروت دلائل شہر

خاندانوں کے ایرانی نوبوان مدارس آستان میں داخل کروائے ہیں اور امید ہے کہ یہ سلسلہ آئندہ ترقی پذیر رہے گی۔ جس کا انجام اتنی مملکتیں کے حق میں بہت عمدہ ہو گا۔ اللہم زدو فرو۔

مصر میں ایک سخت حادثہ:۔ مطریہ نامی ایک بستی مصر میں بحیرہ کے کنارے آباد تھی۔ ۱۵۔ اپریل گزشتہ کو اداس میں آگ لگی اور نصف سے زائد آبادی کو معد سٹیشن ریلوے۔ ڈاک خانہ۔ حکمہ ججی اور تمام تجارتی گٹھوں کو متاع انکے دفاتر و کاغذات کے جلا کر راکھ کر دیا۔ اس بستی کے باشندے نہایت غریب مہیگر تھے۔ ۲۵ ہزار مصیبت زدہ محنت لکلیف میں مبتلا ہیں اور اہل ہمت اور انکی امداد کے لئے چندہ کر رہے ہیں۔

ترکی اور ایران کا فیصلہ:۔ ایک عرصہ سے ترکی اور ایران کے دو ہم مذہب اور قوی سلطنتوں میں سرحدی اراضی کے تعلق و دشواری سے طے ہونے والا جھگڑا چلا آتا رہا۔ تین علاقوں سے اراضی متنازعہ تھی لہذا پہچان میرا عوار اور لیند۔ مگر اس خبر کو جسے اخبار ترکی بلڈز نے شائع کیا ہے پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ جو حسب ذیل ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ ترکی اور ایران کا سرحدی تنازعہ بہت ہی نرمی اور صفائی کے ساتھ دوستانہ طریقہ سے طے پا گیا۔ دونوں اسلامی حکومتوں نے باہمی طور پر یہ پختہ قرار دیا کہ میرا عوار اور لیند دولت علیہ ایران کے ماتحت رہنگی اور لاپہچان کا علاقہ سلطنت عثمانیہ کی املاک میں شامل سمجھا جائیگا۔ غالباً ہر ایک باجمیت مسلمان جو ان دونوں اسلامی حکومتوں میں اتفاق و اتحاد قائم رہنے کا دل سے متمنی ہو گا اس خبر سے بھید سرور ہو گا اور یہ تمام کارروائی پورے میرزا رضا خان وانش سفیر ایران بقیم آستانہ کی مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ ہے جس سے ایسا دلپند اور دوستانہ معاہدہ ایک اہم ترین پیچیدہ مسئلہ کی

بابت ہو گیا۔ (الحمد للہ علی ذلک)۔

دولت علیہ اور دول یورپ :- ۱۳ اپریل گذشتہ کو ٹائمز کے نامہ نگار
آستانہ نے اپنے اخبار میں مراسلت ذیل بھیجی۔ آج دول یورپ کے سفیروں
نے جلالت قاپ سلطان المعظم سے حضور میں مقدونین حید آرمی کی اصلاح کی
متعلق ایک یادداشت پیش کی اور ظاہر کیا کہ تین فیصدی محصول جنگی کا اضافہ
حماک مقدونہ کی اصلاح میں زائد صرف ہونے کی کفالت کر سکتا ہے اس کے
بعد سفیروں نے جمع ہو کر مجوزہ پر دوپہر نسل کی نسبت مشورہ کیا جس کو وہ باب عالی
میں ارسال کرنا چاہتے ہیں

جلالتمتاب سلطان المعظم کی قدر شناسی :- اخبار یارہنگ پوسٹ
دلندہ کا استنبوی نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ انگلش جہان و کیش نامی آنبائے
باسفرس میں ہو کر گزرا اور جلالتمتاب سلطان کو معلوم ہوا کہ اوسپر ایک انگریز
افسر موجود ہے جس نے جنگ کریمیا میں میں نہایت عمدہ خدمت انجام دی تھی
جلالتمتاب نے فوراً اس افسر سے ملاقات کرنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر آپکی خواہش
انگلش سفارت خانہ قسطنطنیہ میں دیر بعد پہونچی جبکہ وہ جہاز لنگر اوٹھا چکا تھا
جلالتمتاب نے یہ خبر سنتے ہی اس افسر کے نام ایک عنایت نامہ خروی اور
اول درجہ کا مجیدی نشان سراوکانرا انگلش سفیر کے پاس بھیجا دیا اور انگلش
سفیر نے اس انجام کو کمال شکر گزاری کے ساتھ قبول کر کے وہ نشان اور
ملطف نامہ لندن کے عثمانیہ سفارتخانہ میں ارسال کر دیا تاکہ جب وقت وہ افسر
لندن پہونچے تو ترکی سفیر اوسکو اپنے بلحقوں جلالتمتاب کا عنایت نامہ
اور نشان عطا کرے۔ بیشک اس معمولی واقعہ سے سلطان المعظم کی قدر شناسی
کا اظہار ہوتا ہے۔

ترکی قونصل خانے نے :- اخبار ارشاد لکھتا ہے کہ عثمانی وزارت خارجہ ہند
اور چین وغیرہ تمام ایشیائی ملکوں میں اپنے قونصل خانے قائم کرنے پر غور
کر رہی ہے۔

طقیانی :- ملک عراق کی خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ دریائے وجلہ اور
فرات کے سیلاب نے سخت تباہی کی ہے +

ولایت اطمین :- کے علاقہ مرعین میں قرہ سید کا مشہور کارخانہ ہے اس میں
مٹی کے تیل کا ایک چٹنہ پایا گیا اور تیل کی کھیاوی آزمائش ہونے کے بعد
معلوم ہوا کہ اس چٹنہ کا تیل باطیم کے تیل کے چٹنوں سے عمدہ ہے اور اس میں
(۴۵) فیصدی خالص تیل نکل سکتا ہے۔

جیفا
استاذ علیہ کے اخبارات لکھتے ہیں کہ اس وقت حجاز، یو۔ لین علاوہ شاخ
کے جکا طول (۱۱۲) کیلومیٹر ہے کل (۷۸۱) کیلومیٹر تک ریلوے کی آمدورفت
ہوتی ہے اور تیار سی لین کا کام ایک ہزار دین کیلومیٹر کے گرد و پیش ہو رہا ہے
امیر ہے کہ عنقریب حکم سلطانی کی تعمیل ہو جائے یعنی مدینہ منورہ تک ریل
پہنچ جاوے۔ حکومت سوایا (شام) نے محافظ لین شتر سوار رسالوں کی تعداد
میں اضافہ کر دیا ہے اور اسی مرض سے دمشق اور دمشق سے بکثرت اونٹ
خریدے گئے ہیں

معلوم ہوا ہے :- کہ سلطان المعظم کے ایک سکریٹری نے مشر عبد اللہ سرمدی
کی درخواست کے جواب میں اطلاع دینے کی ہدایت ہوئی ہے کہ دیگر اسی قسم کی
شتر کی تجارت کی طرح یہ مسجد (لندن) بھی ہزار پیرل مجبثی کی حفاظت کی مستحق
ہو گی براہ مہربانی مجھے مطلع کیجئے کہ تعمیر مسجد کیلئے اس قدر روپیہ کی ضرورت ہے اور
تک کتنا خفیہ فراہم ہو چکا ہے۔

رپورٹ ماہ مئی ۱۹۰۷ء انجمن نعلانیہ لاہور

دارالعلوم (کالج) نعلانیہ ۱۶ اپریل سے آخر اپریل تک بسبب موسمی فصلی تعطیلات کے منبر نما اعلیٰ مکیم مئی ۱۹۰۷ء سے کھل گیا۔ تدریس جاری ہے۔ مدرسین حاضر ہو گئے ہیں۔ شائقین طلبہ موقع کو ماتحت سے نہ جانیں دیں۔ حسب شرائط دارالعلوم داخل ہو سکیں گے۔ علی انجمن ہذا کے معاونین سے حکیم ہتھاب الدین صاحب شاکر و خافق الملک حکیم سیدی صاحب چولہ پور کے برگزیدہ بیویوں سے۔ تھے دارقانی کو رحلت فرما گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ جل جلالہ انکو غریق رحمت فرمادیں اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق رفیق کریں۔ اور آپس میں اتفاق سے کام کر نیکا حوصلہ عطا فرمادیں۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ قاضی غلام محمد صاحب خاں تحصیل چکوال معاون انجمن کا انتقال ہو گیا ہے اللہ جل شانہ انکو جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمادیں۔

بعض بزرگان کینڈہ مت میں ضروری زحمت

آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ شروع ۱۹۰۹ء سے رسالہ ماہوار کا اجرا ہوا ہے اس عرصہ میں بہت صاحبان نے اسکے مواضع میں کچھ توجہ نہیں فرمائی ہے اس سوار شمار کرنیکی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اس میں شک نہیں کہ ہم رسالہ ہمارے کے حساب یا دوسرے لفظوں میں سے سالانہ چندہ کا ادا کر دینا صاحبان ذی استطاعت کے نزدیک کچھ بڑی بات نہیں۔ چنانچہ بعض نے بعض خاص بزرگان اس رسالہ کی حق عزت و حرمت کرتے ہیں اور چندہ مقررہ سے کئی گنا زیادہ عطیہ عطا فرماتے ہیں لیکن بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے ابتداء سے آج تک توجہ نہیں فرمائی لہذا ایسے بزرگان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اس نیک کام کا لحاظ رکھ کر اپنی جیب سے نہ سہی دوسرے کو تحریک قیادت دلا دیں اور جتنے کیلئے ذخیرہ جمع کریں۔ نہ انجمن مجبور ہوگی۔

انجمن نغمہ کو کفر کے تحت اہل

عموماً مسلمانوں کے یتیم بچے اور خصوصاً جاہل علم کے خاندان سے ہوں اور
جنکا آبائی پیشہ تعلیم و تعلم ہو معاوین وہی خواہان انجمن اس گاؤں کے نذر یا ذیلدار
یا کسی ثقہ بزرگ سے یتیم کی تصدیق کر کرنا ہیج سکتے ہیں ایسی صورت میں
داخل کرنے سے کسی قسم کا عذر نہوگا۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ ایسے تیار
صرف تعلیم دینیات کے لئے ہی وقف کر دے جائیں۔ جو انشاء اللہ
الغیر علماء بتحرر ہو کر نکلیں گے۔ اور مسلمانوں کے لئے ایک قابل
تقلید نمونہ ہوں گے۔

یتیم سے مراد یہ ہے کہ جس کا والد فوت ہو گیا ہو۔ اور عمر پندرہ سال کے اندر ہو
اور اخراجات پرورش کا تکفل کر نیوالا کوئی نہو۔

تو اعد متعلق یتیم خانہ کی پابندی یتیم پر لازمی ہوگی۔

اعلان

کیا جانتا ہے کہ ایسے یتیم بچے جس قدر تعداد

میں معاوین انجمن بقبوضہ بالا ہم پہنچا سکیں۔ انجمن کو ان لینے میں

کچھ عذر نہوگا۔

کتاب
میں
موجود
ہے

کے
معدے
میں
موجود
ہے

کتاب
میں
موجود
ہے

علم فقہ اہل سنت میں حنفی مسلک کی یہ ایک مستند کتاب ہے جو تعریف و توصیف
کی محتاج نہیں۔ ہر ایک صاحب سواد اس کتاب کے حالات سے واقف ہے۔
چنانچہ مولانا سولوی عبد اللہ صاحب جامی مرحوم بہاولپور میں اس
کتاب کی ایک نہایت قابل قدر بہت بڑی تحقیق کے ساتھ فارسی زبان میں
لکھی ہے جس سے عام فارسی جاننے والوں کو تحقیقات مسائل کا فائدہ پہنچنے
کی امید کی گئی ہے۔ اللہ جل جلالہ شراح کی اس محنت خالصہ کو قبول فرما کر خیر عاقبت میں
عطا فرماویں۔ فاضل شراح مرحوم نے حق تصنیف اس کا انجمن نغمینہ کو عطا فرما دیا۔
اور انجمن نے محض نظر افادہ عامہ مسلمین اس کو چھپوا کر شائع کیا ہے۔ کتاب کو ۱۰۳۰
۲۶۸۲ کی تقطیع سفید کاغذ ڈسٹی پر عمدہ اہتمام کے ساتھ خوش قلم مکمل چھپ گئی ہے
اور قیمت بخرش اشاعت دین صرف ۵۰۰ روپے جو لاگت کے قریب ہے۔ علاوہ محصول
رکھی ہے۔ قدر دان علم فقہ بہت جلد اپنی درخواستیں اس سال فرما دیں کچھ عرصہ بعد
نایاب کتاب کا حال ہونا مستعد ہو جاویگا۔

ناج الدین احمد پیدر۔ ناظم انجمن نغمینہ لاہور